

قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي عَاشَ الْأَنْبَىءُ وَلِيَوْمٌ أَنْتَ مُهْمَّتِنِي بِإِنْفَسِهِ مُهْمَّطٌ

العقائد الصحيحة



ترجمہ۔ از تصنیف

زیدۃ السالکین عمدة العارفین محی السنۃ ماھی البدعة ثانی الالف ثانی
حضرت مولانا مرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد حسن جان صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی قدس اللہ سرہ

Marfat.com

قَالَ اللَّهُمَّ اعْلَمُ الْبَيِّنَاتُ أَوْ إِلَيْكَ الْمُؤْمِنُونَ بِالْفَسْدِ فِرْطٌ

الْعَقَاءُ عِدْمُ حِسْبٍ

ترجمہ—از تصنیف

زیدۃ السالکین عمدۃ العارفین محی السنۃ ماھی البدعتہ ثانی عاللٹ ثالث
حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد حسین جاں صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی قدس اللہ درہ

حُبُّ حَكْمٍ

عالی جناب حضرت پا برکت مولانا و مرشدنا آغا حاجی عبد الحمید جاں صاحب
مجددی فاروقی نقشبندی مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہ
ٹنڈہ سائیندار دصلح حیدر آباد سندھ

الْحَاجُ كَرِيمُ بَنْشِ جَنْوَبِي

AC-II/5 جیکب لائینز کمپلیکس - کراچی

یہ کتاب "العقائد الصحيحۃ" مندرجہ ذیل پتوں سے مفت حاصل
کی جاسکتی ہے

59515

۱۔ صاحبزادہ آغا حاجی عبد الوحید جان صاحب

مجددی، نقشبندی، فاروقی، مدظلہ العالی

تاج مسجد مورو۔ ضلع نواب شاہ (سنده)

۲۔ نور محمد پٹھان

حضرت خواجہ محمد حسن جان اکیدہ می

مارکیٹ روڈ - حیدر آباد

۳۔ ابو شمس مجددی

- ۸، صدیق کورٹس

باتھ آئلینڈ - کراچی

۴۔ عبد الحمید جبوی

نیوجبوی، تحصیل مورو

ضلع نواب شاہ (سنده)

حضرت خواجہ محمد حسن جان اکیدہ می

مارکیٹ روڈ - حیدر آباد (سنده)

"مکتبہ رشیدیہ"

فهرس العقائد الصحيحة

مصنفوں	صفحہ	مصنفوں	صفحہ
مسئلہ البشریت رسول اللہ صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت	۲۲	خطبۃ الامام الغزالی امام غزالی رحمہ اللہ کا مصنفوں	۱
مسئلہ التعظیم لغیر اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی تعظیم	۵۰	التنزیہ لله تعالیٰ خدا تعالیٰ کے تقدس کا بیان	۲
مسئلہ سعایع الموقی مُردوں کا شتنا	۵۳	الجیرة والقدارة له تعالیٰ خدا کی زندگی اور روت کا بیان	۳
مسئلہ التوسل عند اللہ تعالیٰ بارگاہ و مہنی میں وسیلہ لانا	۵۴	العلم خدا کے نام اور خدا کے معلومات کا بیان	۴
مسئلہ نداء العائم غائب کو بلانا	۵۹	الارادة والسمع والبصر خدا کے ارادوں، قوت شذوائی اور بینائی کا	۵
مسئلہ زیارت قبور الصالحاء صالحین کے مقبروں کی زیارت	۶۱	الكلام خدا کے کلام کا بیان	۶
مسئلہ الشفاعة للنبي صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا	۶۳	الافعال انفعال خدادندی کا بیان	۷
مسئلہ اعراس المشائخ مزاہات ادیباً اللہ بر غرس	۶۹	الكلمة الثانية دوسرا فصل	۸
مسئلہ تصویرہ علیہ الصلوة والسلام نازیں حضور علیہ السلام کا خیال آ جانا	۷۲	قال الموتى مقولہ مسنف	۹
مسئلہ الدفۃ السيد مع اسمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مبارک کے تحفے تعظیمی	۷۵	افتراق الامم على ثلاث وسبعين فرق امت محمدیہ کا ۳۴ فرقہ بننا	۱۰
مسئلہ اشتراك الغير مع اللہ تعالیٰ خدا سے کسی مخلوق کو شرک کرنا	۷۵	الحقيقة والمجاز قرآن مجید میں حقیقتہ و بجاو کا بیان	۱۱
مسئلہ امکان الکذب معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بوننا	۷۶	مسئلہ علم الغیب للنبي صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کا حامل ہونا	۱۲
مسئلہ الاستهدا ادیباً اللہ سے اعاد طلب کرنا	۷۸	مسئلہ ایصال للثواب لا زواج الموقی بیت کو ثواب پہنچانا	۱۳
مسئلہ تسمیۃ الاستهدا بچوں کا نام ابیاء دادویاء سے منوب کرنا	۷۹		

سَلَامٌ لِمَنْ أَنْتَ

الفن الحدیث

حب نسب کا سلسلہ جو ۳۷۳ پشتون سے خلیفہ ثانی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ (جنکی پیدائش ۳۴۳ پشت میں ہوئی) سے لیکر حضرت خواجہ عبدالحیم بن مذکور العالیٰ تک نیچے دیا گیا ہے۔ جس میں محترم حضرت صاحب کے پڑے صاحبزادے کا نام نمیردار لکھا ہوا ہے۔

نام	تاریخ وصال مزار شریف
قیوم حسامی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سریندی ۱۰۲۳ھ	سریند پشاور
قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحم (اول) عروۃۃ الرشقی ۱۰۶۹ھ	" "
قیوم زمان حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحم	۱۱۲۲ھ " "
قدوة العالمین حضرت خواجہ محمد اسماعیل رحم شہید	۱۱۳۶ھ " "
غوث الانوار حضرت خواجہ غلام محمد رحم معصوم ثانی	۱۱۶۱ھ " "
قدوة الاولیاء حضرت شاہ غلام محمد رحم پشاور	۱۱۷۸ھ پشاور
قدوة العارفین حضرت شاہ غلام حسن رحم پشاوری	۱۱۷۰۲ھ "
القیوم چہاں حضرت شاہ غلام بنی رحم قندھاری	۱۱۲۶ھ قندھار
قطب زماں حضرت شاہ فضل اللہ رحم	۱۱۳۸ھ "
قدوة السالکین حضرت شاہ عبد القیوم رحم	۱۱۴۱ھ "
مراج الاولیاء حضرت خواجہ عبد الرحمن جان رحم	۱۱۵۵ھ گنجو ٹکر

مزاشر
گنجو ٹکر لے

تاریخ وصال

نام

زبدۃ السالکین حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ ثانی الالف ثانی درجی ۱۳۶۵ھ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ عبد اللہ جانؒ المعروف

سونپریح الاول ۱۳۹۳ھ

حضرت شاہ آغا

۲۶ شعبان ۱۳۹۶ھ

امام العارفین حضرت خواجہ غلام علی جانؒ رحم

حضرت خواجہ حاجی عبد الحمید جان مذکولہ العالی اس وقت منشیں

ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے خواجہ حاجی عبد الوہید جان مورو کے دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

نوٹ:- حضرت امام ربانی رحم مجدد الف ثانی کے وصال کے بعد آپ

کی او لا ادام جاد پہلی سے چوتھی پشت تک سرہند شریف (ریاست پیالہ) میں مقیم رہیں۔ پانچویں سے نویں پشت تک پشاور اور قندھار میں مقیم رہیں۔ اور دسویں پشت سے سندھ میں سکونت اختیار کی۔ آپ کی درگاہ ٹنڈو محمد خان کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں (ٹنڈو سائیں داد) میں واقع ہے۔

سرج الاولیاء حضرت خواجہ عبد الرحمن جانؒ کی سندھ میں آمد:

جب افغانستان میں امیر ایوب خان اور امیر عبد الرحمن کے درمیان تخت کبیئے چنگ چھڑی اس وقت عام مسلمان امیر ایوب خان کی طرف تھے۔ اور انگریز امیر عبد الرحمن کی طرف تھے۔ چنگ میں ایوب خان کو شکست ہوئی اور وہ ملک چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

امیر عبد الرحمن کے تخت پر بیٹھتے ہی غازیوں پر بڑے ظلم و ستم کیئے گئے۔ اکثر پہاڑ سرد اور قتل کرا دیئے گئے۔ اس لیئے بہت سے مجاہدین افغانستان سے ہجرت کر گئے۔ حضرت خواجہ عبد الرحمنؒ بھی ان ہی غازیوں میں شامل تھے۔

جنہوں نے اپنے وطن کو خیر باد کہا۔

سندھ میں پہلے ہی آپ کے بہت سے مریدین و معتقدین تھے۔ جن کے پاس دیسے بھی آپ ہمیشہ آتے رہتے تھے۔ افغانستان چھوڑنے کے بعد آپ نے ریاست قلات کے رئیس فقیر محمد متوفی کے پاس قیام فرمایا۔ اس کے بعد بھاگناک میں مولوی حامد اللہ اور ملا عبد الحکیم کے پاس کچھ دن قیام کرنے کے بعد گرڈھی لیں میں رئیس اعظم عطاء اللہ خان کے پاس قیام فرمایا۔ اس کے بعد مٹیاری میں تشریف لائے۔ جہاں آپ کے بہت زیادہ مرید تھے۔

ہر جگہ پر مریدوں نے اصرار کیا کہ آپ ہمارے پاس رہیں۔ لیکن آپ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ ہم یہاں رہنے کیلئے نہیں آئے ہیں۔ ہمارا عربستان جانے کا ارادہ ہے۔ مٹیاری میں آپ کے مخلص مرید میران محمد شاہ اول (ٹکھڑا) نے بہت زیادہ اصرار کیا۔ کہ ٹکھڑا میں چل کر رہیں۔ حضرت صاحب نے شاہ حب کی گزارش قبول فرمائی اور ٹکھڑا میں تشریف فرمائی۔ تقریباً ۴ بڑھ سال ٹکھڑا میں قیام کرنے کے بعد عربستان تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ سال گزارنے کے بعد ۱۳۲۷ھ میں ٹکھڑا پر تشریف لائے۔

ٹکھڑا میں آپ کی تشریف اوری سے ٹکھڑا کا چھوٹا سا گاؤں روحاںت اور معرفت کا مرکز بن گیا۔ ہند، سندھ اور کابل قندھار کے لوگ آپ سے فیض عاصل کرنے کیلئے بڑی مسافت طے کر کے ٹکھڑ پہنچتے تھے۔ آپ کی صحبت میں ہزاروں راہ حق کے متلاشی اپنی منزل تک پہنچے اور واعظ باللہ ہو گئے آپ کا فیض اب بھی جاری و ساری ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری دس سال ٹکھڑا میں گزارنے کے بعد ۱۳۳۵ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مٹیارک گنجو ٹکڑہ کے دامن میں ٹکھڑ سے تین میل شمال مشرق

میں واقع ہے۔

زیدۃ السالکین حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ

حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مستند نشین ہوئے۔ ایک سال کا عرصہ ٹکھڑیں گزارا۔ ۱۳۱۶ھ میں ٹکھڑ کو چھوڑ کر ٹنڈو سائینڈاد میں مستقل سکونت اختیار کی اور آج تک آپ کی درگاہ اس قصبے میں ہے۔ جناب حضرت قبلہ گاہم قدس سرہ کی دلادت باسعادت بتاریخ ۱۴، شوال ۱۳۲۸ھ کو قندھار میں ہوئی۔ آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد نے کی۔ جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور ولی اللہ تھے۔ اس کے بعد دو سال تک مطیاری کے مشہور مولوی لال محمد صاحب سے دینی علوم کی تعلیم حاصل کی اور پانچ سال عرب میں چاکر اس وقت کے ممتاز عالم حضرت مولیٰ نار حمت اللہ مہاجر مکّی کے پاس مدرسه "صولتیہ" میں اپنے علم کی تکمیل کی اور مکہ مکرمہ کے مقتنی شیخ احمد زینی دھلان سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور روایت صحاح سنتہ کی احجازت بھی ان سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کو قرآن پاک حفظ کرنے کا شوق ہوا۔ تھوڑے عرصے میں بایس پارے مکہ شریف میں حفظ کیئے اور باقی آٹھ پارے ٹکھڑ میں آنے کے بعد حفظ کیئے۔

آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ اس مدت میں پانچ مرتبہ حج مبارک کرنے کی سعادت پائی۔ سات مسجدیں تعمیر کرائیں۔ گیارہ مدرسے قائم کیے۔ اور باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے آپ تجربہ علمی اور تصنیف و تالیف دینیہ میں اس قدر دسترس رکھتے تھے کہ آپ کی مختلف تصانیف آپ کے حیات مبارک میں ہی بہت مقبول عام و خواص ہو گیں۔ اور اُنکے ترجم مختلف نبانوں میں شائع

ہوئے۔ آپ نے تقریباً پچھیں^{۲۵} کتابیں اور اُس کے علاوہ دوسرے چھوٹے سلے تصنیف فرمائے، مثلاً :

۱، انیں المریدین (۱۳۱۶ھ۔ فارسی) اس کتاب میں آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبد الرحمانؒ کی سوانح حیات لکھی ہے۔ تصوف کے اسرار اور اذکار کے مقامات اور وہ کرامتیں جو ان کے والد بزرگوار سے ظہور پذیر ہوئیں، درج ہیں۔ دو سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب خواص و عام کیلئے بہت فیض بخش ہے۔ اس کا سندھی ترجمہ زیرِ طبع ہے۔

۲، تذکرة الصالحة (فارسی۔ ۱۳۲۶ھ) اس کتاب میں حضرت مصنف نے مختلف بزرگوں کے حالات جن سے انکی ملاقات ہوئی بیان فرماتے ہیں۔ نیز طرح طرح کے مثالیات بزرگان کرام اور عجائب امور پر مشتمل ہے۔ بیاسی ۱۱ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی حضرت مصنف کی حیات مبارک میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے سندھی ترجمہ کا کام حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اکبیدمی کی طرف سے ہو رہا ہے۔

۳، شرح حکم (فارسی۔ ۱۳۲۳ھ) اصل کتاب عربی زبان میں شیخ عطاء اللہ سکندری کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کی شرح مختصر اور واضح طرح سے لکھی گئی ہے۔ تصوف کی یہ کتاب سالگان حق کیلئے ایک عجیب تحفہ ہے جبکہ اس کتاب کی پہلی بھی کئی شرطیں لکھی چاہکی ہیں۔ لیکن شاید اتنا آسان اور واضح کبھی نہ لکھی گئی ہو۔ دو سو آٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا سندھی اور اردو ترجمہ حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اکبیدمی کی طرف سے نیزہ طبع ہے۔

۴، الاصول الاربعہ (فارسی۔ ۱۳۲۶ھ) اس کتاب میں چار بیانیاتی

اصولوں کا بیان حنفیہ عقیدے کے مطابق کیا گیا ہے۔ (۱) غیر اللہ کی تعظیم (۲) وسیلہ لینا (۳) نداء غائب (۴) چاروں عقیدوں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا۔ ایک سوتا ایس صفحوں پر مشتمل یہ کتاب آپ کے حیات مبارک میں ہی ہند، سندھ، افغانستان کے علاوہ عرب اور عجم کے دوسرے ممالک میں بھی بہت مقبول ہوئی۔ اس کا ایک ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں ترکی سے بھی شائع ہوا۔ اس کا سندھی ترجمہ نیز طبع ہے۔

۵۔ طریق النجات (فارسی ۱۳۲۹ھ) یہ کتاب حضرت امام عزازیؑ کی کتاب در کیمیاءِ سعادت کی طرح لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ایک کسوٹی ہے۔ جس کے مطالعہ سے کھرے اور کھوٹے طریقے کی پرکھ ہو جاتی ہے۔ ایک مشعل ہے جس کی روشنی میں ہدایت و ذلالت میں فرق کرنے کی سمجھ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور عقائد کے سلسلہ میں محبت آل واصحاب، ضرورت تقلید، تعریف و معرفت سمجھائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اعمال بدینیہ کے تحت نماز روزے وغیرہ کا بیان اعمال روحانیہ کے تحت مندرجہ، حسد و بخل اور حرص وغیرہ کا اور محبت الہی اور سبحانہ و تعالیٰ کے تحت رضاء اخلاص صدق وغیرہ اور مسئلہ تقدیر کا بیان اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ کسی دوسری کتاب میں اس کی تفسیر نہیں مل سکتی۔ یہ کتاب دو سو چھیسا صفحہ پر مشتمل ہے۔ اور حضرت مصنفؓ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد باشمش جانؓ صاحب کا اور دو ترجمہ (اصل عبارت کے سامنے) خود حضرت مصنف کے حیات مبارک میں شائع ہوا۔ اور بہت مقبول ہوا۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ترکی سے شائع ہوا ہے۔ اور اور دو ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں سیالکوٹ سے بھی شائع ہوا ہے۔

۶۔ العقاد الصحیحہ (عربی ۱۳۴۰ھ) اہل سنت والجماعۃ کے صحیح عقائد پر لکھی ہوئی یہ کتاب (جو آپ کے ہاتھوں ملے ہے) یعنی حضرت قبلہ کی حیات

مبادر کئیں ہی عرب اور عجم میں بہت مقیول ہوتی۔ اس کا اردو ترجمہ بھی انہی دنون میں شائع ہو چکا تھا۔ اس کتاب کے ۱۰۰ صفحات پر مشتمل سنندھی ترجمہ کے دو ایڈیشن ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء میں حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ اکبڈیمی کی طرف سے چھپ پکے ہیں۔

- ۷، شفاء الامراض (فارسی - ۱۳۱۲ھ) ۸، عہود و مواثیق (عربی)
 - ۹، پنج گنج (فارسی - ۱۳۲۱ھ) ۱۰، سفرنامہ عربستان (فارسی - ۱۳۳۳ھ)
 - ۱۱، عجائب المقدرات (فارسی - ۱۳۳۳ھ) ۱۲، اشارة الى البشارۃ - (عربی)
 - ۱۳، انساب الانجاب (فارسی - ۱۳۴۲ھ) ۱۴، لغات القرآن (عربی)
 - و دیگر رسائل ہملاگہ سالہ (۱۴) ترمذی محدثین۔ (عربی - ۱۳۵۶ھ) (۱۵)، درہ سلوک و کیفیت نقشبندیہ (فارسی) (۱۶)، وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود (فارسی)
 - (۱۷)، رسالت التسویریہ فی اثبات التقدیریہ (عربی - اردو - ۱۳۷۹ھ)
 - (۱۸)، رسالت فی باب صحة الجمعة (عربی) (۱۹)، رسالت در قواعد تجوید (۱۳۷۹ھ) عربی) (۲۰)، رسالت تہلیلیۃ - (فارسی - ۱۳۵۳ھ) وغیرہ
- حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ کو لوگ مختلف القاب سے یاد کرتے تھے آپؒ کو حضرت وقت، قطب الاقطاب اور ثانی المحبوب الافت نامی بھی کہتے تھے خواجہ صاحب کا کمال یہ تھا، کہ آپ کے عقیدہ تمندوں کے حلقے میں زیادہ تر عالم و فاضل لوگ تھے۔ اور ساتھ ہی انگریزی تعلیم یا فتنہ لوگ بھی بڑی تعداد میں تھے۔ حالانکہ یہ دونوں طبقے پیروں فقیروں کے مقتنعہ نہیں ہوتے بلکہ مختلف ہوتے ہیں۔

حضرت صاحب مریدوں اور عقیدہ تمندوں کو نمازہ قائم کرنے اور فجر کی نماز سے لیکر ملکوع آفتاپ تک مراقب ہے یہ بیٹھ کر ذکر الہی کرنے کی تلقین

فرماتے تھے۔ آپ کے اکثر مردیٰ تہجد گزار و شب بسیدار تھے۔ اورہ اکثر صاحب ولایت بھی تھے۔

حضرت صاحب اکثر پر جلال نظر آتے تھے۔ آپ کی مخفل میں ہر ایک دم بخود ہوتا تھا۔ کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپ جس قدر خلوت میں جلائی نظر آتے تھے اسی قدر خلوت میں جمالی معلوم ہوتے تھے۔ اگر کوئی شخص دعا کیلئے گزارش کرتا، اور آپ خاموش رہتے تو اسکے دل کی مراد قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ کا کشف بھی حدِ کمال کا تھا۔ کہ عرض کرنے سے پہلے ہی جواب مل جاتا تھا۔

چیسا کہ حضرت امام ربانیؓ نے فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد میرے قطبیت قیامت تک قائم رہے گی۔ حضرت صاحب مخدوم ح آپ کی پشت میں وقت کے قطب بلکہ قطب الاقطاب تھے۔ اور آپ، کے بعد آپ کی آل اولاد بھی قطبیت سے سرفراز ہوئی۔

جیکہ اس دارِ فانی سے دارالبقاء کی طرف ہر ایک کو جانا لہے۔
حضرت صاحبؐ نے بھی تقریباً چالیس دین کی بیماری کے بعد بروندہ پیر ہلب
۱۹۲۶ء، ۶ جون ۱۳۴۵ء ستاسی سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔
إِنَّا إِلَهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ عبد اللہ حبانؒ المعرف شاہ آغا

اپنے والد صاحب کے انتقال کے بعد مندرجہ ذیں ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸ ماہ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ میں ٹکھڑہ شریف میں ہوئی۔ دس سال کی عمر تک اپنے دادا حضرت خواجہ عبد الرحمنؒ کی گود میں

تربیت و تعلیم حاصل کی۔ فارسی کتاب پورہی کرنے کے بعد عربی کا پہلا سبق ، ”صرف بہائی“ آپ سے لیکر اس کے بعد باقاعدہ دینی علوم کی کتابیں ، مولوی عبید القیوم بختیار پورہیؒ مولوی لعل محمد مثیار وی اور مخدوم حسن اللہ پاٹھائی کے پاس پڑھی اور باقی تعلیم مولوی خیر محمد منگسی کے پاس پورہی کی۔ آپ کی عمر مبارک ۸۳ سال تھی۔ اس عرصہ میں چار حجج کئے۔ چند مسجدیں تعمیر کر رہیں۔ کافی مدرسے فاکم کئے۔ اور تقریباً پندرہ کتابیں اور چھوٹے رسائل تصنیف کئے۔ مثلاً انتخاب مکتوبات شریف (فارسی) جس میں ہر ایک مکتب کا اختصار باب کے مطابق مرتب کیا ہے۔ مثلاً پہلا باب عقائد اہلسنت والجماعت دوسرا باب مسائل فقهہ اور تیسرا باب حقائق و مصارف۔

- ۱، اربعین مکتوبات (فارسی) جس میں چالیس آسان مکتب منتخب کر کے شاگردوں کو پڑھانے اور یاد کرانے کیلئے لکھی ہیں۔
- ۲، مؤنس المخلصین۔ (فارسی) جس میں اپنے والدینہ گوارہ حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ کی سوانح حیات لکھی ہے۔
- ۳، حفظ حدیث۔ (فارسی) یہ کتاب حدیث کے منکروں کے رد میں لکھی ہے۔
- ۴، پدایت الحجج۔ (سندهی) یہ کتاب حجج کے مسائل کیلئے بے نظیر ہے۔
- ۵، راحت القلوب۔ (سندهی) جس میں روحانی و جسمانی بیماریوں کا علاج لکھا ہے۔

- ۶، راحت المخلصین (سندهی) اس کتاب میں اپنے بچپن کے دور کا احوال ، تعلیم و تربیت علم و ذوق شوق اور وعظ و نصیحت لکھی ہیں۔
- ۷، الارشاد شرح بانت سعاد۔ (سندهی) اس کتاب میں ایک عربی حصہ

قصیدے کی شرح اور حل ترکیب لکھی ہے۔
۹، احسن الوسائل۔ فی تحقیق المسائل۔ (سندھی) اس کتاب میں مختلف مسئللوں اور سوالوں کے جواب لکھے ہیں۔

۱۰، مخزن العلوم۔ (سندھی) حصہ علم و ادب کا۔ حصہ علم القراءات، حصہ علم فقہ کا۔ حصہ علم حدیث کا۔ حصہ علم تعلیمات کا۔ اور حصہ علم طب کا۔

۱۱، شرح قافیہ (عربی) اس کتاب میں قافیہ کی شرح لکھی ہے۔

۱۲، طب میں تعریف الامراض اور تفرقی الامراض سد و کتاب میں لکھی ہیں
(۱) پہلی کتاب عربی زبان میں ہے۔ اور دوسری کتاب فارسی زبان میں ہے،
۱۳، برگ بنیز۔ (فارسی) اس کتاب میں درخت نیم کے فائدے بیان کیئے ہیں۔

نوت: حضرت صاحب پانے ذاتی خرچ سے کتاب میں چھپوا کرفت تقسیم کرتے تھے۔ جس قدر آپ کی تحریر میں اثر تھا اس سے زیادہ آپ کی نکاح میں اثر تھا۔ جن پر آپ نے نگاہ ڈالی۔ اُس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہدایت نصیب ہوئی۔ مطلب یہ کہ آپ نے اپنی ساری نہندگی مردی میں اور معتقدین کی باطنی اور ظاہری تعلیم و تربیت میں گزاری۔ اپریل ۱۹۴۳ء میں چمپیر کے راستے میں آپ کی جیپ کی ٹکرائیکا بس سے ہوئی جس میں آپ شدید نجی ہو گئے۔ اور آپ کو نجی حالت میں جامشوہ و ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ آپ کے ہزاروں مردیوں معتقد ہسپتال میں پہنچے۔ اور رئیس غلام مصطفیٰ خان اور رئیس غلام مجتبی خان جتوئی بھی آپ کی مزاج پر سیکلیٹ ہسپتال میں پہنچے۔ لیکن آپ نے کسی سے بھی اپنی تکلیف کا کوئی اظہار نہیں کیا۔ اور اس وقت بھی کوئی نماز ترک نہ کی۔ خلیفہ سائیندرا اور ماسٹر نور محمد پیغمبر اور ان

کے فرزند محمد قاسم اور میا بک علی راتِ دن آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ جن کا آپ نے پہلے ہی اس خدمت سیلے انتخاب کر لیا تھا۔ آپ ایک ہفتے تک ہسپتال میں نہیں علاج رہے۔ آخری رات عشاہ کی نماز کے بعد قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ تہجد کے وقت قرآن پاک ختم کر کے انکھیں بند کر لیں۔ جس کو نیند سمجھا گیا۔ حالانکہ وہی آپ کا وصال تھا۔ آپ نے ۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ بمقابلہ ۷ اپریل ۱۹۷۴ء کے دن دارالبقاء کی جانب سفر اختیار کیا۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

امام العارفین حضرت خواجہ غلام علی جانؒ

حضرت خواجہ غلام علی جانؒ اپنے والد حضرت خواجہ عبداللہ جانؒ المعروف شاہ آغا قدس سرہ العزیز کے انتقال کے بعد مندوشیں ہوئے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت اپنے دادا حضرت خواجہ محمد حسن جانؒ سے ہوئی۔ اور باقی تعلیم ٹھہرہ کے دینی مدرسہ میں حاصل کی۔ حضرت صاحب نے اپنی ساری زندگی عبادت، ریاضت اور فقر و فاقہ میں گزاری۔ آپ کی پیٹھک ایک چھوٹی سی کچی کوٹھڑی میں تھی۔ جس میں ایک چار پائی، ایک چھائی دو تین پیالے اور ایک کیتلی نظر آتی تھی۔ حضرت صاحب اکثر مستقر و مراقب رہتے تھے۔ اور اسی کیفیت میں حاضرین میں سے کسی پر ایک نگاہ ڈالنے سے اس کو باطنی فیض سے اتنا نوازتے تھے کہ وہ بے قابو ہو جاتا تھا اور شیجہ و اصل باللہ ہو جاتا تھا۔ آپ تیمیوں، مسکینوں، غریبوں اور چیوٹے بچوں سے پیار کرتے تھے۔ اسیلے آپ کو لوگ ”غريب نواز“ کہتے

تھے۔ میاں محمد منیر ابڑو، ولی محمد سومرو، ایوب فقیر سومرو اور دلوجان پڑھان آپ کے خاص خادم تھے۔ آپ سفر میں محمد منیر کو ساتھ رکھتے تھے۔ ماہ رب جنور ۱۳۹۷ھ میں آپ حاجی کریم بخش جتویٰ محمد منیر اور امام بخش خان جتویٰ کے سہراہ عمرہ کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ (جنکے انہمار کی اجازت نہیں ہے) آپ ایک مہینیہ کے بعد واپس آئے۔ اور حند دلوں کے بعد تاریخ ۲۵ شعبان کو رحلت فرمائی۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت خواجہ عبد الحمید جان مدظلہ

حضرت الحاج خواجہ عبد الحمید جان مدظلہ کی ظاہری و باطنی تربیت اپنے دادا حضرت آغا عبد اللہ جان کے پاس ہوئی۔ آپ کمستی سے ہی سفر و حجمریں اپنے دادا کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد ۱۳۹۶ھ میں مستند نشین ہوئے۔ آپ کو ۱۳۹۸ھ میں حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور مستند نشینی کے دوسرے سال آپ کو حضور علیہ صلوات و السلام کے روضہ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ تقریباً دو ماہ تک مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران حضور علیہ صلوات و السلام کی ظاہری و باطنی عنایات و توجہ خاصہ سے سرفراز ہوئے۔ اسی سال بھر آپ کو دوسری مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ٹنڈو سائنداد ہضلع حیدر آباد میں سلسلہ مجددیہ کے چراغ کو حسب دستور روشن کئے ہوئے ہیں۔

ابو محمد مجددی
(غلام اکبر جتویٰ)

پیر ۱۵، جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ
مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۸۷ء

B-8 - صدیق کورٹس - بالتوہ آئلینڈ - کراچی

سُبْحَانَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على نبيه
ورسوله المصطفى وعلى آله
واصحابه البوسنة اهل التقى.
حمد وصلوة كے بعد عبد ضعیف محمد حسن فاروقی
خفی گناہ کرتا ہے کہ عبید حاضر میں ہابیہ
اور خفیہ کے درمیان کمال اختلاف پڑا ہوا
ہے عام عقائد میں حتیٰ کہ الہیات میں وہ فہم
رسالت میں اور ان مسائل شرعیہ میں ہبھی اختلاف
ہے جو عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور یا اختلاف
اب ایک دسرے کی تکفیر کی پہنچ چکا ہے
جس کی وجہ سے امتت محمدیہ میں ناگفتہ ہے
تشتت و افراق پڑ گیا ہے اس لئے میں نے یہ
اراوه کر لیا ہے کہ اس مختصر سی کتاب میں
اہل السنۃ و الجماعت کے عقائد مختصر طور پر
بیان کروں۔ اور حتیٰ الوسع مخالفین کے قول
نقل کرنے سے کنارہ کش ہوں مگر بقدیم
ضرورت نقل بھی کروں گا اور خدا سے ایک دن
ہوں کہ وہ مسلمانوں کو کبھی اور اغلاط سے محفوظ
لکھ کر اس کتاب کی طفیل سے ان کو فائدہ منجیٹا
ہندہ خدامالک ہے جو پایہ کرے اسی کی
بارگاہ عالی میں میری درخواست منظور ہو سکتی
ہے واضح سے کہیں اس رسالت میں عموماً نہ
احادیث شریف سے دلیل پیش کروں گا ان

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على نبيه
ورسوله المصطفى على
الله وأصحابه البررة المتقي
اما بعد فيقول العبد الضعيف
محمد حسن الفارسي الحنفي
اني رأيت في هذا الزمان احتلا
كثيراً بين المحنفية والوهابية
في العقائد حتى في الالهيات و
الرسالة وسائل الشرعية
المتعلقة بالعقائد والاجرام احتلا
الي تكثيراً بعضها افتقرت
الامة افتراقاً فاحشاً فامرت
اظهار عقائد اهل السنة
والجماعة في جزء هر اعياد الاختصار
بحذفها عن ذكرها فاديلهم الا
بقدر الضرورة راجياً حفظها
عقائد المسلمين من الزرية والزل
لعل الله ينفع به عباده
فاته هذه ما يشاء
قد يرد بألا حجابة
جدار. ولعلم اني ما
استدل في هذه الرسالة
بالاحاديث الشرفية و

اقوال ائمہ سے اور نہ اقوال علمائے اسلام سے
مگر بقدر ضرورت پیش کرتا جاؤں گا۔ تلاویں کی
قابل قدر قیاسات شرعیہ مخالفین کی پیشوں
سے محفوظ رہیں کیوں کہ ان کی عادت
ہے کہ کوئی حدیث جب ان کے خیال کے
مطابق نہ ہو تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ ضعیف
ہے یا موضوع ہے اگرچہ اکا بر اسلام
نے اس حدیث کو استدلال کے موقع پر
پیش کیا ہو، چنانچہ جناب المک غزالی اکا بر طویل شیخ
عبد الحق محدث دہلویؒ اور محدث طاعلی قاریؒ^۱
وغیرہم ایسے استدلال پیش کر چکے ہیں اور
اور مخالفین حسب عادت ائمہ ہیں اور اکا بر
اسلام کے ایسے استدلال جب دیکھتے ہیں تو
ان کے حق میں گھستاخی کرنا شروع کر دیتے ہیں
خدا ہی ان کو سنبھالے۔ اس لئے میں عموماً اس
موقع پر قرآنی آیات ہی پیش کروں گا جس کی
مخالفت اور صراحت سے نہیں ہو سکتی کیونکہ
وہ خدائے حکیم و حمید کا کلام ہے۔ علاوہ اسکی
موضع اختلاف میں انصاف سے فیصلہ کر دیتا
اور قول باطل پر قدم نہ جماؤں گا۔ اس کے بعد
اس رسالہ کا نام میں نے العَقَادُ الصِّحْيَةَ
رکھا ہے۔ اب سب سے پہلے میں وہ مضمون
تفظ پر لفظ پیش کرتا ہوں، جو حضرت امام حجۃ البیان
محمد الغزالی رحمہ اللہ نے توحید الہیات اور نصیب

اقوال الاممہ والعلماء القلیل
توفیق اساحقہم السنیۃ عن
شر السنۃ حد السنیۃ فانہم
ان لم يتوافق حدیث بمعتقد اتهم
قالوا هذا ضعیف او موضوع
وان استدل بذلك الحديث
اکابر الافات كالغزالی والشیوطی
وامام الحرمین والشیخ
عبد الحق الدھلی
والشیخ علی القارئ وامثالهم
فی کتبہم وان لم يتوافق رأیہم
قول الاممہ واماکابر الدهر تعرضاً
لقد حکم و سبب فی الله المشکن
فاستملک غالبی تردیدا
ایا طیل لهم بالآیات القرآنیۃ
الّتی لا یأتیہ الباطل من بین
يديه ولا من خلقه تازیل من
حکیم حمید و معدّل اراعی
الانصاف فی محل الاختلاف وما
اصر علی باطل و ستمیت الرسالة
بالعقائد الصحیحة واقدم ما ذکرہ
الامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی
رحمہم ربہ فی باب التوحید
والانصاف والرسالة

رسالت کے متعلق اپنی کتاب قواعد العقائد میں بیان کیا ہے کیوں کہ وہ صحنون اس مقام کے لئے بہت ہی موزون ہے۔ اپنے لکھتے ہیں کہ الحمد لله المبِينَ الْمُعِيدِ
 الفَعَالِ لِمَا يُرِيدُ ذِي الْعِرْشَ الْمُجِيدِ
 وَالْبَطْشِ الشَّدِيدِ الْهَادِي صَفْوَةَ
 الْعَيْدِيَدِ إِلَى الْمَهَاجِرِ الرَّشِيدِ۔ وَ
 الْمَكَلَكِ السَّدِيدِ۔ الْمُنْعِيمِ عَلَيْهِمْ
 بَعْدَ شَهَادَةِ التَّوْحِيدِ بِحَرَاسَةِ
 عَقَائِدِهِمْ مِنْ ظُلْمَاتِ التَّشْكِيكِ
 وَالْتَّرْذِيدِ۔ خَدا تَعَالَى نے اپنے برگزیدہ
 بنوں کو جناب رسالت مآب حضرت محمدؐ پر
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخی کے لئے
 انتخاب کر لیا ہوا ہے اور آپؐ کے صاحبؐ کا
 رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے
 کے لئے چُن لیا ہے اپنی تائید اور توفیق سے
 خدا نے تَعَالَیٰ اپنی ذات اور اپنے افعال میں
 اپنے اوصاف حنفی کے ذریعہ سننے جلوہ کر رہے
 مگر ان صفات کو وہی دریافت کر سکتا ہے جو
 غور سے مُنسنے اور خدا کو حاضر و ناظر سمجھے۔ اس
 نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپنی ذات میں بُکانہ ہے
 ایسا قدم ہے جس کی ابتدائیں۔ ہمیشہ موجود ہے
 جس کی آخری حد نہیں۔ ازل وابد میں موجود ہے
 جس کی انتہائیں مستقل بالذات ہے کسی قسم

بِفَظِهِ مِنْ كَتَابِهِ قَوَاعِدُ الْعِقَادِ
 فَإِنَّهُ فِي غَايَةِ الْجَوَدَةِ فَقَالَ رَحْمَةُ
 اللَّهِ عَلَيْهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الْمَبِيدِ الْمُعِيدِ الْفَعَالِ لِمَا
 يُرِيدُ ذِي الْعِرْشِ الْمُجِيدِ
 وَالْبَطْشِ الشَّدِيدِ الْهَادِي صَفْوَةَ
 الْعَيْدِيَدِ إِلَى الْمَهَاجِرِ الرَّشِيدِ وَ
 الْمَكَلَكِ السَّدِيدِ الْمُنْعِيمِ عَلَيْهِمْ
 بَعْدَ شَهَادَةِ التَّوْحِيدِ۔ بِحَرَاسَةِ
 عَقَائِدِهِمْ مِنْ ظُلْمَاتِ التَّشْكِيكِ
 وَالْتَّرْذِيدِ۔ السَّالِكُ بِهِمْ إِلَى
 اتِّبَاعِ رَسُولِهِ الْمَصْطَفِي صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَافْتِقاءِ أَثَارِ
 الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِيِّينَ الْمَكْرَمِينَ
 بِالْتَّائِيدِ وَالْتَّسْدِيدِ الْمَجْلِيِّ
 لَهُمْ فِي ذَاتِهِ وَفَعَالِهِ
 بِمَحَاسِنِهِ وَصَافِهِ التَّحِيَّةِ
 لَا يَدْرِكُهَا إِلَّا مَنْ قَوَى السَّمْعَ
 وَهُوَ شَهِيدُ الْمَعْرُوفِ
 أَيَا هُمْ أَنْتَهُ فِي ذَاتِهِ وَاحِدٌ
 فَتَدِيرُ لَا أَقْلَ لَهُ إِلَّا شَيْءٌ
 لَا بَدَائِيَّةَ لَهُ مُسْتَمِرَ الْوُجُودُ
 لَا أَخْرَلَهُ ابْدَى لَا نَهَايَةَ
 لَهُ قَيْتُو مَرَّاً اَنْقَطَاعَ لَهُ

کی کسر اس کی ذات میں باقی نہیں، وائم
 و قائم ہے، جس کا خاتمہ نہیں۔ صفاتِ جل جلالہ
 کے ساتھ انہی واپسی موجود ہے۔ اس کے
 متعلق یہ کبھی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا کہ
 اس کی دائمی زندگی کے اووقاتِ ختم ہو چکے
 ہیں یا اس کی مت حیات لگنے چکی ہے
 وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے
 وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو ہمیشے
 جانتا بھی ہے (تقدیسُ الہی یوں ہے کہ)
 خدا کسی جسم اور صورت میں نہیں۔ نہ محدود
 چیز ہے جس کا تخمینہ لگایا جائے کسی جسم کی
 مثل بھی نہیں کہ اس میں قیاس لگایا جائے
 یا اس کی تقسیم ہو سکے۔ نہ وہ ہوں مخلوق ہے
 نہ غیر مستقل چیز ہے جو دنبرے کے آسمی
 سے پائی جائے۔ نہ وہ صفاتی چیز ہے نہ صفاتی
 تاپائی اور چیزوں کا مرکز ہے۔ وہ کسی ہستی کی
 مثل نہیں۔ نہ کوئی ہستی اس کی مثل ہے
 بلکہ اس کی مثال کی بھی مثال نہیں اور نہ ہی
 اس کی مثال کسی چیز کی مثل ہے۔ کوئی مقدار
 اس کو محدود نہیں کرتی۔ نہ اطراف اس کو
 اپنے اندر سمیٹ سکتے ہیں۔ کوئی چیز اسے
 اپنے احاطہ میں نہیں لاسکتی۔ زمین اور آسمان
 بھی اسے نہیں سنبھال سکتے۔ وہ اپنے عرش
 پر قائم ہے مگر اسی طرح جو اس نے خود کہا،

دامَّسْمَلَا انصَارَ امْ لَه لَوْيَنْل
 لا يزال موصوفاً بنعوت
 ان الحال لا يقصى عليه بالانقضاض
 ۱۰ لا نفصل بتقدم لا باد
 والقراء الصالحة بل هو
 الا وَلَ وَالآخر وَالظاهر
 والباطن وهو بكل
 شئٍ عَلَيْهِ۔
 (التَّزَيِّيْه) وَانه لَيْسَ بِحَسْمٍ
 مصوَرٌ وَلا جُوهرٌ مَحْدُودٌ
 وَمَقْدَسٌ وَأَنْتَهٌ لَا يَمْاثِلُ
 لَا جَسَامٌ فِي التَّقْدِيرِ وَلَا فِي قُبُولِ
 لَا نَقْسَامٌ وَأَنْتَهٌ لَيْسَ بِجُوهرٍ
 وَلَا تَخْلُهُ الْجَوَاهِرُ وَلَا بِعَرْضٍ
 وَلَا تَخْلُهُ الْأَعْرَاضُ بل لَا
 يَمْاثِلُ مَوْجُودٌ وَلَا يَمْاثِلُه
 صَوْجَهُ لَيْسَ كَمَثْلِهِ شَيْءٌ وَلَا
 هُوَ مَثْلٌ شَيْءٌ وَأَنْتَهٌ لَا يَحْدُدُهُ
 الْمَقْدَارُ وَلَا تَحْوِيهِ الْأَقْطَارُ
 وَلَا يَحْيِطُ بِهِ الْجَهَاتُ وَلَا تَكْتَنِفُهُ
 كَأَرْضِنَا وَلَا أَسْمَاءُنَا وَأَنْتَهٌ
 مَسْتَوٌ عَلَى الْعَرْشِ
 عَلَى الْوَجْهِ
 الْأَذْنِي فَتَالَه

اور اسی کیفیت سے جو اس کے اپنے ارادہ میں ہے اس کا وہ قیام اتصال اور جھپٹے سے بالاتر ہے۔ اور اندر اج اور جذبے الگ ہے۔ اس میں انتقال بھی نہیں۔ عرش اسے اٹھائے ہوئے بھی نہیں بلکہ وہ خود اپنے عرش کو اور اس کے اٹھانے والے فرشتوں کو اپنے دستِ قدرت سے اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے قبضہ میں مغلوب ہیں۔ وہ عرش پر ہے اور آسمان پر بھی بلکہ تختِ الشرائے تک ہر چیز پر فائق ہے۔ یہ فوقيہ نہ اسے آسمان اور عرش کے قریب کرتی ہے اور نہ زمین اور تختِ الشرائے سے دورے جاتی ہے۔ وہ عرش و آسمان سے بالاتر مرتبہ رکھتا ہے جس طرح کہ زمین اور تختِ الشرائے سے بالاتر ہے۔ تاہم وہ ہر چیز کے قریب ہے اور شہرگ سے زیادہ اپنے بندہ کے قریب ہے اور ہر چیز کا نگران ہاں بھی ہے کیوں کہ وہ اس طرح قریب نہیں جس طرح کہ جبکہ قریب ہوتے ہیں اور اسی طرح اس کی حقیقت کسی جسمانی حقیقت سے نہیں ملتی۔ نہ وہ کسی میں حل اور تبدیل ہوتا ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حل اور تبدیل ہو سکتی ہے۔ وہ اس

و بالمعنى الذي اس اداة
 استواءً منزلاً عن المعاشرة
 والاستقرار والتمكّن والحلول
 والانتقال لا يحمله العرش
 بل العرش وحملته معمولون
 بلطف قدراته ومقهومون
 في قبضته وهو فوق العرش
 والسماء وفوق كل شيءٍ ألي
 تخوم الثيران فوقيةٌ لا
 تزيد إلا فتراها إلى العرش
 والسماء كما لا تزيد إلا
 بعد عن الأرض والثيران
 بل هو في جميع الدرجات
 عن العرش والسماء كما
 أتته سر في جميع الدرجات عن
 الأرض والثيران وهو معدله
 قریبٌ من كل موجود
 وهو أقرب إلى العبد من
 حبل الوسادة وهي على
 كل شيء شهيد ولا يهان
 قربه قرب الأجسام كما لا
 يهان ذات ذات الأجسام
 وأتته لا يحيط في شيءٍ ولا
 يحيط فيه شيءٍ تعلق له عنان

شے بالاتر ہے کہ کوئی مکان اسے اپنے
 اندر سمجھ لے جس طرح کہ اس امر سے بھی
 بالاتر ہے کہ کوئی زمانہ اسے محدود کرنے
 بلکہ وہ خود زمانہ اور مکان پیدا کرنے سے
 پہلے موجود تھا۔ اور اب بھی اسی طرح موجود
 ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔ وہ اپنے صفات
 میں اپنی مخلوق سے نہ لالہ ہے۔ اس کی ذات
 میں اس کا غیر موجود نہیں نہ غیر میں وہ موجود
 ہے۔ وہ تقریر و تبدل سے پاک ہے نہ حادث
 اس میں جاگز بن ہیں اور نہ صفاتی ناپائیں
 حالات اس میں موجود ہیں بلکہ وہ اپنے
 جلال میں موجود ہے اور زوال سے پاک
 ہے۔ وہ اپنے صفات کا ملہ میں موجود ہے
 کسی اور تکمیل کی اسے ضرورت نہیں مفہ
 عقل سے اس کا وجود معلوم ہو سکتا ہے
 اس کی ذات بھی آنکھ سے دیکھی جا سکتی
 ہے جب کہ دوسروی دنیا میں اپنے نیک
 بندوں پر فضل و کرم کی نگاہ کرے گا اور
 اپنے مبارک چہرہ کے دیباں سے ان کی
 تکمیل نعمت کرے گا۔ اخذ لکی زندگی اس طاقت
 کا بیان یہ ہے کہ) وہ زندہ، طاقتور، صاحب
 قدرت، ہر چیز پر غالب، ہر شکستہ دل کا
 سہارا ہے اس میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں
 اور نہ غاچزی۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اوپنگہ۔

بحويه مکان کا تقدس
 عن ان يحده نہ مان بل کان
 قبل ان خلق الزمان والمكان
 و هو الان على ما عليه
 کان و آته بائن من خلقه
 بصفاته ليس في ذاته
 سواه ولا في سواه ذاته
 و آته مقدس عن التغيير
 والانتقال لا تخله الحوادث
 ولا تعترىء العوارض بل
 لايزال في نعوت جلاله
 منزها عن الزوال وفي
 صفات کماله مستغنیا
 عن نر يادة الاستكمال و
 آته في ذاته معلوم الوجود
 بالعقل مرئي الذات
 بالبصر نعمته منه ولطفنا
 بالابرار في دام القراء راتعا
 للتعيم بالنظر والظواهري وجبه الكريم
 الحسينة والقدسية وانه تعالى
 حي قادر جبار قاهر لا
 يعترىء قصور ولا
 محجز ولا تاخذة
 سنة ولا نوم

دلایل حضرت فیض احمد ولاموت
 و آنہ ذوالملک والملکوت
 والعزّة والجبروت له
 السلطان والقهر والخلق
 والامر والسموات مطويات
 بینہ والخلائق معمورون
 فی قبضته و آنہ المنفرد
 بالخلق دالاختراع
 المتوحد بالایجاد و
 الابداع خلق الخلق
 و اعمالہم وقدر ایرزا قہم
 و آجالہم لا یشذ عن
 قدرتہ مقد و مر و کا
 یعزب عن قدرتہ
 تصاریف الامور کا
 عصی مقد و مر اترولا
 تتناہی معلوماتہ العلم
 و آتش عالم بجمیع
 المعلومات محیط
 علمہ بما یحری
 فی تغور کلام رضیں
 الاعلی السموات
 و آتش عالم کا یعزب
 عن علمہ منتقال

اور اسے فنا اور موت سے پال پڑا ہے
 وہ حکومت اور بندوبست کا مالک ہے
 عزت اور غلبہ کا بھی مالک ہے مخلوق
 پر تسلط اور غلبہ اُسی کا ہے۔ وہی نسل
 سے پیدا کرتا ہے اور وہی کتن کہنے سے
 پیدا کرتا ہے تمام آسمان اس کے
 دست قدرت کے داہنے ہے میں لپٹے
 ہوئے ہیں تمام مخلوقات اس کے قبضہ
 میں مغلوب ہے۔ صرف وہی مادہ اور مادہ
 کے بغیر پیدا کر سکتا ہے۔ اپنی ایجاد و
 اختراع میں یکتم ہے۔ اس نے ہی اپنی
 مخلوقات کو اور اس کے اعمال کو پیدا
 کیا ہے۔ اسی نے اس کی روزی اور
 موت کا صحیح انداز لگایا ہے۔ کوئی مخلوق
 اس کی قدرت سے خارج نہیں ساری
 کائنات کے تصرفات بھی اس کی
 قدرت سے باہر نہیں۔ اسکی قدرتوں
 کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔ اور نہیں اس
 کے معلومات کی کوئی انتہا ہے (خدا
 کے علم کا بیان یوں ہے کہ وہ تما
 اشیاء کا عالم ہے۔ اس کا علم تمام ان
 چیزوں پر مادی ہے جو زمین کے
 کناروں سے لے کر اوپر کے آسمانوں
 تک جاری ہیں۔ ایسا عالم ہے کہ اسکے

علم سے ذریعہ بھی نہیں وہ سماں کی کوئی
 چیز یا ہر نہیں، بلکہ مٹھوں پر چھپ رہ جب
 چیزوں کی سخت اندھیری رات میں دیہے پاؤں
 چلتی ہے، تو اس کی رفتار سے بھی آگاہ ہے
 اور جو ذرات ہوں میں اڑتے ہیں، ان کی
 حرکت کو بھی جانتا ہے۔ وہ راز اور راز
 پوشیدہ تباہت کو بھی جانتا ہے، دل کے
 خیالات اور خیالات کی حرکات بھی جانتا
 ہے۔ اور پوشیدہ سے پوشیدہ بھی
 کو بھی جانتا ہے۔ مگر اس کا یہ علم ازلی
 ہے، جو ہمیشہ سے ہمیشہ میں اس کی
 صفت ہے۔ وہ کسی نو پیدا علم نے نہیں
 جانتا جو بھی، اس کی ذات میں آئے اور کبھی
 محل جائے۔ رالتہ تعالیٰ کے ارادہ کا بیان
 یوں ہے کہ، وہ مخلوقات میں اپنا ارادہ برداشت
 ہے تمام نو پیدا مخلوق میں انتظام کرتا ہے
 جو بھی اس کی ہادشاہت میں کم و بیش، خود
 و کلام، دکھ سکھ، نفع و ضرر، ایمان و کفر، خدا
 شناسی یا انکار، کامیابی یا ناکامی، زیادتی یا
 تقصیان، فرمائرواری یا بھیرمانی ہوتی ہے۔
 اسی کی قضا و قدر اور حکمت و مشیت
 سے ہوتی ہے۔ جسے چاہے،
 وہ موجود ہو جاتا ہے اور جسے نہ
 چاہے وہ موجود نہیں ہوتا

ذرّة في الأرض ولا في
 السماء بل يعلم ببيب التملة
 السوداء على الصخرة الصماء
 في الليله اظلماء ويدرك
 حرکة الذر في جو الھواء
 ويعلم السر والخفى ويطلع
 على هؤاجس الضمائرو
 حرکات الخواطر وخفیات
 السرائر بعلم متدين
 اذلي لم ینزل موصوفا في
 اسرال الانزال لا بعلم متجدد
 حاصل في ذاته بالحلول
 والانتعال۔ الآراءدة وأنه
 تعالى صرید للکائنات
 مدببر للحاديات فلا يجري
 في المدکوت قلیل او
 کثیر صغير او کبیر
 خیر او شر نفع او ضر
 ایمان او کفر عرفان او
 نکر فونک او خسران
 نریادۃ او نقصان طاعة
 او عصيان الا بقاصمه و
 قدسها و حکمتها و مشیته
 فماشاء کان وما لم یشاء

لَوْ يُكِنْ لَا يَخْرُجُ عَنْ مُتْبَعَتِهِ
 لِفَتْتَةٍ نَاظِرًا وَفَلْتَةٍ حَاطِرَ بِلِ
 هُوَ الْمُبِدَءُ الْمُعِيدُ الْفَعَالِ
 لَمَّا يُرِيدَ لَأَرَادُ الْحَكْمَهُ وَلَا مَعْقَبَ
 لِقَضَائِهِ وَلَا مَهْرَبَ لِعَذَابِهِ
 مُعْصِيَةُ الْأَبْتُوفِيقَهُ وَرَحْمَتُهُ
 وَلَا قُوَّةٌ عَلَى طَاعَتِهِ لَا بُشِّيَّتُهُ
 وَاسْرَادَتِهِ فَلَوْ جَمِعَ كُلُّ أَنْسٍ وَجَنَّ
 وَالْمُلْكَهُ وَالشَّيَاطِينَ عَلَى إِنْ
 يَجِزُّ كُلُّ فَلَقِ الْعَالَمَ ذَرَرَهُ اُوْيَكَنْ
 دُونَ اسْرَادَتِهِ وَبُشِّيَّتِهِ لِعَزَزاً وَ
 عَنْ ذَلِكَ وَلَنَ اسْرَادَتِهِ
 قَانِتَهُ بَذَارِفِ جَمْلَهُ صَفَاتِهِ
 لَمْ يَنْلِ كَذَلِكَ مُوصُوفَاهُمَا
 مُرِيدَيِّي اِنْرَالَهُ لِوْجُودِ الْأَشْيَا
 فِي اَعْقَاهُمَا الَّتِي قَدَرَهُمَا
 فُوْجِدَتِ فِي اَعْقَاهُمَا كَمَا
 اِسْرَافِي اِنْرَالَهُ مِنْ غَيْرِ تَقْدِيمِ
 وَلَا تَاخِرَ بِلِ وَقَعَتِ عَلَيْهِ
 وَفَوْ عَلَيْهِ وَاسْرَادَتِهِ هُنْ غَيْرُ
 تَبَدِيلِي وَلَا تَغْيِيرِي بِرَلَامَوْ
 لَا بَرْتِيَّبِ اِفْكَارِي وَلَا تَرْتِيسِ
 نَرِمَانِ غَلَذَلَكَ لَمْ يَشْغُلَهُ شَانَ
 عَنْ شَانِ۔ اَسْمَمِ۔ وَالْيَصْرِ۔ وَانَّهُ

اسکی مرضی سے آنکھ کی ایک بُجھا بھی باہر نہیں
 اور دل کا کوئی خیال بھی باہر نہیں۔ بلکہ وہی
 نو پیدا کرنے والا اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے
 جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ کوئی
 اس کے حکم کوروکنے والا نہیں۔ نہیں اسکے
 فیصلہ ہر کوئی نکتہ چین ہے۔ انسان کوئی
 سلک کرنے میں اسکی توفیق اور رحمت کے بغیر چاہیے
 اور فرمابندی ہیں اسکے ارادہ اور مشیت کے سوا
 مجال نہیں۔ اگر تمام انسان جن، فرشتے اور نہ
 بھی جمع ہو کر سلسلہ کائنات میں ایک ذرہ کو بھی
 حرکت دیں یا اسکے ارادہ کے بغیر اسے ساکن کرنا
 چاہیے تو اس سے عاجز ہو جائیں گے۔ خدا کا ارادہ
 اسکی اپنی ذات میں باقی صفات کی طرح قائم ہے۔
 وہ پستور اس سے موصوف رہا ہے۔ زمانہ انل
 میں اس نے ارادہ کیا کہ سلسلہ مخلوقات اپنے پہنچے و
 پر پیدا ہو جو اس نے تجویز کیا تھا۔ چنانچہ جس طرح
 اس نے زمانہ انل میں کسی تقدم و تأخر کے بغیر پاہتا
 ہی صرح کائنات معرض ہو ہیں آگئی بلکہ اسکے علم
 کے اور اس کے ارادہ کے مطابق بغیر سی تغیر و
 تبدل کے موجود ہو گئی۔ اسے کسی تجویز کے سوچنے کی
 ضرورت پڑی نہ اسکے کسی وصیت کا انتظار تھا۔
 یہی وجہ ہے کہ اسے ایک مصروفیت دوسرا
 صروفیتوں سے غافل نہیں کرنی۔ (خد)
 کی قوت شناوی اور بنیادی کی حقیقت یہ ہے کہ:

وہ خدا سُنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اسکی شوہری
 سے کوئی بات باہر نہیں۔ اگرچہ وہ کتنی ہی
 مخفی ہوا اور اسکی بینائی سے کرنی پڑی خارج ہیں
 اگرچہ کتنی ہی بارہ یک ہو اس کی قوت سماعت
 کو کوئی دُوسی مانع نہیں اور اس کی قوت بینائی
 کو کوئی تاریکی نہیں روکتی۔ وہ بغیر آنکھ کا درہ
 پلک کے دیکھتا ہے اور سوراخ گوش
 اور کان کے بغیر سُنتا ہے۔ اسی طرح دل کے
 بغیر جانتا ہے اور ہاتھ کے بغیر حملہ کرتا ہے۔
 اور آونزار کے بغیر پیدا کر رہتا ہے۔ کیوں کہ
 اس کے صفات مخلوق کی صفات جیسے
 نہیں اور نہ ہی اس کی ذات مخلوق کی
 ذات کی مثل ہے۔ خدا کا کلام یہ ہے کہ
 وہ کلام کرتا ہے، حکم کرتا ہے، روکتا ہے،
 خوشخبری دیتا ہے۔ غذاب کی نبردیتا ہے مگر اسکا
 کلام انہی اپنی قدیم ہے، جو اس کی ذات میں قائم
 ہے اور مخلوق کے کلام کی طرح نہیں کہ ہوا کی خلقت
 اور حرکت سے پیدا ہو یاد و چیزوں کے مگر انہے سے
 پیدا ہو جرد ف سے مرکتب ہیں کہ ہونٹ کی بندش
 نہ ستم ہو جائے اور زبان کے چلنے سے جاری ہو۔
 قرآن، تورہ، انجیل اور بودھی کی کتابیں میں میں اسکے
 انبیاء مطیعہم السلام پر نازل ہوئیں چنانچہ قرآن الْحَقُّ
 زبان پڑھا جاتا ہے یا ادھاق میں لکھا جاتا ہے مولوی
 میں محفوظ ہے امام وہ قریم ہے خدا کی ذات میں قائم ہے

تعلیٰ سمیع بصیر یسمع دیرنی
 لا یغ رب عن سمعه حسم و عذان
 خفی دلا یغیب عن سر قیستہ
 صرہنی و ان دق دلا یحیب سمعہ
 بعد دلا یدر فعمر ویته ظلام
 یربی هن غیر حدقۃ و اجفان
 و یسمع من غیرا صحتہ و آذان
 کا یعلم بغیر قلب و یعطش
 بغیر جا رحة و یخلق بغیر الة
 اذلا تشبه صفاتہ صفات الخلق
 کمالا تشبه ذاتہ ذوات الخلق۔
 الکلام۔ و انہ تعالیٰ متکلہ امر نا
 داعد متوعد بکلام ازلى قدیم
 قائم بذاته لا ی شبہ له کلام الخلق
 فلیس بصوت یحدث حزن
 انسال الهوام او اصطکاک
 اجرام ولا بحرف ینقطع ما طلاق
 شفة اد تحریک لسان و ان القرآن
 والتوراة والا نجیل والزبور کتبہ
 المنزلة على رسالتہ علیہم السلام
 وان القرآن مقرر و با لا سنة
 مكتوب في المصباحف محفوظ
 في القلوب وانه معد لاث قتن بعد
 قائم بذات الله تعالیٰ لا یقبل

اداً ت میں یادوں میں منتقل ہونے کے باوجود بھی وہ خدا کی ذات سے الگ اور منتقل نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام الہی سننا تھا، اس میں آوازہ تھی اور نہ صرف تھے۔ ایسی طرح نیک انسان عالمِ آخرت میں خدا کا ویدار ملکے مگر وہ نہ ٹھوس ہو گا نہ عاضی چیز جب فدا یسا ہے تو اتنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے ان صفات میں جی۔ عالم قادر۔ مریم۔ سمع۔ بصیر اور متکلم ہے اور اسیں ہی صفات صفات موجود ہیں جیوہ، علم، قدرۃ ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔ اور اسکی ذات اپنی صفات ہی نہیں (امام غزالی رحمہ اللہ کا کلام یہاں تھا ہر بچھا ہے) آب مولف کہتا ہے (خدا میں کے گناہ عاف کرے، کام صاحب نے جو فصل کے ساتھ اور صاف بیان کئے ہیں وہ مذہب اشعری۔ مطابق ہیں۔ وہ نہ مذہب ماترید یہی میں ایک تھوڑا اور بھی خدا کا وصف ہے جسے تکوین تھتھے ہیں کہ مخلوقات کے پیدا کرنے میں صرف ارادہ ہی کا نہیں کچھ تکوین کی بھی ضرورت ہے کیونکہ خدا نے خود فرمادیا ہے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ ہوں تو اُسے کہن کہتا ہوں تو پھر وہ موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ اور چیزیں تکوین ہو لفظ ان سے اشاعت سمجھی جاتی ہے چیز ہے۔ اسکے علاوہ صرف ارادہ کرنے والان فا نہیں کہدا ماسوٹے اسکے کہ سکو ہستے کئی نہیں

الانفصال و الافتراق بالانشقاق
إلى القلوب والأدراقي دان موسى
عليه السلام سمع كلام الله تعالى
بغير عوت ولا حرف كما يرى لا يرى
ذات الله تعالى في الآخرة من غير
جوهر ولا عرض وذاك كان له هذه
الصفات كان حياته عالمًا قادرًا
حربيًا اسميعًا بصيرًا مستكثما بالحقيق
والعلم والقدسية والأرادات
السميم والمبصر والكلام لا يجرد
الذات - انتهى كلام الغزالی
مر حمد الله تعالى قال المؤلف عن
الله عنه الصفات السبعة التي
ذكرها الغزالی مبني على مسلك
الأشعرية هر المتخلصين ونراهم
تزيد تیة صفة ثامنة تسمی بالتكوين
قالوا الاتکفی فی وجود المخلق الارادة
ولا بد فی وجود المخلق من التكوین
مستدلین بقوله تعالى انما امر
اذ اراد شيئاً ان يقول له لكن
فيكون فاما رادة امر والتکوین
المشار إليه بلحظة کن امراً آخر
والمزيد بلا مرکا يسمى فاعلاً له
کلا اذا اخرج جره من العدم الى وجده

پس نظر گئن خدائے تعالیٰ کا امر ہے اسکو جس کا
وہ امداد کرنا ہے کہ نیت سے بست کر دے۔ ہر
مسئلہ کی تفصیل کا مقام علم کلام کی کتابیں میں مثلاً
شرح عقائد، شرح موافق وغیرہ۔ اب یہم دوبارہ
اہم غزلی رحمہ اللہ کا کلام درج کرتے ہیں۔ آپ
فرماتے ہیں کہ (افعال خداوندی کی حقیقت یوں
ہے کہ) جو بھی اللہ کے بغیر ہے وہ آئی کے فعل سے
پیدا ہوا ہے اور بہترین عدل کے طریق پر اور مکمل
وارکمل ہر ز پر صورت نہما ہو اے۔ خدا اپنے افعال
میں حکمت استعمال کرتا ہے۔ اپنے فیصلہ میں عدل کرتا
ہے۔ مگر اسکا مدل انسانی عدل کے مشابہ نہیں۔
کیونکہ انسان سے تو ظلم کا بھی امکان ہے جبکہ وہ
غیر کے لیکیت پرستصرف ہو اور خدا نے ظلم کا امکان بھی
نہیں کیونکہ جبکہ یہاں غیر کی ملکیت ہی نہیں تو یہ کیسے کہا
جائے گا کہ وہ غیر کی ملکیت پرستصرف کرتا ہے تاکہ اسکا
عمل ظلم قرار پائے کیوں کہ اس نے یہ تمام چیزیں خود
پیدا کی ہیں۔ انسان، جن، شیطان، فرشتے، آسمان،
زمیں، جہاں، نہات، جوہر، عرض، مدد، بھیں
اور مدد باعقول وغیرہ چنانچہ اس نے اپنی قدرت
کا ملے سے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو وجود عطا کیا
ہے پس اس کے کہ وہ نیت تھیں اور وہ خدا حق
زمانہ اذل میں موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی
غیر موجود نہ تھا۔ پھر اس نے اپنی اظہار
قدرت کے لئے کائنات کو پیدا کیا

فلقظة كن منه سبحانه وتعالى
امر باخرج مما اراده من الفتوة
إلى الفعل وجعل بسط هذا
المبحث كتب علم الكلام كشرح
العقائد وشرح المواقف رجعنا
للى كلام حجۃ الاسلام فقال الافعال
وآئه سبحانه وتعالى لا موجود سواه
الا وهم حادث بفعله وفائق
من عده على احسن الوجوه وأكملها
وأتمها واعدل لها وإن حكيم في
افعاله وعادل في قضيته ولا يقا
عدله بعد العدال العبد يتعمّد
منه الظلم بمحترف في ملك غيره
ولا يتصوّر الظلم من الله تعالى
فأنه لا يصادف لغيره ملكاً حتى يكون
تصرفاً فيه ظلماً فكل حاسداً من
النّار وجن وشيطان وملك وسماء
وarser وحيوان ونبات وجهر
وعرض وملوك وملوك وحسوس حادث
اخترعه بعد سره بعد العدم
اختراعاً والشاعة بعد ان شرطين
شيئاً اذا كان في الانزال موجوداً
وحله ولكن معه غيره فاحذر
الخلق بعد اظهاره القدرته

اوس سے اپنے ارادہ کا ثبوت دیا جائے
نے پہلے کیا ہوا تھا اور اس قول کو پیدا کرنے
کے لئے جواز میں کہا تھا رہ اسکو کامنا
کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ تھی۔ یہ اس کی
ہربانی ہے کہ اسے پیدا کیا۔ نیست سے ہست
کیا اور صاحب اختیار بنا یا درد نہ سب کچھ سمجھ
واجب تھا اور وہ ہم پر فضل کرنے والا ہے کہ اس نے
ہم پر احسان کیا اور ہماری صلاح کی حالت کہ یہ سبی
ہر کا فرض نہ تھا پس سب کچھ اسکا فضل ہے، حتیٰ
اور نعمت اور انعام ہے کہونکہ وہ ہر وقت قادر ہے
کہ اپنے بندوں پر قسم قسم کے عذاب کے اور بگھنے کے
مصادیب میں گرفتار کر کے اگر بھی کرے تو پھر بھی اسکا کوئی
عی ہو گا اور اس کیلئے کوئی معیوب کام نہ تھا اور ہو گا
خدا ہے حب وہ افضل و کرم سے بندوں کو اپنی اعلیٰ
قبول کرنے پر ثواب دیتا ہے مدد بندوں کا کوئی اس کے
ذریعہ اور ہی انہا کوئی فرض اسپر ہامہ ہوتا ہے کہونکہ
اس پر کوئی فعل بھی اجنبی ہیں ہو سکتا اور نہ اس سے
ظلم متعدد ہو سکتا ہے اور سی کا حق اسکے ذریعہ پر یہ
گریخلوق پر اسکا حق اٹھا واجب جو اس نے اپنے بنیاد کے
ذریعہ بیان کیا۔ اور وہ حق اعلیٰ صرف عقل دار بات
نہیں ہوتا تھا اسلئے اُنسنے اپنے رسول پیغمبر اور حمد کھدا
معجزات سے انکی صحت کا اٹھانا فرمایا تو پھر انہوں نے خدا کا
نہیں دعہ اور دعیہ کی خبر دی۔ اس لئے خلوق پر واجب
ہو گیا کہ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں اسکی تقدیم کریں (اکیلہ ثانی)

وتحقيقاً لما سبق من اسر اهته حق
في الاذل من كلامه لا لافتقاره اليه
وحلبته وآته تعالى متفضلاً بالخلق
والاختراع والتکلیف لا عن دحرب
ومطلع بالانعام والاصلاح لا
عن لزوم له الفضل والاحسان
والنعمه والامتنان اذ كان فاهر
على ان يصطب على عبادة انواع
العذاب ويبيط لهم بضر ووب
الا لام والاصباب ولو فعل
ذلك لكان منه عدلاً ولم يكرر فيما
ولا ظلماً وآتم مثیب عباده على
الطاعات بحكمه الكراه والوعد
لا بحكم الاستحقاق واللزوم
اذ لا يحب عليه فعل ولا يقتول
منه ظلم ولا يحب لا حب عليه
حق وان حقه في الطاعات حب
على الخلق بما يجده على لسان انبیاءه
لا بغير داعل العقل ولكن لبعثة
واظہر صدقهم بالمعجزات الظاهرا
بلغوا امرأة وهي مهملة وعددها
ووعيدها فوجب على الخلق
تصديقهم فيما جاؤ به معنى
الكلمة الثانية وهي رسالة الرسول

رسالت کا بیان یوں ہے کہ، خدا ہی نے اپنا
نی آتی قرشی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و
سلم تمام کائنات کی طرف رسول بن اکرم مسیح
کیا ہے خواہ عرب ہوں یا جنم یا جن ہوں یا انسا۔
سوائے چند اصولی احکام کے تمام شرائیں سابقہ
کے احکام کو منسوخ کر دیا اور تمام انبیاء
علیہم السلام پر آپ کو فضیلت شخصی۔ آپ کو
سید البشر ہنا یا اور جنتیک محمد رسول اللہ کا اقرار ہے
ہو، اقرار توحید یعنی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کرنے سے وکٹا
اور مخلوق پر آپ کی تصدیقی فرض کر دی۔ ان احکام
کے متعلق جو آپ نے دنیا و آخرت کی بابت بیان
کئے ہیں اور یہی فرض کیا کہ کسی کا ایمان معتبر
نہیں جب تک وہ باتیں نہ ملنے جن کی خبر آپ نے
انسان کی موت کے بعد دی ہیں جن میں سے اول
منکر نکیر کا سوال ہے۔ یہ دو فرشتے پاہمیت فنا
ہیں، جو مردہ کو قبر میں سیدھا بھاد دیتے ہیں جس
میں روح اور جسم دونوں ہوتے ہیں۔ پھر توحید
اور رسالت بنوئی کا سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب
کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا شری کون
ہے؟ اور یہ دو فرشتے قبر کا امتحان ہیں کوئی
موت کے بعد قبر میں پہلا امتحان ان کے پیوالات
ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مومن عذاب قبر کو یہ
کرے کر دے حق ہے اور حکمت اور عدل ہے جسم اور
روح پر جس طرح کو خلا چاہے۔ یہ بھی ہانے کہ

صلی اللہ علیہ و سلم۔ وَأَنَّهُ تَعَالَى
بَعْثَ النَّبِيِّ الْأَكْبَرَ الْقَرْشَىٰ مُحَمَّداً
صلی اللہ علیہ و سلم برسالته
إِلَى كَافَةِ الْعَرَبِ وَالْجَمِيعِ وَالْجَنِّ
وَالْأَنْسَ فِي سَخْنِهِ بِشَرْعِهِ الشَّرْعِ الْعَالِيمِ
لَا مُلَكَّرْتَرْ وَفَضْلَتْهُ عَلَى سَائِرِ
الْأَنْبِيَاءِ وَجَعَلَهُ سَيِّدَ الْبَشَرِ وَ
مَنْعَ كَمَالَ الْإِيمَانِ بِشَهَادَةِ
الْتَّوْحِيدِ وَهُوَ قَوْلُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
مَا لَمْ تَقْرَرْ بِهِ شَهَادَةُ الرَّسُولِ
وَهُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَالَّذِي هُمُ الْخَلْقُ
تَعْلِمُ يَقِنَّهُ فِي جَمِيعِ مَا أَخْبَرَ بِهِ
مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَنَّهُ لَا يَقْبِلُ
إِيمَانَ عَبْدٍ حَتَّىٰ يَوْقَنَ بِمَا أَخْبَرَ عَنْهُ
بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَدَلَّ سَوْالٌ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ
مَا مَا سَتَّخْصَمَنَّ مَحْيِيَانَ هَائِلَّا نَ
يَقْعُدُ إِنَّ الْعَبْدَ فِي قَبْرِهِ سُوِّيَّا ذَا
رُوحٍ وَجَسِيدٍ فَيُسْكَلُ لَمَّا مَرَّ التَّوْحِيدُ
وَالرَّسَالَةُ وَيَقُولُانَ لِمَنْ سُرْبِلَ وَ
مَلِعِنَكَ وَمَنْ نَبْتَيَكَ وَمَا فَتَانَاهَا
الْقَبْرُ وَسَوْالُهُمَا أَوْلَى فِتْنَةَ الْقَبْرِ
بَعْدَ الْمَوْتِ دَأَنَ يَوْمَ مِنْ بَعْذَابِ
الْقَبْرِ وَأَنَّهُ حَقٌّ وَحِكْمَةٌ وَعَدْلٌ عَلَى
الْجَمِيعِ وَالرَّدْحٌ عَلَى مَا يَشَاءُ وَيَوْمَ

میزان عمل کے دو پرے میں اور ایک تبعضہ کی رکھی
اس کی برابری کا بیان یوں ہے کہ مذہب آسمان
کی وسعت کے برابر بڑی ہے۔ اس میں قدرت العالیہ
سے اعمال تو لے جائیں گے اور اس سے ہے چوتھی
اور رائی کے دار کے برابر بھی ہونگے تاکہ پورا پورا
انصاف ہو۔ پھر اس کے نزدیک پرے میں نیک اعمال
کے صحیفے ڈالے جائیں گے، جن سے مدراز و بحبل
معلوم ہو گا۔ ان نیک اعمال کے درجہ کے مطابق
خدا کے فضل و کرم سے۔ پھر دوسرے تاریخی طور پر
میں بداعالمیوں کے صحیفے ڈالے جائیں گے تو وہاں
کے مل و انصاف سے ہٹا ہو جائے گا۔ مُؤمن یہی
ملے کہ پل صراحتی ہے اور جہنم کی پشت پر یہ ایک
لبایا پل پہچایا جائے کا جو تواریخ تیز ہو گا مور بلکہ ایک
اس سے کفا۔ کے قدم پھسل جائیں گے اور خدا
کے حکم سے جہنم سیدھو ہوں گے۔ مُؤمنین کے
قدم اس پر ٹک جائیں گے تو جنت کو بیجا سے
جائیں گے۔ یہ بھی ملنے کے حوض کو ٹرھنے ہے
جس پر لوگ آئیں گے اور حضور علیہ السلام
کے حوضِ محمدی سے دخل جنت سے پہلے
مُؤمنین پانی پیں گے اور پل صراحت سے گذر کر
بھی اس کا پانی پیں گے۔ اور جو شخص اس کا
ایک گھونٹ بھی پی لیکا کبھی پیاسان ہو گا۔ اس
کی وسعت آسمان کے برابر ہے اسیں دونا یا حوض کو ٹھنڈا
سے نکل کر گھلتی ہیں۔ مُؤمن یہ بھی مانے کہ حساب کا دن حق

بالمیزان ذی الکفیتین والتسان
وصفته في العظم آنہ مثل طلاق
السموات والارضین توفرن فيه
الاعمال بقدرة الله تعالى وابصیرت
یومئذ مثاقيل الذر والخردل
تحقيق الماء العدل ونطره صفات
المحسات في صورة حسنة في كفة
النور فتشغل بها المیزان على قدر
درجااتها عند الله بفضل الله
تعالیٰ ونطره بمحاجع التیئات
في كفرة المظلمة فينخفض بها المیزان
بعد ل الله تعالى وآن یؤمن بأن
الصرها طحق و هو جیئر عدل و ذعن
هتن جهاته احد من السیف و اسرق
من الشعر تزل عليه اقدام الکفرة
محمد الله تعالیٰ فیهوی بهم الى النار
و تثبت عليه اقدام المؤمنین فیساو
الى دار القراء و یؤمن بالمحوض
الموارد و حوض محمد صلی الله علیه
و سلم پیر ب منه المؤمنون قبل
دخول الجنة وبعد جواز الصرها من
شرب هذه شربة لا يظلماء بعد ها
ابدا عزهم الستماء فيه میزان
یصيغان من الكوثر و یؤمن بیوم الحساب

لہ منغ پانگ ترازوہ

ہے جس میں مختلف مخلوقات طبق پہلا ہو گی۔ کسی سے خوب باز پیش ہو گی اور کسی سے حشر پیش کی جائے گی۔ اور کئی ایک بغیر حساب کے بھی اخلاق جنت ہوں گے اور یہ لوگ خدا کے مقرب ہوں گے خدا کا نشان ہو گا تو انبیاء علیہم السلام سے بھی سوال ہوں گے کہ تبلیغ کیسے کی؟ جی چاہیگا تو کفا اور کہنہ میں سے بھی سوال ہوں گے کہ تم لے رسول کی تکذیب کیوں کی؟ ہتھی اور مخالف سنت سوال ہو گا کہ تم نے سنت حلقی کیوں حپڑا اور اہلِ اسلام سے اعمال کے متعلق سوال ہو گا اور یوں یہ بھی مانے کہ اہل توحید جہنم سے بدل پا کر آخری نجات پائیں گے یہاں کر خدا کے فضل و کرم سے وہاں کوئی اہل توحید نہ رہیا یہ بھی مانے کہ انبیاء علیہم السلام شفاعة کر سیئے۔ نکے بعد اہل علم پھر شہادت یا فتوحہ اور بکے اغیر باقی اہل اسلام پنڈپنی قدر و منزالت کے معابر شفاعة کریں گے اور جو مون جہنم میں بغیر شفاعة کے ٹھہراہیگا اور اسکا کوئی شفیع نہ ہو گا تو خدا کے اپنے فضل سے جہنم سے جائیگا اور دوزخ میں کوئی اہل ایمان باقی نہ رہیگا بلکہ جسکے دل میں ذرہ بھی ایمان ہو گا وہ بھی جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ یہی مانے کہ صحابہ کی فضیلت بڑی ہے اور ان میں ترتیب افضل فضیلت یوں ہے کہ حسن علیہ السلام کے بعد افضل الناس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں پھر حضرت فاوق پھر حضرت عثمان بن عفی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم یہی ضروری ہے کہ مومن معاشر کے متعلق حیناں کے

وتفاوت الخلق فيه الى من
في الحساب والى مساخر فيه والى
من يدخل الجنة بغير حساب
وهم المقربون في مثل الله من
شاء من الانبياء عن تبلیغ الرسالة
ومن شاء من الكفار عن تكذیب
المسلمين ويسأل المبتداعين
عن السنۃ ويسأل المسلمين
عن الاعمال ويؤمّن باخراب الموتی
من الناس بعد الماتقان حق لا يتحقق
في جهنم موحداً بفضل الله تعالى
ويؤمن بشفاعة الانبياء ثم العلما
ثم الشهداء ثم سائر المؤمنين
كل على حسب جاهده ومنزلته و
من بقي من مومين ولو يكن له الشفاعة
احرج بفضل الله تعالى ولا يحل
في النار هو من بل يحرج منها من
كان في قلبه متقاً ذرة من
الإيمان وان يعتقد فضل المتقوا
وترك تبرهم وان افضل الناس
بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي
رضي الله عنهم وان يحسن الظن
بجميع الصحابة وان يشفي عليهم

او جس طرح اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام نے
ان کی تعریف و توصیف کی ہے یہ بھی ان کی
تعریف کرے۔ ان تمام عقائد کے تحقیق شاہزادہ اتفاقاً
نبوئی دار دہیں اور اقوال صحابہ، خاص مشاہدہ ہیں
جو شخص ان تمام عقائد کو تسلیم کرے وہ اہل حق
اور اہل سنت ہو گا۔ اور اہل بدعت اور گمراہ
فرقوں سے الگ بھیجا جائے گا۔ ہم سب کے فرض
ہے کہ خدا تعالیٰ سے کمال یقین اور بیانی شستعلہ
کی درخواست کریں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے
لئے کیونکہ وہی ارحم الراحمین ہے وصلی اللہ
علیٰ سیدنا محمد وآلہ و صحبہ اجمعین
یہاں تک جو ہمیں امام صاحب کی کتاب قواعد
العقائد سے نقل کرنا تھا نقل کر دیا ہے۔ اب
مولف رسالہ نما (مفقود) اپنا مضمون شروع
کرتا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحيم و نیستعین
یا اللہ ہمیں جو حق بات ہے وہ پچ پچ دکھا
دے اور باطل کو واقعی طور پر باطل دکھا
اور ہمیں اس سے کتنا بیکشی نصیب کر
اس کے بعد واضح ہو کہ اس مذہب محدث یہیں
عقائد کا اختلاف بہت ہے اور ان کی رائی
مختلف ہیں اور ان میں باہمی نفرت پیدا ہو گئی
ہے اور بعض پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک فرقہ کا
یہی ہے کہیں ہی حق پر ہوں اور دوسرا
باطل پر ہیں۔ کیوں ایسا نہ ہو جب کہ حضور

کما اشیٰ اللہ تعالیٰ ورسول
صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین
فکی ذلک مذاہر دت بدہ السنۃ
وشهادات بالآثار فمن اعتقد
جیہے ذلک موقعنا به کان هن
اصل الحق وعجمباۃ السنۃ و
فارق رهط العدل والبدعۃ
فسال اللہ تعالیٰ کمال البیعین
والثباتات فی الدین لنادلکافۃ
المسلمین اندارحیم الرّاحمین
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ
وصحابہ اجمعین۔ انتہی ما رحنا
نقلہ هن کتاب قواعد العقائد
للإمام حجۃ الإسلام رحمۃ اللہ علیہ
قال المؤلف عفی اللہ عنہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم ویہ نستعین
اللهم اسرنا الحق حقا وارزقنا
ابتاعہ وارزقنا الباطل باطلہ و
ارزقنا اجتنابہ آما بعد
فقد اختلفت الامم في العقائد
اختلافاً كثروا وتفرقوا ارا ثم
ووقع بينهم التناقض والتباغض
وادعى كل طائفۃ انها اعلى
الحق وما سواها على الباطل کیف

علیہ السلام نے ہمیں پہلے ہی خبر دی ہوئی
 ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت سے فرقہ
 پر تقسیم ہو جائے گی... اور یہ حدیث
 پورے سوال وجواب کے ساتھ میرے ہمیں پی
 کتاب فارسی الاصول الاربعۃ فی
 تردید ابوهابیۃ کے اخیر نقل
 کردی ہوئی ہے۔ مگر تا ہم تکمیل فائدہ
 کے لئے اسے یہاں بھی نقل کرتا ہوں
 کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ بنی کریم علیہ السلام
 ملیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
 پر وہ انقلاب آئے گا۔ جو بنی اسرائیل
 پر آیا تھا ہو بھو، یہاں تک کہ اگر ان
 میں سے کسی نے اپنی ماں سے بد فعلی
 کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ
 ہوں گے، جو ایسا کر گندمیں گئے امت
 بنی اسرائیل ۲۰ فرقوں پر منقسم ہوئی
 تھی مادام میری امت ۳۰ ملت پر تقسیم
 ہوگی اور وہ سارے کے سارے جہنم
 میں جائیں گے گریب فرقہ بیچ رہے گا۔
 حاضرین نے پوچھا کہ یہ رسول صلیم وہ
 کو شافعہ ہے گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے
 جو ان اصولوں پر قائم ہو گا کہ جن پر مبنی
 اور میرے صحابہؓ میں قائم ہیں۔ دروازۃ الرُّفِیق

لا و قد اخیرنا بهذة الحالة
 سیلنا نا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم حیث قال و تفرق
 اهـ علیٰ ثلث و سبعین
 فرقۃ الحدیث وقد ذکرۃ
 هذہ الحدیث بماله و ماعلیہ
 فی آخر کتابی المسنی بالاصول
 الاربعۃ فی تردید ابوهابیۃ
 بالغفاریۃ و هما اذکوہ
 هرہنا اتماماً للغاۃ عن
 عبد اللہ بن عمر و قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم لیا تین علی امتی ما
 اتی علی بنی اسرائیل حذف
 النعل بالنعل حتى ان کان
 منه ممن اتی اعہ علانیۃ کان
 فی امتی ممن یصفع ذلك و
 ان بنی اسرائیل تفرقت
 علی ثنتین و سبعین ملة
 و تفرق امتی علی ثلث و
 سبعین ملة کلهم في النار
 الا امة واحدۃ قالوا من
 یا رسول اللہ قال ما
 انا علیہ و اصحابی رواه الترمذی

۱۳) احمد و رابرداؤد حضرت معاویہؓ سے ثبت
کرتے ہیں کہ ۲۰، فتحہ دوزخ میں جائیں مجھے داد
ایک ذریقہ جنت میں داخل ہو گا اور اس فرقہ کا نام
جماعۃ ہے۔ میری امت میں ایسی قویں بھی
پیدا ہوئی کہ جن کو یہ نو پیدا خیالات اسرع طرح اڑاکی
کئے جس طرح کہ دیوانہ کتے کی زبرداڈتی ہے باور
کئے کئے کئے ہوتے کا کوئی رُگ دریش نہیں تو تا
کہ جس میں اسکی زبر کا داخل نہ ہو۔ اب اگر یہ حوالہ
بائی کے وجود و زخمی ۲۰، فتحہ حدیث میں تذکرہ ہی
دہ کوئی نیا اسلام پیش کرنے گئے با اسی اسلام کے
دعویٰ پار ہوں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دہ
اسلام کے دعویٰ پار ہونے کے کیونکہ حضور ﷺ نے اسلام
ان کو امت کے لفظ سے بار بار ذکر کیا ہے مگر خود
ووں نیا نہ پیش کر نہیں یہ دہ ہونے کے ہو فنا دکول
کو نہیں ہائی نہیں کے، اسلئے دہ اقت بھری میں وہ فلن
(پہلی قسم کا نام اہل اجابت ہے اور دوسرا کا نام
اہل دعوت) اس مقام پر اکیلہ مشکل سواں پیدا
ہوتا ہے کہ ۲۰، فرقہ میں سے ہر اکیلہ ذریقہ کا بھی
دعویٰ ہے کہ ہم نجات دینے والی (فرقہ ناجیہ) جنم
ہیں اور ہم ہی ماانا علیہ دا صاحبی
کی صحیح مثال ہیں۔ کیا کوئی یہ عقدہ
ایمان داری سے حل کر سکتا ہے، اس لمحے
اس کے جواب میں اہل السنۃ والجماعۃ
بے پیغیں ہوئے اور بارگاہِ الہی میں

و فردا یہ احمد و رابرداؤد عن
معاویۃ شستان و سبعون فی
الناس و واحدہ فی الجنة و هی
المجاعۃ دا لله سیخ زہج فی امتی
اقوام تبخاری بهم تلک الا هو
کا تبخاری الکلب بصالحة لا
یبقی عنہ عرق و لا منفصل آہ
دخلتہ فآن قیل حل الغرق
القی ذکریف المحدث من اهل
الدرسوۃ ادم من اهل الاجلبة
نقول بل هی من اهل الجایة
لأنهم ذکروا بالبغضا امتی مکرر
واما اهل الدرسوۃ الذين ما
أهنو بالله ورسوله فلا
بدخلوں فی امتی علی الله
عینه وسلم و هم ناس وسائل آخر
اصعب من الاقل و تقریبہ آن
کل طائفہ من الطوائف الثلاٹ
والسبعين قرعی و تزعم انہا
ہی اطلاعۃ الناجیۃ و انہما ہی
عند ادق ماانا علیہ دا صاحبی
ذعن ذاتی جعل ہذہ العقدۃ
بالامانۃ فاضطررت اهل
السنۃ والجماعۃ دالجیمات

گرگڑائے تو ان کو قرآن مجید کی یہ آیت نظر آئی
کہ بخدا وہ لوگ مون خمار نہ ہون گے پہاٹنک کر
وہ اپنے باہمی تنازعات میں آپ کو صحیح نہ مالیں گے
اس لئے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
لابخل سوال میں اپنا صحیح مان لیا اور فیصلہ موگیا
کیونکہ حدیث مذکور میں حضور علیہ السلام کا یقظہ بیکار
موجود ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ جماعت ہے اور یہب کو
معلوم ہے کہ جماعت کا یقظہ فرقہ اہل سنت و جماعت
کے نام کا اصلی جزو ہے جیسا کہ امام احمد را ابو داؤد
کی روایت میں ہے اور جماعت سے مراد ہمیشہ
کثرت افراد ہوا کرنے ہیں اور کثرت افراد اہل سنت
و اجماع ہی ہیں جو مذاہب اربعہ کے مشرق و مغرب
میں مقلد ہیں اور یہ کثرت گراہ فرقوں کے مقام
پر ایسی روشن ہے جس کو کسی دلیل کی نہ دیتیں
رسویں دیکھیں ایک گراہ فرد کا اول ہے کہ حدیث
میں جماعت کا یقظہ آیا ہے اور اسی سے مراد اہل
حق ہیں الگ چیز ان کے افراد کی قلت ہو جم جم ایسا کہتے
ہیں کہ یہ طلب صحیح نہیں کیونکہ وہ خود بی کریم
الله علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں جسے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ اشتبہ نہیں کیا ہے فرمایا ہے
کہ خدا تعالیٰ میری اوت کو یا بالفاظ عیگرا تبت صحیح
کو گمراہی پر مستحق نہیں کرے گا اور جماعت پر فدا کا
ہاتھ ہوتا ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ
ہوگا۔ وہ دوزخ میں چینیکا جائیگا رہا رہا الرُّؤْنِ

الى حضرۃ اللہ تعالیٰ فوجدوا
قوله تعالیٰ فلا دربك لا یومنون
حتیٰ یعکمك نیما شجر بینہم فحکمنا
صلی اللہ علیہ وسلم فی هذہ
الغیصۃ المضلة فوجدنا عجده
 تعالیٰ فی ذلک الحدیث قولہ صلی
للہ علیہ وسلم وہی الجماعتہ و معلوم
ت لفظہ الجماعتہ جز من آیہ
هل السنة و الجماعتہ فی رسالتہ
و دو احمد و المراد من الجماعتہ کثرة
د فراد و کثرة افراد اهل السنة
جماعۃ المقلدین للہب اہب الاربعة
رقا و غربا من الفرق المتناولة
ما یھی لاصتا ج الى دلیل سوال
خر قل بععن اهل الصنائع المراد
من الجماعتہ فی الحدیث من کان علی
سحت و ان قلت افرادہ قلتنا ليس
لام رکساز عموما الان النبي صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی حدیث اخر
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ لا یجمع امتی او قال امة
معتبر علی صنائعہ وید اللہ علی الجماعتہ
و من شذ شذ فی الناجیہ اہل التوز

ابو بعروسے وایب ہے کہ صنور ولیٰ السلام نے فرمایا
 ہے کہ نبی نے خدا سے پر درخواست کی تھی کہ میری
 انتگرائی پر متفق نہ ہو تو خدا نے کہے پر علیکم خش
 دیا (دواہ طبرانی) اور حضرت ابن حبیس رضی اللہ عنہ
 طہرانہ سے رد اپت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو کر مرد
 تو ہے دینی کی سوت مر جگا۔ (دواہ البخاری) اگر
 یہ سوال کیا جائے کہ اگر چہ حدیث میں نظریات
 بالفظ اجتماع ذکور ہے۔ میں حدیث میں
 تصریح موجود ہیں کہ اس سے رادکثرت افراد
 تو ہم اس کے جواب میں یوں کہیں گے کہ حضرت ز
 عمر رضی اللہ عنہما سے رد اپت ہے کہ بنی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم کہتر اسنے د
 جماعت کی تابع بداری کر د، در نہ جو الگ ہو جو، واس
 جہنم ہو گا درواہ ابن ماجہ، اور حضرت معاذ بن جبل
 رضی اللہ عنہ سے رد اپت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے نے
 بیڑا ہے جس طرح کہ بیڑ بکری کے لئے بیڑ ماہرنا
 ہے اور وہ اس بیڑ بکری کو پکڑ لیتا ہے جو روڑ
 سے الگ چرتی ہے یا کنارہ کرتی ہے تم ایسی کائنات
 کشیوں کے پیزیر کھواد فام اہل سلام اور جہا کا دہن
 رکھواد دواہ احمد حضرت ابو ہریرہؓ سے رد اپت ہے کہ خیل
 کریم نے فرمایا ہے کہ جو جماعت کے ایک بالٹ بھر میں الگ
 ہو جائید سمجھو کر اس نے اسلام کا جو آپنی گون سے ادا

وَعْنَ أَبِي بُصَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ رَبِيعَ بْنَ أَبِي
 لَا تَجْتَمِعْ إِمَامُكُمْ عَلَى ضَلَالٍ تَفَاعِلُونَ
 رَدَاهُ الطَّبَوَانِيَّ وَعَنْ أَبْنَ عَبَّاسٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَارِقَ الْجَمَاعَةِ
 نَافَاتِ هَاتِ مِنْتَهِيَّ جَاهِلِيَّةِ دَوَاهِ
 الْبَخَارِيِّ . فَانْ قَبِيلَ دَانَ ذَكْرَ فِي
 هَذِهِ الْأَحَادِيثِ لِفَظِ الْأَجْمَاعِ
 وَنَفْذَةِ الْجَمَاعَةِ لِكَذِهِ لَهُ يَصْرُحُ بِإِنَّ
 الْمَرْدَمِ الْجَمَاعَةَ كَثُرَةُ الْأَفْرَادِ نَقُولُ
 مِنْ أَبْنَ عَمِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْبَعَ
 الْتَوَادَاءِ لِأَعْظُمِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَذِّ
 شَذِّ فِي النَّاسِ دَوَاهُ أَبْنَ عَاجِدَ وَعَنْ
 مَعَاذِبِ بَنِ جَبَلَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ
 ذَبَّ الْأَنْسَانَ كَذِنَ ثَبَ الْغَنْمَ مَا حَذَّ
 الْشَّاةَ الْقَاصِيَّةَ وَالنَّاجِيَّةَ وَأَبْيَانُهُ
 وَالشَّعَابُ وَعَلِيهِمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَةِ
 رَدَاهُ أَحْمَدُ وَمَنْ أَبْيَهُ رَهْرِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ
 فِنَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَارِقَ الْجَمَاعَةِ شَبَرَا
 فَقَدْ خَلَعَ سَبْقَةَ الْأَمْلَامِ مِنْ نَقْدِهِ

(روایت احمد و ابو داود) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ہے جس کا
مطلب ہے۔ بیرون السواد الا عظیم یا العامة لظاهر
ان افراد کی تصریح کردہ ہے۔ اور اہل سنت والجماعت
کے افراد کی کثرت تمام گلوہ فرقوں کے مقابلہ پر بالکل
 واضح اور صاف ہے۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے اس
لئے ثابت ہوا کہ اس مقام پر فرقہ ناجیہ سے مراد اہل
والجماعت ہی ہے جو مشہور خامب از بعد کے مغلوبی
(المُحْمَدُونَ مُلِيَّ ذَلِكَ) ان معلومات کے بعد واضح رہے
کہ عرب و عجم کی تمام زبانوں میں تحقیقتہ و مجاز کا استعمال
 موجود ہے خواہ وہ اچھی ہوں یا بُری۔ یہ مانگ کر خود
 کلام الہی میں بھی یہ دونوں موجود ہیں جنماں چھ ہم چند
 آیات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں (اول) یہ کہ خدا
 موت کے وقت روح کو پہنے قبضہ میں کر لیتا ہے
 پھر فرمایا کہ ملک الموت تمہیں دفات دیتا
 ہے جو تم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ پس توفی کا
 تعلق خدا سے ہی ہے اور فرشتے سے
 مجازی۔ (دوم) خدا جسے چاہتا ہے
 رُکیاں بخشتے ہے اور جسے چاہتا ہے
 رُٹ کے بخشتا ہے۔ پھر حضرت جبریل
 علیہ السلام کا قول یہ معمول ہے کہ آپ
 نے حضرت مریم علیہ السلام کو یوں کہا
 تھا۔ کہ نیس اس نئے تیرے پاس آیا
 جوں کہ تمہیں مقدس رُک کا دُوں۔ خدا کا ہبہ ہی ہے
 اور جبریلؑ کا مجازی۔ (سوم) اے میرے بندو!

رُواه احمد و ابو داود مشکوٰۃ شریف
 فصلہ المسوا د الا عظیم و لفظۃ العامة
 تصریح بکثرۃ الاضراء دلکثرۃ افراد
 اهل السنة والجماعۃ بالنسبۃ الى
 جمیع طوائف اصحاب الدلائل امر بدلیق
 معلم باصرہ رَبَّ فَتَبَتَّ اَنَّ الْفَرَقَةَ
 لِنَا حِیَہ هی اہل السنة والجماعۃ
 المُعَذَّبُونَ لِلْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ الْمُشَهُوَّةِ
 وَالْمُحَرِّرُونَ عَلَى ذَلِكَهُ اَذَا عَلِمُتُ هَذَا
 فاعلم اَنَّ الْمُجَازَ وَالْحَقِيقَةَ مُتَعَلِّمَتَ
 فی جمیع لغات العرب والجمد
 سیتمها و سعیداً لها حتى فی کلام
 الله تعالیٰ المذاہب العلام ولمقتضی
 فی هذا المقام بن کو بعض آیات
 القرآن الحکیم قال الله تعالیٰ اللہ
 یستوفی الانفس حين موتها و قال
 تعالیٰ قل یعنی ما کو ملک الموت
 الڈی و کل بکم فالاول حقیقتہ
 و المثلثی مجاز قال اللہ تعالیٰ یهیب
 لمن یشاء انا ثانیاً و یهیب لمن یشأ
 الدکور و قال تعالیٰ حکایۃ عن
 حبیب علی بن عبد السلام لاحب للدی
 غلام امان کیا فاما اول حقیقتہ و
 المثلثی مجاز قال اللہ تعالیٰ قل

جنوں نے ہے اعتمادی کی ہے جنتِ الہی سنایا
نہ ہو جاؤ اور شیطان سے یوں کہا کہ میرے بندوں پر
تیر اسٹن نہ ہو گا۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے بندوں اور
کئی زدن کے نکاح کر دیا کرو بس ہمیں دھان بیوں میں
جید کا تعلق خدا سے حقیقی ہے، و تم سری آنت میں
لوجوں کے تعلق مجازی ہے (چہارم، خدا ہی مت چڑا
دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں تعلق
کیا ہے کہ میں بفضل خدا نہ رہے زندہ کرتا ہوں۔ تو
زندگی میں کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور حضرت عیسیٰ سے
مجازی (سیشم)، خدا ہے چاہے راہ راست دکھائے ہے
جنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہر دکھانے
ہیں مگر انہیم ایت حقیقی ہے اور ہر ایت بُریٰ مجازی ہے
(ششم)، خدا کائنات کی تدبیر کرتا ہے پھر فرمایا کہ
قسم ہے انکی جو تدبیر کرنے والے میں سبھی آیت یہ حقیقت ہے
دوسری میں بیان ز مفہوم، کہو! جو لوگ یا ذنشتے آسماء
زین میں ہیں انہیں سے کوئی بھی غیر بیش جانتا یکن شہد
غیر بیش جانتا ہے اور حضرت عیسیٰ کا حال یوں بتایا کہ آپ
کہتے تھے کہ میں تکو سب کچھ بتاؤں گے جو تمَ ہدلتے ہو یا
معمر رکھتے ہو اپنے گھر و میں پھر حضرت یوں متعلق فرمایا کہ آپ
دو قید یوں یوں کہتے تھے کہ نہیں آئیں تمہاری خدا کو تمہیں
دیکھا فی کہ میں اسکے آنے سے پہلے ہی تنبیہ خوبصورتی
تبصیر کر دیکھا پہلی آیت میں حقیقتہ دوسری دو آیتوں میں
ہے دو ششم، حضرت بن اکرمؓ کا قول یوں تعلق ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جب ا
مُلک بیان رہتا ہوں تو خدا ہی مجھے شفاعة دیتا ہے اور یہی ملک اسلام کہتے ہیں

یا عبادی الدین اصرخوا دان عبادی
لیس لکھ علیہم سلطان و قال تعالیٰ
عن عبادکرو اما تکر فالا دلان حقیقتہ
والثالث مجانر قبل الله تعالیٰ هو
بیسی دیمیت وقال تعالیٰ حکایۃ عن
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام و احی الموتی
با فن اللہ فالا دل حقیقتہ والثانی عوال
قال الله تعالیٰ دالله یحدی هر یشاء
لی هر اط مستقیم و قال تعالیٰ دامد
لتعهدی الی صراط مستقیم فالا دل
حقیقتہ والثانی مجانر قال الله تعالیٰ
یدبر الامر و قال تعالیٰ فالمدحات امرا
فالا دل حقیقتہ والثانی مجانر قال الله
تعالیٰ قل لا یعلمون فی السموات فی الارض
الغیب الا اللہ و قال تعالیٰ حکایۃ من سید
عیسیٰ علیہ السلام و انبشکم بجانا کذون
وما تدخر ون فی بیوتکم و قال الله
تعالیٰ حکایۃ عن سیدنا موسی علیہ السلام
لا یا تکلما طعام ترثی قاند الابناء تکا
بتاویله قبل ان یا تیکلما فالا دل حقیقتہ
والثانی مجانر قال الله تعالیٰ عن سیدنا
ابراهیم و اذا مرفت فهو یستغین و
فتال تعالیٰ حکایۃ عن
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

کہ میں ما درزاد اندھوں اور کدوں میوں کو شفاذ دیتا
ہوں اور غدک کے فضل سے مردے بھی زندہ کر دیتا
ہوں۔ پس پہلی آیت میں حقیقت ہے دوسری یہی
مجاز دہم، فرمایا کہ خدا ہی پیدا کرنے والا اور خوب
جننے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول
بیان کیا کہ میں مٹی سے پرندوں کی وضوع و شکل
بناتا ہوں اور اس میں تجوہ نک مارتا ہوں تو وہ خدا
کے فضل سے پرندے بن جاتے ہیں۔ یہاں بھی پہلی
حقیقت ہے پھر مجاز ہے دہم، فرمایا کہ دہی خدا ہر کو
کارازق ہے اور زبردست طاقت کا مالک ہے پھر
فرمایا کہ حب میراث تقییم کرنے کے وقت رشتہ دار،
تییم اور سکین حاضر ہوں تو اسیں سے ان کو کارازق
دو۔ یہاں بھی پہلے حقیقت ہے پھر مجاز ہے دیا ز دہم
فرمایا کہ خدا ہی سیع و بعیر ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے
انسان کو مخلوق انتظہ سے پیدا کیا۔ تاکہ اس کو دنیا کے
ابتوں میں ڈالیں اس لئے اس سے سیع و بعیر ہنا دیا ہے
سمیع و بعیر حقیقت ہے دوسرامجاز۔ الخرض اس قسم
کی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بہت ہیں پس
حقیقت و مجاز کا استعمال قرآن مجید میں موجود
ہے تو اگر اسے ضد کے بندے استعمال کر لیں اپنے
حکایات میں تو گون سی قباعت ہو گی
بہر حال اس اصول پر کئی ایک
سائل کی بنیاد قائم ہے۔ جو
ذہب اربعہ کے مغلوبین اور

والاکمه والابرص واحی الموتی باذن
الله فالاول حقیقتہ والثانی
معجزہ قال الله تعالیٰ وهو
الخلاف العلیهم وقال تعالیٰ لـ
حكایة عن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
الى اخلاق لکم من الطین کھیٹہ
انطیور فیکون طیرا باذن الله
فالاول حقیقتہ والثانی معجزہ
قال الله تعالیٰ ان الله
هو الرزاق ذو القوۃ
المتین وقال تعالیٰ واذا حضر
القسمة اولا القریب والیستی و
المساکین فارزقوهم من فالاول
حقیقتہ والثانی معجزہ قال الله تعالیٰ
ان الله هو التمیع ابعصیر و قال
تعالیٰ انا خلقنا الانسان من نطفة
امشاج بنتلیہ فجعلناه سمیعا بعیر
فالاول حقیقتہ والثانی معجزہ الى
غیر ذلك من الایت القرآنیة والاعلان
التبویہ فاذ اکمان المجاز مستعملی
کلام الله تعالیٰ علی المعموم فاذ استعمل
بسیار فی بعض حکایات تمدن فاتی قبای
نیرو بینی على هذ الاعمل سائل
کثیرۃ القیحی معرکۃ الاراء بین المقلدان

وہاں کے درمیان زیر بحث اور استدلالی خیل
کامیدان بنے ہوئے ہیں۔ یہ طرح ان لوگوں کے درمیان
جو ان کے طریق پر چلتے ہیں چنانچہ ان میں کے ایک
علم غیب کا مسئلہ ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور خاسان امت محمدیہ کو حاصل تھا یا نہیں؟ پس
جب حضرت عینہ علیہ السلام کھانے اور گھر دن کے ذریعہ
کی خبر غیب دیتے ہیں تو یہ امر کیوں جائز نہ ہو گا کہ بنی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے خاص
خاص مغرب بندے بھی غیب کی چند خبر میں دیں
یادنیا کے مستقبل کے عالات اور برinx کے حالات
ہتا ہیں اگر اغراض کیا جائے کہ وہ توحضرت عینہ
علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی
کیوں معجزہ نہیں ہو سکتی اور خاص امت کے
لئے کرمت کیوں نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سوال ہو
کہ حضرت عینہ علیہ السلام کو تو خود خدا بتا دیتا
تھا، تو ہم کہیں گے کہ ہمارے رسول عینہ اللہ
علیہ وسلم کو یعنی خدا بتا دیتا تھا۔ آب و اربع
رہے کہ مسئلہ علم غیب ایک عظیم اشیان
زیر بحث مسئلہ ہے، جس پر علمائے وقت
جھکٹتے رہتے ہیں۔ اور فریقین افراد و
تفریط میں پڑ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے
ان کے درمیان سخت اختلاف رونما
ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے

للمذا احب الاربعة و بين غيره
المقلد من للمذا احب ومن
فهي خي حمد فمن تلك المسائل
مسئلة علم الغيب للنبي صلی
الله علیہ وسلم او لبعض خواص
امته فاذجا ن ان يخبر سیدنا
عینہ علیہ السلام بما يأكلون
وما يذرون امته في بيوتهم
فلولا يخون ان يخبرنا سیدنا
رسول الله صلی الله علیہ وسلم
اب بعض خواص امته ببعض المغيبات
والامور الامامية في الدنیا و
البرزخ فآن قيل ان ذلك كان
محاجة لسیدنا عینہ علیہ السلام
قلنا له لا يخون ان تكون هذه
الامور محاجة لسیدنا رسول الله
صلی الله علیہ وسلم و کراهة الخواص
امته فان قيل كان ذلك باعلام الله
تعالیٰ ایا ه قلنا كذلك كان هذه
باعلام الله تعالیٰ ایا ه و لیعلم ان
مسئلة علم الغيب من اکبر المسائل
المتنازع بين علماء الوقت و وقہ
الظرف فان في الافراط والتفريط و
تشاجر و اینہم اشد المشاجرات و

کو کافر بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک فرقہ نے بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے علم طیب گھنی اور غیب جزئی اور غیب ماضی و مستقبل ثابت کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ان سب چیزوں کا علم دیا تھا۔ ایک فرقہ نے میرے سے علم گھنی ہی کی نفعی کر دی ہے کہ وہ خود علیہ السلام کو عالم نہ تھا کیونکہ علم غیب کلی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو عالم نہیں ہوتا۔ اور غیب جزئی تو کوئی بھی بات نہیں کیونکہ وہ جس طرح رسول کو میل ہے۔ سب صحیح دیکھوں اور چار پاروں کو بھی حاصل ہے اخذ الیٰ حقیقتہ سے بچائے۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قوہ میں کا اظہار ہوتا ہے اور کشان کشان پر سے خاتمۃ کے ہتھ پانے والا ہے۔ ایک فرقہ نے وہ تمام علوم غیبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کئے ہیں جو رسالت اور ربوت سے تعلق رکھتے ہیں یا گذشتہ اہل اور احوال برزخ پا قیامت کے خوفناک حالات سے تعلق رکھتے ہیں یا جنت کی متولی اور برزخ کے مذابکے سے تعلق ہیں اس کے علم و غیب بھی جو عالم بالا اور دنہا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے آپ کو بتا دیئے ہیں اور یہ عقیدہ افراط و تغزیل کے دریان ہے اور تقویٰ کے قریب ہے۔ کاشتہ ہیں معلوم ہو جاتا کہ جو لوگ تمام قسم کے علوم غیبیہ گھنی جزئی اضیٰ۔ حال اور مستقبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرتے ہیں وہ ان علوم کے متون کی وجہ پر

الکفر بعضهم بعضاً فَقَوْمٌ أَثْبَتُوا عِلْمَهُ الغَيْبِ الْكُلِّيِّ وَالْجَزِئِيِّ وَمَا كَانُوا
وَمَا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِأَعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَّاهُ وَقَوْمٌ نَفَوْا
الْعِلْمَ الْكُلِّيِّ سَرَاسِّاً عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّ عِلْمَهُ الغَيْبِ الْكُلِّيِّ
لَا يَكُونُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى دَامَ الْجَزِئِيُّ
فَكَمَا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ كَذَلِكَ يَكُونُ
لِلْمُجَاذِينَ وَالْبَهَمَاءِ ثُمَّ عَيَّادًا بِإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
عَنْ هَذِهِ الْعِقِيلَةِ الْمُفْصِحَةِ عَنْ
تَوْهِينِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سُلْطَنَةَ الْمُفْتَرَةِ إِلَى سُوءِ الْخَاتَمَةِ وَقَوْمٌ
أَثْبَتُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَمِيعَ عِلْمَهُ الغَيْبِ الْعَقَّ تَعْلَقُ بِالنَّبِيِّ
مِنْ أَهْوَالِ إِلَّا السَّالِفَةُ دَاهِوَاللَّيْرَمَ
دَاهِوَاللَّيْرَمَهُ دَاهِوَالجَنَّةَ دَاهِ
عَزَابِ التَّارِ وَبِعِصْنِ عِلْمِ الْعَالَمِ
الْعُلُوِّيِّ وَالسَّفَلِيِّ بِأَعْلَامِ اللَّهِ
تَعَالَى إِيَّاهُ وَهَذِهِ الْعِقِيلَةُ
فِي الْمُتَوَسِّطَةِ مِنْ إِلَاءِ فِرَاطٍ
وَالْمُتَفَرِّطِ وَاقْرَبُ لِلتَّقْوَى
وَلَيْتَ شُحُرِيَّ اِيْ جَوَابُ لِلْمُتَبَتِّنِ
جَمِيعَ عِلْمَهُ الغَيْبِ الْكُلِّيِّ وَالْجَزِئِيِّ وَمَا كَانُوا
وَمَا يَكُونُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِلْمِ

المنهجية في الشرع كالفنون والبهر
 والنور نجات والكهانة والموسيقى
 والسحر والرمل والحكمة اليونانية
 في الانسفيات وما جوا بهم لقول
 الله تعالى وما علمناه الشعراها
 ينبغي له وقوله تعالى وما هو
 بساحر وما هو بقول كاهن.
 فان قيل هذه العلوم ليست من
 الغيب بل من الشهادة فنقول اما
 كانت هذه العلوم داخلة فيما
 كان وما يكون فان قيل نعم
 قلنا رفع الله تعالى ساحة الرسالة
 عن الامانة بهذه العلوم فانه
 هو رسول النبي الراقي والكھان
 كانوا يعلمونه بالسحر قال الله
 تعالى وما هو بساحر ويعلمونه
 بالكهانة قال الله تعالى ولا
 يقول كاهن وكانوا يقولون
 انما يعلم بشر قال الله تعالى
 سان الذي يلحدون اليه عجمي
 وهم السان عرب في مبين وان
 قيل لا يعني ليست هذه العلوم
 داخلة فيما كان وما يكون
 نقول فهو ای شيء تدخل هذه

دیں گے جو شرع میں منصع ترقیتی ہے ہیں۔ مثلاً بخرا
 بخرا شجدہ باندھ کہانت بسوئی سحر دل۔ یعنی
 فلسفة جو الہیات کے متعلق ہے (کیا یہ بھی آپ کو
 ملی تھے؟) اور وہ اس کا بھی کیا جواب دیں گے
 کہ خود خدا نے تعالیٰ نے تصریح کے ساتھ فرمادا ہے
 کہ ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں سکھلایا اور
 نہ ہیاء علم آپ کے شان کے شایاں ہے ماو۔ یہ بھی
 فرمایا کہ آپ چاد و گزند تھے اور یہ قرآن کسی کا ملن کا
 قول نہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ علوم از قسمیں
 نہیں بلکہ از قسمیں ظاہر ہیں تو ہم جواب میں پوچھیں گے
 کہ اگر وہ غیبیں و قل نہیں تو کیا وہ ماکان و ماکون میں
 بھی داخل ہیں یا نہیں؟ تو اگر جواب دیا جائے رہا
 وہ ان میں داخل ہیں تو ہم کہیں گے کہ اگر چہ وہ داخل ہو
 مگر خدا نے غفتہ و مالت کو ان علوم کی آلاتش سے
 صاف کر دیا ہوا ہے کیونکہ آپ سر عالم اُتمی تھے۔ بکفار جادو
 کا الزام دیتے تھے مگر خدا نے کہا وہ جادو گزند ہیں۔
 پھر وہ کہانت کا الزام دیتے تھے کہ جن بھوت کے ذریعہ
 سے آپ خوب دیتے ہیں میکن خدا نے کہا کہ یہ قرآن کسی
 کا ملن کا قول بھی نہیں۔ پھر وہ کہتے تھے کہ کوئی اور انکے
 آپ کو یہ قرآن سکھاتا ہے تو خدا نے جواب میں کہا کہ جو ادمی
 کی ہلف تعلیم قرآن کو مفسر کرتے ہیں وہ تو بھی ہے۔
 عربی زبان جانتا ہی نہیں اور یہ قرآن فصیح عربی میں ہے
 اگر یوں کہا جائے رہیں یعنی ماکان اور ماکون ہیں۔
 علوم منسوعہ داخل نہیں تو ہم پوچھیں گے کہ پھر یہ علوم

منوہ کس قسم میں مغل جوں گے؟ اہنکریں ملہ غیر
ان احادیث لاکیا جواب دیں گے۔ جن میں بھی
کوئی صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر پر قبر سوال ملا کر۔ قبر
کی تعلیٰ کی خبر دی ہے یا جن میں آپ نے قبل از وفات
فتواتِ اسلامیہ کی خبر دی ہے۔ یا اخیر زمانہ کی خبریں
دی ہیں۔ حالانکہ سب کچھ اسی طرح پیش کیا ہے جیسا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا اعداء کا کیا جوہ
ہو گا جو آپ نے قتل کفار کے مقامات مثل جنگلیہ میں
 بتائے تھے۔ چنانچہ وہیں وہ قتل ہوئے جہاں آپ نے
 کہا تھا۔ کیا چار پائے اور دیوانے بھی ایسی خبریں فی
 سکتے ہیں؟ نہیں نے خود اس آدمی سے سنائے جس
 کے دل کو ضللہ انحراف کر دیا تھا کہتا تھا کہ الربنی کہم
 صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی فتح جلتے ہوتے اور بعد
 قتل کفار کی خاص خاصیں جیکیں جانتے ہوتے تو مسلمانوں
 کی فتح کے لئے وہ قتل کفار کے واسطے سجدہ میں پڑ کر
 دعا نہ کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ اس محروم عقل کو یہ علم
 نہیں کہ حضور علیہ السلام کی دعا کرنا مسلمانوں کے حق
 میں خدا کے سامنے تواضع اور انہیں خاکساری تھی۔
 کیا آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ صراطِ مستقیم پر قائم ہیں۔
 حالانکہ خدا نے بتا دیا ہوا تھا کہ آپ صراطِ مستقیم پر ہیں
 ماقبل آپ نمازیں یا الفاظ دہرا کر رہے تھے کہ اہد نما
 الصراط المستقیم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمہارا خدا
 عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا
 مگر اس سلسلہ توجیہے وہ پسند کرے۔ پھر یہ بھی فرمادا

العلوم۔ وَآتَيْ جوابَ للتاخيين من
 اخباره صلى الله عليه وسلم
 بعد اب القبر و سوال الملکين و خطبة
 القبر و اخباره عليه الصلوة والسلام
 بالفتوحات الإسلامية قبل
 و توسعها و اخباره باحوال آخر الزمان
 فوق جمیع ما اخبر به صلى الله عليه
 وسلم كما اخبر به و ای جواب لهم
 هن تعین مواضع قتل الكفار في
 البدار فقتلوا في تلك المواضع مثل
 اليهآتم و المحاجین يخبرون بمثل هذا
 و سمعت من اعمى الله قلبه ان النبي
 صلى الله عليه وسلم لو كان يعلم
 فتح المسلمين و قتل الكفار بعد ما
 اتجاء الى الله في محبوده بفتح المؤمنين
 و قتل الكفار ولم يعلم المحروم في عا
 عليه الصلوة والسلام للMuslimين كان
 تعبد ادتو اوضاع الله تعالى اما كان
 عليه الصلوة والسلام يعلم بالله على
 اصراط المستقيم بقوله تعالى انك على
 صراطِ مستقیم و معد لك يترک في صلوبه
 إهدنا الصراط المستقیم قال الله تعالى
 عالم الغیب فلا يظهر على غیره لحل الا
 من ارتفع من رسول و قال الله تعالى

کھلا قوم کو علم غیب پر مطلع کرنے کے قریب ہی نہیں
 ہے میکن اپنے رسولوں میں سے جس رحل کو چاہئے تھا
 کرتی تھے تو کیا بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ اور
 منتخب شدہ رسول رہتے؛ اگر ویں کہا جائے کہ ہاں
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی آیت کے استخاد میں دھل
 ہیں۔ کیونکہ آپ برگزیدہ اور پسندیدہ رسول ہیں جس کا
 ثبوت اس آیت میں ہے کہ میکن اپنے رسولوں میں سے
 اللہ تعالیٰ ہے چاہتا ہے انتخاب کرتی تھے کیونکہ
 آپ ہی رحل منتخب ہیں۔ مگر اس کا انکار کیا جائے تو
 پھر ہم پوچھیں گے کہ پھر حضور علیہ السلام کے سوا ان
 دونوں آیات میں کس رسول منتخب و مرتضی کا ذکر ہے؟
 اس مقام پر تحقیق ہے کہ عالم الغیب کے فقرہ کا
 استھان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ہے باعتبار بعض
 علم غیب کے تاویعین مسلم فیب کے اعتبار سے صحیح ہیں
 کیونکہ بعض مغایبات کا خبر دینا آپ سے بالکل صحیح
 اور روشن ہے مثلاً آپ کا ہاں ہم بندخ کے متعلق۔ قبر کی
 تنگی اور منکر نکیر کے سوا الوں کی خبر دینا اور زنگ بندخ
 کی قبر کا، گز تک دیس ہونے اور بدر کار پر ٹنگ ہونے
 کی خبر دینا یا احوالی قیامت میں خدا کے سامنے پیش ہونے
 فتن اعمال۔ پھر اڑ۔ حوض کوثر۔ شفاعة جنت اور
 اس کی نعمتیں اور وہ دنخ اور اس کی آنکھ کا خبر دینا یا
 چند معاملات دنیاوی سے خبر دینا۔ مثلاً بدیں شرکین
 کی قسم کا ہیں بنانا یا حاطب بن بلتھ کی چشمی داپس
 یعنی جو اس نے پوشیدہ طور پر شرکین کو لکھی تھی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَطْلُبَكُمْ عَلَىٰ مَا تَعْبُدُونَ
 وَلَكُونُ اللَّهُ عَجِيبًا مِّنْ رَسُولِهِ مِنْ ثَيَّا
 إِنَّمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حِلَالَ الرَّاهِنِيِّ وَالرَّاهِنِ الْمَعْتَقِيِّ
 فَإِنْ قَبِيلَ نَعْمَدْخُنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي الْأَسْتَثْنَاءِ فِي الْأَيَّاتِ الْأَوَّلِيِّ
 لَا نَدْهُو الْرَّاهِنِ الْمَعْتَقِيِّ وَفِي مَضْمِنَتِ
 وَلَكُونَ اللَّهُ عَجِيبًا مِّنْ رَسُولِهِ مِنْ يَشَاءُ
 لَا نَدْهُو الْرَّاهِنِ الْمَعْتَقِيِّ وَإِنْ قَبِيلَ لَا
 فَقُولُ فِي الْرَّاهِنِ الْمَعْتَقِيِّ وَالْمَعْتَقِيِّ
 الَّذِي ذُكِرَ كَاللَّهِ تَعَالَى فِي الْأَيَّتَيْنِ
 الْمَذْكُورَتَيْنِ وَالْمَعْتَقِيِّ فِي هَذَا الْمَقَامِ
 إِنْ جَمِلَةً عَالَمَ الْغَيْبَ تَعْصِمُ اطْلَاقَهَا عَلَىٰ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاعْتِبَارِ الْمَعْنَى
 وَلَا تَعْصِمُ بِاعْتِبَارِ الْمَعْنَى الْأُخْرَ فَإِنْ حَلَمَ
 بَعْضُ الْمُغَيَّبَيْنَ كَأَجْنَارِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِاحْوَالِ عَالَمِ الْبَرِّ وَرِحْمَهُ مِنْ ضِنْغَطِهِ
 الْقَبْرُ وَسَوْالِ الْمَلَائِكَيْنَ وَفَسَحَةُ الْقَبْرِ
 سَبْعِينَ ذِرَّةً عَلَىٰ اِنْطِيعَهُ وَهَنِيَقَهُ
 عَلَىٰ الْعَاصِي وَآهَارَهُ بِاحْوَالِ الْقِيمَهُ
 مِنْ الْوَقْوفِ وَالْمِيزَانِ وَالصُّرُطَ وَالْمَوْضُونَ وَ
 الشَّفَاعَهُ وَالْجَنَّهُ وَنَعِيمُهَا وَالنَّاسُ وَجَمِيعُهَا
 وَاجْنَارِهِ بَعْضُ الْمُغَيَّبَيْنَ الْدِينِيَّهُ مَكْوَنَهُ
 قَلْ المُشْكِرَيْنَ بِبَدْرٍ وَرَدَ كَتَابَ حَاطِبَنَ

یا بوجہل کو پہنچا کس کئی سی میں لکھ رہا ہے۔ یا شا
فاس کے قمل کی خبر دینا خاص ہی صبح کو جبکہ مار گیا
تھا۔ یا مت نجاشی شاہ جب شہ کی خبر دینا۔ پھر دینہ طیب
میں اپر فائیا نہ جازہ پڑھنا۔ یا یخربو نیا کو دیکھاں
کاغذ معاہدہ کو کھائی ہے جو قریش نے آپ کے غول کے
بیت اللہ شریف میں آدمیاں کیا تھا۔ یا حضرت جعفر طیب
رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا اور اس کے دو
فیض کی خبر دینا جگ تبوک میں یا حضرت خالد بن
الله کے ہاتھ پر فتوحات کا حاصل ہونا۔ یا حضرت علی کرم اللہ
کے ہاتھ پر قلعہ خیر کا فتح ہونا یا بکری کے ٹوشت میں زہر
ملنے کی خبر دینا جو یہودیوں نے آپ کی خدمت میں بڑو
تھیہ بھیجا تھا۔ یا آپ کا خبر دینا کہ حضرت علی رَمَضَان
و جہہ ذوالشدیدین خارجی کو قتل کریں گے۔ یا اخزون میں
میں فتنوں کا پیدا ہونا۔ غرضیکہ اسی قسم کی غیبی خبریں
کئی ایک اور بھی آپ نے دی ہیں جو کس شخص پر
معنی نہیں جو ملوم اسلامیہ میں ہمادت اور داقیقت
رکھتا ہے۔ اگر یہ سوال کی جھاتے کہ یہ تو فدا کے بتانے
سے آپ نے بتائی ہیں اس لئے یہ خبریں غیب نہیں
 بلکہ اد قسم وحی ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی ہمارا دُجَّ
ثابت ہوا کہ آپ عالم الغیب تھے اور جب یوں کہا جائے
کہ خدا تعالیٰ کی طبع کے بغیر کشف کے طور پر آپ نے
یہ خبریں دی تھیں تو اس صورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا صلح ہو گا۔ جو مقلدوں کہتے
ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام قسم کے غیب کو جانتے تھے

بِسْمِ الْمَكْتُوبِ إِلَى قَرِيشٍ وَأَجْمَارٍ بِاجْمَلِ
بِحَا أَخْفَاءِ فِي بَدْرٍ مِنَ الْحَصَاءَ وَأَجْمَاءِ
بَقْتَلَ مَلَكَ الْقَرْبَنْ صِحْيَةً لِيَلَةَ قَتْلَهُ وَ
أَجْمَلَهُ بِمَوْتِ الْبَعَاثَى وَصَلْوَةَ الْجَنَّاءَ
عَلِيهِ فِي الْمَدِينَةِ دَأْجَمَارٌ بِأَعْلَى الْأَرْضَةِ
صِحْيَفَةَ الْمَعَااهِدَةِ لِقَرِيشٍ الْمَعْلَقَةِ فِي
جَوْفِ الْكَعْبَةِ وَأَجْمَلَهُ بِمَوْتِ جَعْفَرِ الطَّيَّابِ
وَمَرْفِيقِهِ فِي غَزْوَةِ الْمُؤْتَمَةِ وَأَجْمَارَهُ
بِالْفَتْحِ عَلَى يَدِ الْخَالِدِ بْنِ الْمُلِيدِ سَيِّفِ اللَّهِ
وَأَجْمَارِ يَقْتَلَهُ بَابَ قَلْعَتِ الْجَنَبِ عَلَى يَدِ
عَلَى الْمَرْتَعَى وَأَجْمَارَهُ بِسْمِ الشَّاهِ الْمَسْمُوِ
الَّتِي أَهْدَتْهُ إِلَيْهِ الْمَهْوَدَةِ وَأَجْمَارَهُ
بِقَتْلِ مَلِيْلِ الْمَرْتَعَى ذَالِلَّدِيْلِ مِنْ مَرْجَازِهِ
وَأَجْمَارَهُ بِقَتْلِنَ أَخْرَى الزَّوَانِ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ
مِنَ الْأَجْمَارَاتِ الْمَغْيَبَةِ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى
مِنْ لَهُ اهْدَى مَهَارَسَتِهِ فِي الْعِلُومِ الْإِلَامِيَّةِ
فَأَنَّ قَيْلَ أَجْمَارَهُ بِالْمَغْيَبَةِ الْمَذَوَّرَةِ
كَانَ بِاعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَى أَيَّاهُ قَلَنَا
حَصْلَ المَقْصُودِ وَمَقْعِدَ قَلَنَا أَنَّ أَجْمَارَهُ
بِالْمَغْيَبَاتِ كَانَتْ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ بِغَيْرِ
أَعْلَمِ اللَّهِ تَعَالَى فَاطْلَاقَ جَمَلَةَ عَالَمِ
الْغَيْبِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبَمْ بَعْدَ
أَلَا عَقْبَلَرْ فِيمَنْ قَالَ مِنَ الْمَعْدَرِيْزِ أَنَّهُ
عَالَمُ بِجَمِيعِ الْغَيْبِ وَقَالَ عَالَمُ

یا یوں کہتے ہیں کہ آپ کو تم مالک و مالک نہیں اور
غیرہ تھے تو ان کی مادبی مہم ٹھوٹ نہیں ہے۔ جو
تبیین رسالت اور نکریں کو لاجواب کرنے یا گذشتہ
ابھیاء ملیهم السلام کے حالات معلوم کرنے کے تعلق
ہیں یا ان کی میسیح امت کی نجات اور نکریں کی براکت
کے تعلق ہیں۔ یا جو اُست محمدؐ کے احوال سے تعلق
رکھتے ہیں جو فیروزانے میں پیش آئیں گے یا ان فتنوں
کی ابتدی ہیں جو اُست محمدؐ پر آئے دیے ہیں یا ان
حکاییں کے تعلق ہیں جو ان سے آئیں گی۔ بہانے کے
اہل خوبیت میں جسے جائیں گے اور اہل نار و زرع
میں اٹھیں گے مگر ان وہ معلوم جتنا ہے شانِ شہادت
نہیں مشد عالم شعر۔ جفر ریل سیپیا۔ کبیا و نیڑہ اور
وہ معلوم کہ جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہ ہے انہیں۔
مثلًا ہباؤں کے دن معلوم کنیا۔ یعنی دن کے پانی
ماپنے کا علم یا باہش کے قدرات کی گنتی یا دختر کے
پتول کی گنتی اور اسی قسم کے اور علوم کرجن کے ۸۰
بھی ہم نہیں جانتے اور ہی ہمیں ان کی تشریع
معلوم ہے۔ تو یہ سب قسم کے علوم خاص خانے خانے سے
ہی تعلق رکھتے ہیں۔ جو ان کو پیدا اور نکریں ہے وہ
کسی نہ سان کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر کہا جائے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض فیضوں کے عالم
ہیں تو پھر فالم انیب کے فقرہ کا آپ پر استھان
کرنے کا کیا مطلب ہو گا۔ تو ہم جواب دیں گے کہ
کسی شخص کو کسی صفت سے موصوف کرنے کا یہ

باقاعدہ ممکن فرادہ من العلوم
العلوم التي تتعلق بالرسالة و
التبلیغ والاخمام المنکریں و احوال
الانبياء المتقدمة و بحثاً امهم
المطیعون و ملاك المنکریں احوال
امته عليهما الصلاة والسلام في آخر
الزهاد وما يأتی عليهم من العفن و
ما يجری عليهم من المحن حق بدخل
أهل الجنة الجنة و اهل النار اندر نعم
العلوم التي لا يليق بها من الشعر والجحر
والرمل والسميماء والكييماء وغير
ذلك و العلوم التي لا تتعلق بهما بالرسالة
والنبيوة والتبلیغ كعلم
مثاقيل المجال و مكافئ البحار و
قطرات الامطار و اوراق الاشجار
الى غير ذلك من العلوم التي لا نعلم
اسمها ولا نعرفها فذلك كله مختصبة
بخلقها و منتشرها و مفنيها
فإن قبيل اذا ثبت انه صلی الله
عليه وسلم عالم ببعض
العلوم فما معناه اطلاق
جملة عالم الغيب عليه قلنا
ثبت الصفة للشخص لا
يختصى العلوم بتلك الصفة

معنی نہیں ہوتا کہ اس صفت کے نامہ قام بھی
اس میں موجود ہوں۔ بلکہ اتنا فروضی ہوتا ہے کہ
اس کے بعد حصے اس میں پائے جائیں کیونکہ
یہ کہتے ہو کر نیدن االم ہے اس سے یہ مراد نہیں
ہوتی کہ زید تمام قسم کے ملوم و نمادی حلال حرام
دفیر و سب جانتا ہے۔ بلکہ بلا تکلف یہی ذہن میں
آتا ہے کہ زید ملوم مرتوجہ کا عالم ہے جو عذر و رحمہ
استیوال ہتے ہیں۔ اسی طبع خدا کا قول ہے کہ لذت
بیشکنی سے بُرہ جانا ہے جبکہ وہ اپنے آپ کو مستغنى
دیکھتا ہے، اس سے مراد بھی بعض انسان دیں بدہ
کئی ایک مالا راثہ کے بندے ہو گزرے ہیں بلکہ
مالا راثہ کا دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے دوسرے
تھے۔ اخلاقی مسائل میں سے ایک مسئلہ ایصال ہے اب
کا بھی ہے کہ مردوں کی بعد حمل کو اپنے ہمال کا
ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں
کہ حرام ہے یا مخالف ہے لا ہیما نہ ہے جس میں
ذنق ہے نہ تعصان۔ اس کے تسلیق ان کے
حوالات مختلف ہیں بہ حال دایین کی دلیل یہ ہے
کہ خدا لغز فرمایا ہے کہ انسان کے لئے پنجی کی کافی
کام آئے گی اس مسئلہ میں فرقیں کے ملاد کے
درمیان بڑا اختلاف ہے جن کے دلائل کا ذکر
کرنا طورات ہو گا۔ مگر اس رسار کے معنف مہد
صنیعیت نے جیش شیخ ابن قیم جوزی حنبیل کا اس
میں ایک معنوں دیکھا جس میں انصاف بھروسہ

بل یکفی فی ذلک حصول بعض
افراد اصفة لذلک الشخص
فإنك اذا قلت نز بـ عالـه
فليس المرادـان زـيداـعـالـهـ
بـعـمـيـعـ عـلـومـ العـالـمـ حـلـالـهـ وـ
حرـامـهـأـبـدـ المـتـبـلـهـ مـنـ هـذـاـ القـلـ
ان زـيدـاـعـالـهـ بـعـلـومـ المـرـدـجـهـ
الـمـتـدـاـولـهـ قـالـ اللـهـ تـعـالـىـ انـ
الـاـنـسـانـ يـطـقـيـ انـ مـرـقـاـسـتـغـنـيـ
اـیـ بـعـضـ الـاـنـسـانـ فـانـ كـثـيـرـاـ
مـنـ الـلاـغـيـاءـ كـانـوـاـعـبـلـدـ اللـهـ
الـصـالـحـيـنـ بـلـ الـاـنـسـيـاءـ وـ الـمـرـسـلـيـنـ
صـلـوـاـةـ اللـهـ عـلـيـهـمـ اـجـمـعـيـنـ وـ مـنـ
ذـلـكـ الـمـسـائـلـ مـسـئـلـةـ الـعـصـالـ
ثـوـابـ الـاـعـالـاـمـ لـاـرـجـاحـ الـهـلـوـاتـ
قـالـ لـاـ حـرـامـ اوـ مـنـوـعـ اوـ لـغـوـ بـحـثـ
كـيـضـرـدـ لـاـ يـنـفـعـ عـلـىـ مـخـلـافـ
اـسـأـثـامـ مـسـتـدـلـيـنـ بـقـوـلـهـ تـعـالـىـ
دـانـ لـيـسـ لـلـاـنـسـانـ لـاـمـاـسـطـيـ.
وـ فـيـ هـذـهـ الـمـسـئـلـةـ اـخـلـافـ كـثـيـرـيـنـ
عـلـامـ اـضـرـفـيـنـ وـ ذـكـرـ حـجـجـهـمـ بـطـولـ
وـ الـعـبـدـ الـضـعـيفـ مـؤـلـفـ الرـسـالـةـ
لـاسـرـاـیـ بـیـانـ الشـیـخـ اـبـنـ القـیـمـ الـجـوـزـیـ
الـمـحـبـلـیـ فـیـ هـذـهـ الـمـسـئـلـةـ مـشـحـوـنـاـ

تحا۔ توئیں نے وہی اختیار کر لیا اور یہی پندرہ
کیا کہ شیخ موصوف کے عقیدہ کے ساتھ ان کا
 مقابلہ کر دیں۔ کیونکہ مسائل میں شیخ موصوف خاصیت
کا ایک مسلم نہ رک ہے۔ میدی ہے کہ وہ بھی
حق کی طرف رجوع کر لیں گے جچانپی میں شیخ
صاحب موصوف رحمہ اللہ کا وہ اقتداء سبیل
کرتا ہوں جو آپ نے اپنی کتاب کتاب الروح
میں درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ سو لھوڑاں مسلمہ
ہے کہ آیا مردہ کی روح زندہ کے اعمال سے فائدہ
اٹھا سکتی ہے یا نہیں؟ جواب یوں ہے کہ فائدہ
اٹھا سکتی ہے دو طریق سے جن پر اب سنت
کے فقهاء، اپنی حدیث اور رفسین کااتفاق ہے۔
پہلا طریق یہ ہے کہ مردہ اپنی زندگی میں اس غل کا
باعث بنا ہو۔ وسر اطریق یہ ہے کہ زندہ مسلمان
اس کے حق میں دعا ادا درستغفا کر دیں یا بعد قدر
خیرات کر دیں یا حج کر دیں۔ گواں میں یہ اختلاف
ہے کہ مردہ کو ثواب الی خرچ کرنے کا میں گا یا
ہمیں عمل کا ثواب ہو گا۔ جہوڑا ہمیں علم کے نزدیک
خود نیک عمل کا ثواب ملتا ہے اور بعض خفیہ کے
نزدیک نیک عمل پر مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا
ہے۔ بھر ان کا اس میں اختلاف ہے کہ بعین جملہ
شیخ نماز زونہ، تلاوت قرآن اور ذکرِ الہی کا
ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو امام احمد بن حنبل اور
جمہور سلف کا یہ ذہب ہے کہ یہ بھی پہنچتا ہے۔

بالاتفاق اخذ برداستحسن
المعاملة معهم باعتقاد الشیخ
فیہما لانہ من اکابر مشايخہم فالمذکور
لعلهم یرجعون الى الحق وھا انا
اذکر ما قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ
فی کتاب المرحوم قال واما المسألة
السادسة عشر وهي هل تنتفع امرأ
الموقى بشيء من سعي الاحياء ام لا
فالجواب انهما تنتفع من سعي الاحياء
بامرین يجمع عليهما بين اهل السنة
من الفقهاء و اهل الحديث التفسير
احد هما ما تستحب اليه الميتة في
حياته والثانى دعاء المسلمين
له واستغفار لهم له والصلوة
والمجوع على نزع ما الدى يصل
من ثوابه هل هو ثواب الانفاق
او ثواب العمل فعند الجمهور بقول
ثواب العمل نفسه و عند بعض
الحنفيية انا يصل ثواب الانفاق
واختلفوا في العبادة البدنية
كالصوم والصلوة وقراءة القرآن
والذکر و مذہب الامام احمد
وجمهور السلف و عمولهما
وهو قول بعض اصحاب

اور یہی قول حضرت امام عظیم کے بھن خاگر دو کا بھی ہے۔ اور اس فتویٰ پر محمد بن سیفی کتاب کی روایت میں یوں تصریح موجود ہے کہ امام جعفرؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کوئی نیک عمل کرتا ہے مثلاً نماز۔ صدقة۔ غرات یا کوئی اور نیک عمل اور اس کا نصف حصہ اپنے باپ یا اپنی والد کے لئے مفرکرتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ وہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ بیت کو ہر چیز (از قسم صدقہ وغیرہ) پہنچتی ہے یہ بھی کہا کہ آیۃ الکرسی تین دفعہ اور قل ۖ اللہ احده ایک دفعہ پڑھوا اور یوں دعا میں کہو کیا اللہ احده ایک دفعہ پڑھوا اس کا ثواب اہل مقابر کو پہنچے۔ اس امر کا ثبوت کہ جس نیک کام کا مردہ خود باعث اپنی زندگی میں بن چکا ہے اُس سے اس کو فائدہ پہنچا ہے۔ یہ ہے کہ امام مسلمؓ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت لکھی ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انسان جب مرتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں۔ اُول صدقہ جاریہ دوم مفید علم سوم نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا گوار ہے۔ ان تین اعمال کا استثنائ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ عمل بھی اسی بیت کے ہیں کیونکہ وہی ان کا باعث نہ ہے اور سن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک

ابی حذیفة نص على هذہ الامام
احسن فی رسالتہ محمد بن سیفی المکحال
قال قیل لا بی عبد اللہ الرجبل
یعمل الشیء هن الخید من صلوة
او صدقة او فیروذ لکش فیجعل
نصف لا بیه ادراعہ قال ارجو
وقال المیت یصلی الیہ کل شیء
من صدقۃ او غیرہا و قال
ایضاً اقر ایۃ الکوسی ثلاث
مرات دقل هو اللہ احده و قل
اللهم ان فضله لا هل المقابر
خالد لیل على انتفاعہ بما نسبت
الیہ فی حیاته هامراً مسلم فی
صحیح من حدیث ابی هریرۃ
رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات
الاسنان انقطع عنہ عملہ الا من
ثلاث الا من صدقۃ جاریۃ
او عملہ ینتفع به او ولد صالح
ید عولہ غاستثناه هذہ الثلث
ہن عملہ یدل على اہمیتہ فانہ
هو الذی تستبیب الیہما و فی سنن
ابن ماجہ من حدیث ابی
ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کے نیک اعمال میں سے موت کے بعد اس کو یہ عمل پہنچے ہیں۔ اول جو اس نے پڑھایا اور پھیلایا۔ دوم نیک اولاد جسے اپنا جانشین بنائیا۔ سوم قرآن مجید جو دُنیا میں چھوڑ گیا۔ چہارم مسجد جو اس نے بنائی۔ پنجم سرائے جو مسافروں کے لئے تیا۔ کی ششم نہر جو اس نے کھُد وائی۔ یہ فہم صدقہ جو اپنی نندی میں بحالِ صحت الگ کر چکا ہے۔ یہ موت کے بعد اُسے پہنچے گا۔ مخفصر طور پر یہ ضمنون ختم ہوا اور یہ امر کہ جس حیز کا باعث وہ مردہ نہیں بنا اس کا ثواب یا نفع بھی اسے پہنچتا ہے تو اس کا ثبوت قرآن، حدیث، اجماع اور صہول شرع سے ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ جو مسلمان ہے مسلمانوں کے بعد دنیا میں آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں خوش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی خوش، جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں پسکھو خدا تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف کی ہے جو اپنے پہلوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور اجنبی امتہ محمدیہ سے ثابت ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے لئے دعا کرنے سے اسے فائدہ پہنچتا ہے۔ ادکتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو خلوصِ دل

قال رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ اَنَّمَا يَحْقِّقُ الْمُوْهَنُ مِنْ عَمَلِهِ وَحْسِنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَيْهِ اَعْلَمُ وَلَنْشُرَهُ اَوْ دُلُّ اَصْدَالِ الْحَاتِرَ كَذَا مَصْحَفًا دَرَثَهُ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بُشِّرَتْ بِهِ لَابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ اَوْ هَرَكَ رَكَاهُ اَوْ صَدَقَةً اخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صَحَّةِ وَجْهِهِ تَلْحِقُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ۔ اَنْتَقَى مَخْتَصِرًا وَاللَّهُ لَيْلَ عَلَى اِنْتِفَاعِهِ بِغَيْرِ مَا تَسْتَبِّبُ فِيهِ اَلْقُرْآنُ وَالسَّنَّةُ وَالاجْمَاعُ وَ قَوْاعِدُ الشَّرْعِ اَمَا الْقُرْآنُ فَقُولُهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ اغْفِرْلَنَا وَلَا خَوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْاِيمَانِ فَاثْنَيْنِ اللَّهُ بِسْمِهِ اَعْلَمُهُمْ بِاسْتِغْفَارِهِمْ لِلْمُؤْمِنِينَ قَبْلَهُمْ وَقَدْ وُلِّ عَلَى اِنْتِفَاعِ الْمَيْتِ بِالدُّعَاءِ اَجْمَاعُ الْاَمَمَةِ عَلَى الدُّعَاءِ لِهِ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ وَفِي السَّنَنِ مِنْ حِدْيَتِ ابْنِ هُرَيْثَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اصْلَیْتُمْ عَلَى الْمَيْتِ فَاخْلُصُو الْوَالِدَ

سے اس کیلئے دعا کرو اور صحیح مسلم میں عوف بن اک سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھا۔ اس میں آپ نے میت کے لئے جود عافرمانی تھی میں نے یاد کر لی چنانچہ آپ فرمائے تھے کہ یا اللہ سے بخششے اور اس پر رحم کر اور اسے سلامتی دتے۔ اس کے قھوہ معاف کر۔ اپنے پاس عزت و آبرو کے ساتھ اسے فروکش کر اور اپنی بارگاہ میں اس کا داعلہ وسیع کر (ہتھی) (فصل صدقہ کا ثواب یہ چیز اس حدیث سے ثابت ہے جو حضرت فائزہ رضی اللہ عنہا سے صحیحین میں مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی ہاتھ ہوا اور کہا کہ میری ماں مر گئی ہے اور وصیت نہیں کر سکی۔ مجھے خیال ہے کہ اگر بول سکتی تو فرزد صدقہ کرتی۔ تو کیا میں اگر صدقہ کر دوں تو اس کو ثواب ملے گا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں فزور ملے گا۔ صحیح سجواری میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ کی ماں مر گئی اور وہ غیر حاضر تھا۔ پھر وہ حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میری ماں میری غیر حاضری میں مر گئی ہے تو اگر میں اس کی طرف سے دکیں بنکر صدقہ کروں تو کیا اسے کچھ فائدہ ہو گا۔ تو آپ نے فرمایا ہاں فائدہ ہو گا۔ پھر سعد نے کہا کہ آپ گواہ میں کہ میرا بارگاہ باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے اور یہی حدیث

الدعا و في صحيح مسلم من حدیث
عوف بن مالک قال صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم على جنائزه محفظة من
دعائة وهو يقول اللهم اغفره
وامرحمه واغفره واعف عنه واكرم
نزله واسع مدخله الى آخر الحديث
انه مختصر فصل واما دصول
ثواب الصدقة في الصحيحين
عن عائشة رضي الله عنها ان
رجلا اتى النبي صلی اللہ علیہ وسلم
وقال يا رسول الله ان اتي
افتلت نفسها ولم توص واظهرها
لو تكلمت تصدقت افهمها اجرها
ان تصدقت عنها قال نعم
وفي صحيح البخاري عن عبد الله بن
عباس رضي الله عنهم ان سعد بن
عبدة توفيت أمته وهو غائب
عنها فات النبي صلی اللہ علیہ وسلم
فقال يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
ان اتيت توفيت وانا غائب عنها
فنهل ينفعها ان تصدقت عنها
قال نعم قال فاني اشتهد لعنه
حابط المزاج صدقه عنها وفي
السنن وفي صحيح مسلم عن ابي هريرة
رضي الله عنه ان رجلا قال للنبي
صلی اللہ علیہ وسلم ان ابیهات وترک فمالا
لهم يوص فنهل يكفي عنه ان تصدق
عنها قال فنعم

یہی نہ ہے اور سند احمد میں بھی سعد بن جمادہ سے
سعايت ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں ام سعدؓ کی
بے تو آپ فرمائے کہ کس قسم کی خیرات اس کی فخر
سے فضل ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ پانی کی خیرات
فضل ہے۔ پھر اس نے ایک کنواں بنوایا اور
کہا کہ یہ کنواں میری ماں ام سعد کا ہے (انہی)
(فصل) رہزادہ کا ثواب پہنچنا تو اس کے
متعلق بھی صحیحین میں روایت ہے جو حضرت عائشہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
مرجانے اور اس کے ذمہ پر دزے باقی میں
تو اس کا دارث اس کی طرف سے روزے کجھے
اور بھی صحیحین میں ہی روایت ہے کہ ایک دن
حضرت علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری
ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے ورز
باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے قضا کروں
تو آپ نے فرمایا ہاں قضا کرو ایک روایت میں ہے
کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور کہنے لگی کہ میری ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ
پر زندگی کے روزے باقی ہیں تو کیا اس کی طرف سے
میں روزے رکھوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم پیغام
کرو کہ اگر اس کے ذمہ پر قرضہ ہوتا تو تو اسے ضرور دادا
کرتی۔ تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا یا
نہ ہوتا۔ کہنے لگی ہیں وہ تو ادا ہو جاتا۔ تو پھر
آپ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے روزے بھی

متدا احمد بن سعد بن عبادۃ
انہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد
ماتت فاتی العقدۃ افضل
قال الماء فخر بیرا دقائل هذہ
لام سعد۔ انہی فصل داما
وصول ثواب الصوم
فی الصیحین عن عائشة
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلی قال عن مات و علیہ
صیام صام عند ولیته و فی
الصیحین ایضاً عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما قال جاء رجل
الی التبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ ان امی ماتت
و علیہا صوم شہر افلاطونیہ
عنہما قال نعم و فی رسایة
جائعت امراءہ الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
یا رسول اللہ ان امی ماتت
و علیہا صوم نذر افاصوم
عنہما قال افرأیت لوکان
علی امک دین فقصیدتہ انکان
یععی ذلک عنہما قالت نعم
قال فصومی عن امک و هذہ

رکھ دی لفظ بطور تعلیق کے صرف بخاری میں ہی (انہی)
 (فصل) ہٹا وابح کا پہنچا۔ تو اس سے متعلق
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح
 میں موجود ہے کہ قبیلہ حُبیبة کی ایک عورت نبھا کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خنزہوئی اور کہنے لگی
 کہ میری ماں نے نذر ماتی تھی کسح کر دنگی گردہ حج
 نہیں کر سکی اور مگر کی تو کیا میں اس کی طرف سے حج
 کروں؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی طرف سے حج کر پڑھ
 فرمایا کہ تم خود سمجھو کو اگر پیری ماں پر قرعہ ہوتا تو تو
 اس کی طرف سے ضرور ادا کرنی۔ اس نے خدا کا فرض
 بھی ادا کر دی۔ کیونکہ اس کا فرضہ ادا کرنا تو سب سے زیادہ
 ضروری ہے جبکہ ابن عباسؓ سے یہی روایت
 ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سوال کیا تھا اپنے بیٹی کے متعلق کہ وہ مر گیا ہے
 اور حج نہیں کر سکتا۔ تو آپ نے فرمایا تو پھر تم اس
 کی طرف سے حج کرو (انہی مختصر) اس کے بعد شیخ
 موصوف فرماتے ہیں کہ عام مسلمانوں کا اس امر پر
 اجماع اور تفاق ہے کہ میت کا فرضہ بعد میں ادا
 کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ادا کرنے والا
 کوئی بیٹا نہ ہو یا اس کے مال متروکہ سے بھی ادا نہ
 کیا جائے۔ اور حدیث قمادہ کی اس کا ثبوت دیتی
 ہے کہ اس نے ایک میت کی طرف سے ڈو دینار کی
 ضمانت دی تھی اور جب ادا کر دیئے تو حضور علیہ السلام
 نے فرمایا کہ اب تو نے اس کے جسم کو ٹھنڈا کیا ہے اب

اللفظ للبخاری وحدة تعليقا
 انہی مختصر فصل داما
 وصول ثواب الحج فی صحيح
 البخاری عن ابن عباس
 رضی اللہ عنہما ان امرۃ من
 جھینہ جاءت الى النبي صلی اللہ
 علیہ وسلم فقالت ان اتی نذرت
 ان قح فلم قبح حتى ماتت
 افا حج عنہما قال حجی عنہما امرۃ
 لوکان على امتك دین اکنت
 قاضیۃ اقضوا اللہ فالله
 الحق بالقصاص وسردی ایضا
 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
 ان امرۃ سالت التبی صلی اللہ
 علیہ وسلم عن ابہنہمات ولبر
 بمحج قال حجی عن امتك انہی مختصر
 ثم قال الشیخ واجمع المسلمين
 على ان قصناه الدین یسقطه
 من ذمة ولوکان من اجنبي
 او من غير ترکته قد دل عليه
 حدیث تزادۃ حيث ضمن
 الدینارین عن المیت فلما قصنا
 هما قال له النبي صلی اللہ علیہ
 وسلم الا ان بردت علیہ جلد ته

بھی تلاوت قرآن، تو اس کے متعلق بھی شیخ موصوف
نے اپنی تصنیف کتاب الردح کے آغاز میں سلسلہ
اول کہہ کر بیان کیا ہے کہ سلف صالحین کی
ایک جماعت سے روایت ہے کہ انہیں نے
مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ دفن کے وقت
ان کے پاس قرآن شریف پڑھا جائے۔ شیخ
عبد الحق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی
روایت ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ میری قبر کے
پاس سورہ بقرہ پڑھی جائے اور مجنونین میں سے
ایک حضرت علی بن عبد الرحمن بھی ہیں اور حضرت احمد
بن حنبل جب تک کہ آپ کو کسی صحابی کا عمل علوم
نہ تھا۔ اس کے منکر تھے۔ پھر آپ نے رجوع کر لیا
اور جناب خلال اپنی جامع میں یعنوان دیکر
کہ قبر کے پاس تلاوت قرآن جائز ہے لکھتے ہیں
کہ عباس بن محمد دروی نے ہمیں بتایا تھا کہ یحییٰ بن
معین نے ہمیں بتایا تھا کہ معاشر حلی نے کہا ہے
کہ عبد الرحمن بن علام بن حلاج اپنے باپ سے
روایت کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ جب
میں مر جاؤں تو مجھے کیوں کیوں رکھتے ہوئے یوں کہو
بسم اللہ علی سنت رسول اللہ۔ پھر کچھ پڑھی ذاللہ
جانا اور میرے سرٹنے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور
آخری آیات پڑھنا کیونکہ میں لے حضرت عبداللہ
بن عمر سے سنا ہوا ہے کہ آپ یوں کہا کرتے تھے
(انہی مختصر)، اس کے بعد کہ شیخ موصوف عقلی

وآماقرا، وَ الْقُرْآنَ فَقَالَ الشِّيْخُ
فَأَوْلَ كِتَابَ الرَّدْحِ فِي الْمَسَاجِدِ
الْأَوَّلِيِّ وَ قَدْ ذُكِرَ عَنْ جَمَاعَةِ هَرَبِ السَّلْفِ
أَنَّهُمْ أَوْ صَوَانْ يَعْرِفُونَ عَنْ قَبْرِهِ
وَقَتْ الدِّفْنِ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ رَوَى
أَنْ مُبِينَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ اَمْرَانَ يَقْرَأُ
هَنَدَ قَبْرَهُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَ مِنْ
رَأْيِيْ ذَلِكَ دَاعِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
وَ كَانَ الْإِمَامُ اَحْمَدُ يَنْكِرُ ذَلِكَ
وَ لَا حِيثُ لَمْ يَلْعَفْ فِيهِ اَثْرٌ
شَرِسْ جَعْدُ عَنْ ذَلِكَ وَ قَالَ
الْخَلَالُ فِي الْجَمَاعَةِ كِتَابَ الْقَرَاءَةِ
عَنْ قَبْرِهِ اَخْبَرْنَا الْعَبَاسُ
بْنُ حَمْدَ الدَّوْرِيِّ ثَنَا يَحْيَى
بْنُ مُعِينَ ثَنَا مُبِينُ الْحَلْبِيُّ
حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنُ بْنُ
الْعَلَاءِ بْنِ الْحَلَاجِ عَنْ اَبِيهِ
قَالَ قَالَ اَبِي اَذَا اَنَا مُتَّ
فَضَعْفُ فِي الْتَّحْدِ وَ قَلْ بِسْمِ اللَّهِ
وَ عَلَى سُنْنَتِ رَسُولِ اللَّهِ وَ سُنْنَتِ
عَلَيْهِ التَّرَابُ بَسْتَا وَ اَوْرَمَ عَنْ دَرَاسِيِّ
بِفَلَّتْخَةِ الْبَقَرَةِ وَ خَاتَمَهَا فَانِي سَمِعْتَ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ مِيقُولَ ذَلِكَ اِنْقَعْدِي
عَنْهُمْ ثُمَّ قَالَ الشِّيْخُ بَعْدَ اِيْرَادِ

اور تعالیٰ دلائل دے چکے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ صریحاً
 اس امر پر متفق ہیں کہ جب زندہ بیت کی طرف سے
 کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب بیت کو پہنچتا ہے
 اور عقل کا مقتصد بھی یہی ہے کہ گوئے ثواب عمل کرنے
 والے کا حق ہے مگر جب وہ اپنے مسلم بھائی کو
 بخش دیتا ہے تو کوئی مالنت نہیں ہوتی جبڑے
 کہ اس امر کی مالنت نہیں کہ اسکی زندگی میں
 اپنا کچھ مال تجشید یا اسکی موٹکے بعد اسکو مال کی
 ادائیگی سے بہری الزمه کر دے۔ خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دا کر دیا ہے کہ وہ اس
 کا ثواب بیت کو پہنچتا ہے حالانکہ وہ رفڑہ صرف
 نیک اہل و شرب اور نیت کا نام ہے اور نیت کا عمل
 صرف دل سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
 مطلع نہیں ہوتا اور پرروزہ کوئی محسوس کی کا عمل
 نہیں اور آنحضرت علیہ السلام نے یہ بھی بتا دیا ہے
 کہ قرآن قرآن کا ثواب بھی بطریق اولے پہنچتا ہے
 جو زبان کا عمل ہے ادا سے کان سنتے ہیں اور آنکہ
 دیکھتی ہے۔ اس کی دضاحت یہ ہے کہ رفڑہ صرف نیت
 ہے اور رفڑہ تکن اور سے اپنے نفس کی رونگٹے کا نام
 ہے۔ اندھا اسکا ثواب بیت کو پہنچتا ہے تو
 بخلاف قرآن قرآن کا ثواب کیوں نہ پہنچے گا جو ملائی
 نیت سے مرکب ہے بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت
 نہیں ہوتی لیس میت کو روزہ کے ثواب کے پہنچے
 میں اس امر کا اشارہ ہے کہ باقی اعمال کا ثواب بھی

الادلة انعقادية والنقدية و
 هذه النصوص متظا هر على
 وصول ثواب الاعمال الى الميت
 اذا عند الحى عنده هذا
 محض العياس فان التواب
 حق العامل فاذاده هبة لآخره
 المسلم لم يمنع من ذلك
 كما لم يمنع من هبة ماله
 في حياته وابأه له منه بعد موته
 وقد نبه النبي صلی اللہ علیہ
 وسلم بوصول ثواب الصوم
 الذي هو مجرد ترك ونية
 تقوم بالقلب لا يطلع عليه
 الا الله وليس بعمل الجوارح
 وعلى وصول ثواب القراءة
 التي هي عمل بالسان تسمعه
 الا ذن وتراة الدين بطرق
 لا ولی۔ ويوضح ان الصوم نية
 حسنة وكف النفس عن المغطرة
 وقد أصل الله ثوابه الى الميت
 فليكت بالقراءة التي هي عمل و
 نية بل لا تفتقر الى النية فوصول
 ثواب الصوم الى الميت فيه تنبيه
 على وصول سائر الاعمال

بیت کو پہنچتا ہے۔ اب عبادات دو قسم میں ملی اور بیٹی اور تیسری ان کے مرکب کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے ثواب صدقة کے پہنچنے میں باقی عبادات مالیہ کے پہنچنے پر اشارہ کر دیا ہے اور فدہ کے ثواب پہنچنے میں آپ نے اشارہ کیا ہے کہ تمام عبادات بذینہ کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور آپ نے حج کے ثواب پہنچنے کی بھی خبر دی ہے جو عبادات مالی اور بیٹی سے مرکب ہے پس تینوں قسم کا، یعنی ثواب نعم اور قیاس شرعی سے ثابت ہوگا۔

و باللہ التوفیق۔

پھر شیخ موصوف لکھتے ہیں کہ مخالفین کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا، وہی فرمایا کہ تم کو اسی کا بدلہ ملیگا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ انسانی نفس کے لئے وہ نیک عمل کام آئیگا جو اس نے کمایا ہوگا۔ اور اس پر اس بدعملی کا بوجہ پڑیگا۔ جو نفس پر دری کے لئے اس نے کمائی ہوگی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان مرتا ہے تو اس کے عمل بند ہو جاتے ہیں۔ سو ائے تین صورت کے کہ صدقة جاریہ ہو جو اس کے نام پر چلتا ہے یا اولاد نیک ہو جاؤ سے نیک دعا دے یا مفید تعلیم ہو جس سے اس کے بعد لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ بہرحال حضور علیہ السلام نے وہ اعمال نافع تباہیں کہ جن میں بحالت حیات خود انسان کی بھی تو شکار کچھ دخل ہوا وہ جنہیں اس کا کچھ دخل نہیں۔ وہلی

العبادات فی مالیة و بدینیة وقد
الشروع بوصول ثواب الصدقة على
دخل ثواب سائر العبادات الماليۃ و
نیتہ بوصول ثواب الصوم على صبول
ثواب سائر العبادات البدینیۃ و
اخبر بوصول ثواب الحج
المرکب من الماليۃ و البدینیۃ
فالأنواع الثلاثة ثابتة
بالمعنى والاعتبار وبالله
ال توفيق۔

ثم قال الشیعه قال المانعون قال
الله تعالیٰ و ان لمیں للانسان الا
ما سقی و قال لا تخزنون الاماكن
تعلوت و قال لها ما كسبت و عليه ما
ما أكتسبت وقد ثبت عن النبي
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
قَالَ إِذَا مَاتَ الْعَبْدُ انْقَطَعَ
عَلَيْهِ أَلَا مِنْ ثَلَاثَةِ صَدَقَةٍ
جَاءَ رِيَةً عَلَيْهِ أَوْ وَلَدَهُ مِلْكٌ
يَدْعُولُهُ أَوْ عَلَيْهِ يَنْتَفِعُ بِهِ
مِنْ بَعْدِهِ فَأَخْبَرَاهُ أَنَّمَا
يَنْتَفِعُ بِمَا كَانَ تَسْبِيبُ إِلَيْهِ
فِي الْحَيَاةِ وَمَا لَمْ يَكُنْ
قَدْ تَسْبِيبٌ فَهُوَ مَنْقَطَعٌ عَنْهُ

خود رہنکے جائیں گے۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے انکے عقائد کے دلائل بیان کئے ہیں اور مجوہ زین ایصالِ ثواب پر انکے اعترافات لکھے ہیں پھر جو ایصالِ ثواب کے قائل ہیں انہوں نے مخالفین کو یہی خطاب کیا ہے کہ چوکچہ تم نے بیان کیا ہے۔ اس میں ایک دلیل بھی ایسی نہیں جو ہماری تحقیق کے مخالف ہو جو ہم نے کتاب و سنن اور اجماع سلف علمائیں اور شایع قیاس شریعہ سے پیش کی ہے کیونکہ یہ آیت کر لیں للانسان الاما معنی مفسرین کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ اس انسان سے کیا مراد ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے مراد کافر انسان ہے اور مومن انسان کیلئے اس کی اپنی کمائی بھی مفید ہے اور وہ کمائی بھی مفید ہے جو غیر کی طرف سے اس کیلئے کی جائے جیسا کہ پہلے گدر چکا ہے۔ ایک جماعت کی آیت ہے کہ یہ آیت پہلی شریعتوں کی خبر دیتی ہے۔ وہ نہ ہماری شریعت میں تو اپنی اوپر فیر کی کمائی دونوں ثابت ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ (لام بمعنی علی ہے اور) اس کا یعنی ہے کہ انسان کا نقصان اسی کی کمائی سے ہو گا غیر کی پہلی سے اسے نقصان نہیں پہنچا گی۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ اس مقام پر (ادمیتی لہ) مقدر ہے تو اس آیت یہ ہو گی کہ لیں للانسان الاما معنی ادمسیتی لہ، ایک فرقہ کہتا ہے کہ یہ آیت ہی فرمخ ہے اس آیت سے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکی اولاد ایمان لانے میں انکی تائیج ہے تو ہم انکی اولاد کو اُنہیں

شہذکو الشیخ دلائل عقیدہ
واعترافاتہم علی المجزئین
وقال اصحاب الوصول ليس
في شيء مما ذكرتم ما يعارض
أدلة الكتاب والسننة والتفاق
سلف الأمة ومقتضى قواعد
الشرع اما قوله تعالى وان
ليس للانسان الا ما سعى
فقد اختلفت طرق الناس
في المراد بالآية فقالت طائفة
المراد بالانسان هرمنا الكافر
واما المؤمن فله ما سعى
وماسعى له وقالت طائفة
الآية اخبرنا شریع من قبلنا
وقد دل شرعا على انه له
ما سعى وما سعى له وقالت
طائفة اللام بمعنى على اي و
ليس على للانسان الاما معنی
قالت طائفة فالكلام حذف
تقديره وان ليس للانسان
الاما معنی ادمسیتی لہ وقالت
طائفة اخرى الآية منسوقة بقوله
تعالی والذین اهنو واتبعو
ذرهم بالحياة الحقنا بهم ذریتهم

شامل کرنے کے اندیہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ اس سے
زندہ انسان ہے اور موت انسان مرد ہیں شیخ موصوف
فرماتے ہیں کہ پتام نباد میں آیت کے عالم نعمۃ کو بڑی طرح
بھاٹتی ہیں اسے ہمہ انکو پسند نہیں کرتے۔ پھر ایک اور
جماعت کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ جواب بالاعدا
بن عقیل کی طرف سے دیا گیا ہے چنانچہ اس نے کہا ہے کہ
بہتر جواب ہیرے نزدیک یہ ہے کہ انسان اپنی کوشش سے
اور اپنی قوم نے نیک سلوک سے دوست پیدا کر لیتا ہے
جسے پیاسا کرتا ہے بیوی سے نکاح کرتا ہے غیر سے مسلمانی
کرتا ہے۔ اور لوگوں سے دوستانہ گھنٹہ تھنا ہے تو لوگ
اپنے تم کرتے ہیں اور عبادات کا تحفہ دیتے ہیں تو یہ
سب اسی کی کوشش کا تیجہ ہو جاتا۔ کیونکہ حضور مولیٰ علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ انسان کی بہتر خواہ وہ ہے جو اپنی کوشش
سے کھاتے۔ ہس کی اہل و بھی اسی کی کمائی ہے مگر یہ
جواب نامکمل ہے اس لئے اسے تکمیل کی ضرورت ابھی
باتی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے ایمان سے دنہا رسول
کی اطاعت سے اپنے عمل کے علاوہ اپنے مُسْمِم جہا یوں
کے عمل سے بھی فائدہ اٹھا لیں کوشش کرتا ہے جیسا کہ
زنگی میں اپنے عمل کے بھوت ہوتے ہیں اپنے عمل سے فائدہ
اٹھاتا ہے کیونکہ مسلمان ایک دوسرے کے ایسے طلب سے
فادہ اٹھایا کرتے ہیں جس میں ملکر شرکی کارروں جیسے جہا
نما ناد اکرنا وغیرہ۔ پھر شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ مون کو
مسلمانوں کی جماعتیں دخل ہندا اور ان سے برادری

وہذا منقول عن ابن عباس
رضي الله عنهما و قال ث طائفه
آخر المراد بالانسان الحى دون
الميت . قال الشيخ رحمه الله تعالى
وهذه التاويلات كلها من
سوء التصرف في اللفظ العام .
ولهذا من بعد الشيخ ثم قال و
قال ث طائفه اخرى وهو جواب
ابي الوفاء بن عقيل تعال الجواب
الجيد عندى ان يقال هلا انسان
بسعيه و حسن عشرته اكتب لا
صدق اقام و اول اراداته نكح
الآخر و اجر و اسدى الحين و توده و
الي الناس فترجموا عليه واهد
له العبادات وكان ذلك اثر سعيه
كم ا قال صلى الله عليه وسلم ان اطيب
ما كله من كسبه و ان دلهم من كسبه
و هذا جواب متوسط اعتماج الى تما
فإن العبد بما يأبه و طاعته لله و رسوله
قد يحيى في انتقامه بعمل اخوان المؤمنين
مع عمله كما ينتفع بهم في الحياة
مع عمله فان المؤمنين ينتفع بعضهم
بعمل بعض في الاعمال التي يستركون فيها
كاملة في جماعة ثم قال فدخل المسمى

کا معاملہ قائم کرنا ہی ریک پر اس بہبہ ہے اس ہر کا
کہ ہر ایک مسلم کو اپنے بھائی کی طرف سے فائدہ سخچ
نہ نہ گی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔ پھر شیخ فرماتے
ہیں کہ انسان اپنے ایمان کی وجہ سے اپنے حق میں
دعائے خیر لینے کا باعث ہوتا ہے تو گویا یہ دعا بھی
ہی کی کوشش ہے۔ اس کی وضاحت اس سے
ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عبادت کو اس
امر کا سبب بنایا ہے کہ وہ عابد اپنے مسلم بھائیوں
کی دعا اور سعی سے فائدہ اٹھائے تو انسان جب
عبادت کرتا ہے تو وہ گویا اس سبکے پیاسا کرنے میں
کوشش کرتا ہے جس کے طفیل سے وہ فائدہ است
پہنچا یجا آتا ہے اس پر بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
فرمان بھی دلالت کرتا ہے جو اپنے محدثین عam
کو فرمایا تھا جبکہ اسکا باپ بجالتِ کفر مر گیا اور
اس نے اسکی طرف سے ایک غلام آزاد کیا کہ اگر وہ
تو حید کا قائل ہو جاتا تو یہ غلام آنکھ کیا سے مغید
پڑتا جو اس کی موت کے بعد اسکی طرف سے آزاد کیا
گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وہ سبب پیدا کرنا تو گویا
یہ سمجھا جاتا کہ وہ ایس کام کرتا تھا جو اسکو غلام
آزاد کرنے کا ثواب پہنچا دیتا۔ یہ طریق جواب بہت
لطفی اور خوبی ہے۔ اب وہ تمام حسنون مختصر طور
پر بیان ختم ہو گیا ہے جو شیخ ابن قیم جوزی نے
پڑی تصنیف کتاب الروح کے سو طوریں مسلمی
درج کیا ہے۔ ب۔ عبد الغنیف (مولف رسالہ فارما)

جملہ المسلمين فی عقد الاسلام من عظم
الاسباب فی وصول نفعہ كل من المسلمين
الى صاحبه فی الحیة و بعد
حیاته ثم قال فالعبد بما يعاني
قد تستتب الى وصول هذه العدة
اليه فكان له من سعيه يوم صبحه
ان الله سبحانه جعل الاعادة
سببا لانتفاع صاحبه بدعاه
اخوانه من المؤمنين و سعيهم
فاذ اتى به فقد سعى فالسبب
الذى يصل اليه ذلك وقد
سر على ذلك قول النبي
صلی الله علیہ وسلم لعمرو
بن العاص ان اباك لواقر
بالمتوحدين نفعه ذلك
عن العتق الذى فعل عنه
بعد موته فلو اتى بالسبب
لكان قد سعى في عمل يصل
اليه ثواب العتق و هذة
طريقة مطيبة حسنة جدا
نحو مذكرة الشیخ ابن القیم
الخوزریۃ فی كتاب الرؤوح
فالمشتملة السادسة عشر
لاختصار قال العبد الغنیف

کہتا ہے کہ اگر کسی سے یہ کہد و کہ تیرے پاں تو صرف دنیادی مال وہی ہے جس کے تم اب لگ ہو۔ مگر کسی نے ہمکرا سکے بعد اسے بہت مال دیا تو اس داقعہ سے تمہارا وہ پہلا کہنا غلط نہ ہو گا کہ تم صرف اتنے مال کے ہی مالک ہو جو تمہا پاس ہے (انہی) مُتَازِع فِيْهِ مَسْأَلٍ مِّنْ سَيْكَ مسْلَمَ بَشْرِيَّتِ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَامِيَّتِيَّہِ ایک جماعت کا قول ہے کہ جو شخص آپ پر بشر کے نفاذ استعمال کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ آئین حضو علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے کیونکہ کافر ہتک کرتے ہجت یہ نفاذ کہا کرتے تھے کہم آخر بشری ہو۔ ایک فرقہ کا قول ہے کہ آپ ہمارے جیسی ہمی بشر تھے کیونکہ آپ خدا نے حکم دیا ہے کہ آپ کہتیں کہ میں تو تمہارے جیسا ہی انسا اور ہمارے زرے کا آپ کا مرتبہ بڑے بھائی کے برابر ہے مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ سوچ سے ان بوئں نے مول کو بڑا بھائی بنانا ہے کیونکہ اگر اس بڑائی سے مراد پیدا رہا میں ہو تو امراء ہے تو ابوالہب کو زیادہ تحقیق ہے کہ انکا بھائی بن جائے کیونکہ وہ بھی علیہ السلام کی توہین پسے زمانہ میں ان سے تتفق ہو گذا ہے اور اگر بڑائی سے مراد مرتبہ کی ایسی ہے یا قرب الہی کی بڑائی مراد ہے تو ان کو حضو علیہ السلام کوئی بھی تناسب حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی مراد ہندی برادری ہے تو پھر بڑا بھائی کہنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تمام منہین چھوٹے بڑے بیکان بھائی ہیں۔ بہ حال ڈینو فرقہ افراد و تغیریط میں ہر ہے ہیں جتنی بات یہ ہے کہ

ان قلت لاحد ليس لك من الدنيا الا ما تملکه وجاء أحد اعطاه ما لا كثيراً فلابيعارض ما حصل له قوله ليس لك من الدنيا الا ما تملکه انتهى۔ و من تلك المسائل مسئلة البشرية لست بناس رسول الله صلى الله عليه عليه وسلم فقال قوم من اطلق البشرية على النبوة صلى الله عليه وسلم فقد كفرا لأن في هذا الاطلاق توهين للرسوون والكفار
تحما نوا يقولون اخا انت بشر و قال يوم هو بشر مثلنا لأن الله تعالى امره بقوله قل اخا انا بشر مثلكم ومنزلته هند نا بمنزلة تلاميذ الاعدية شعورى باى وجه سموه الاخ لا يبران كان مرادهم بالاكبرية التقدم في الزمان فقط فابوالله يا حق باخوه لهم لا تفاهم معه في تحريم النبي صلى الله عليه وسلم وان كانت الاكبرية بالموافقة والتعجب الى الله تعالى فاي معاشرة لهم به صلى الله عليه وسلم وان كان مرادهم اخوة الاسلام فما معنى الاكبر فاما المؤمنون الحرة ووقع اطلاق الفتان

اس سلسلہ کی تشریع یوں کی جائے کہ بشر اولاد آدم ملیہ السلام
کا نام ہے جس کے معنے انسان ہے۔ خدا نے آدمؐ کو جو شرکہ
ہے، چنانچہ خدا نے فرشتوں سے کہا تھا کہ نبی مسیح صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا کروں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجی آدم ملیہ
کی ہی اولاد ہیں اور حب باب پر بشر ہے تو عبیا بھی درد رشیبی
ہو گا مگر اس کے علاوہ بشر کے اور دعماق اور فرمائیں ہیں
ہیں جن کی وجہ سے وہ قرب الہی کے پہنچ پہنچا ہے اگر وہ یہاں
پہنچ گیا تو فرشتوں سے بھی فضل ہو گا اور اگر بارگاہ ہیں
وہ روئی کے گڑھوں میں گرگیا تو شیطان سے بھی نیادہ مول
ہو گا تو ان بھی ملسم سلام عوام اور جاریتی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم خصوصاً خدا کے فضل و کرم سے قرب الہی کے اعلیٰ درجات
پہنچ پہنچ چکے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ تو قاب قوسین اور اُ
کے تمام کم پہنچ ہوئے ہیں۔ کیونکہ خدا کا فضل آپ پر ہے تھا
ہا و جو دس قرب الہی کے پہنچ بھی آپ بشر اولاد انسان ہی
ہیں۔ آپ یہ بحث باقی ہے کہ قرآن شریف میں جو مذکورہ آتا ہے
اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی تحقیقت
میں اشتراک کی وجہ سے آپ کو دوسروں سے ساداً تعامل
ہے مگر پھر کی خصوصیات اور اعلیٰ صفات میں ان سے الگ
ہیں اور سعادت فی البشریہ کے لئے صرف ایک وصف بھی
کافی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ آپ باقی صفات کا میں بھی
دوسروں کے مساوی ہوں یا وہ آپ کے سادی ہوں جیسا کہ
تم یوں کہتے ہو کہ زید شیر ہے تو تمہارا مقصد و صرف یہ ہوتا ہے
کہ زید شیر کے ساتھ شجاعت میں سادی اور ثریکی ہے۔ باقی
صفات شیر میں شرکیت نہیں کیونکہ شیر وحشی جانور ہے اور یہ

فی الْفَرَاطِ وَالْمَقْرَبِ وَالْمَعْنَقِ أَنَّ فِي الْمَسْأَلَةِ
تَفْعِيلٌ قَالَ الْبَشَرُ إِنِّي لَا وَلَا ذَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِعِنْدِ الْإِنْسَانِ وَسَوْءَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِشَرَفِهِ
تَعَالَى إِنِّي خَاقَنٌ بَشَرٌ مِّنْ طِينٍ وَالْبَنْوَى صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِسْتَدِدٌ لِكَلَادَادِمْ فَإِذَا كَانَ الْأَبْ
بَشَرٌ لَا بَدَانٌ يَكُونُ الْوَلَدُ بَشَرًا كَمَا كَانَ الْبَشَرُ لَهُ
صَفَاتٌ وَخَصْوَصِيَّاتٌ إِنَّ ارْتِقَى إِلَى
دَرَجَاتِ الْقَرْبَى كَانَ افْعَلُ مِنَ الْمُنْذَكَةِ
وَإِنْ نَزَلَ إِلَى دَرَجَاتِ الْمُنْذَكَةِ كَانَ اغْرِيَ
مِنَ الشَّيَاطِينَ فَالْأَبْنِيَاءُ عَلَيْهِمُ الْعِلْمُ
وَالسَّلَامُ عَمَوْهَا وَسَيِّدُ نَارِ الرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَصْوَصِيَّاتِ بِغَفْلَةِ اللَّهِ
وَحْمَتَهُ إِلَى اقْعُدِ دَرَجَاتِ الْقَرْبَى الْمُكْرَبِينَ
حَتَّى كَانَ فِي دِقَامِ قَابِ قَوْسِينَ أَوْ دِلْجَنَّ
لَانْ فَعَلَ اللَّهُ كَانَ عَلَيْهِ عَظِيمًا وَمَعْذِلَةً
الْقَرْبَى هُنْ بَشَرٌ إِنْسَانٌ بِقِيَ الْكَلَمِ فِي الْمُثْلِيَّةِ
الْوَارِثَةِ فِي الْقُرْآنِ فَالْمُثْلِيَّةُ ثَابِتَةٌ لَا شَكَّرَ
النَّاسُ مَعْنَقٌ مَاهِيَّةُ الْبَشَرَيَّةِ وَلَا نَسَاءٌ
لَا فِي خَصْوَصِيَّاتِهِمَا وَصَفَاتِهِمَا وَكَفِيَ فِي
الْمُثْلِيَّةِ لِاشْتِراكِهِ فِي الصَّفَةِ الْوَاحِدَةِ وَ
لَا يَلْزَمُ لِاشْتِراكِهِ فِي جَمِيعِ الصَّفَاتِ فَإِنَّكَ
إِذَا قَلْتَ غَرِيدٌ مُثْلِدٌ لِلْأَسْدِ فَقَصُودَكَ
إِشْتِراكُ الزَّرِيدِ مَعَ لَا سَلْدَ صَفَةُ الشَّجَاعَةِ
فَعَطَ لَا فِي جَمِيعِ صَفَاتِ لِلْأَسْدِ لِغَرِيدِهِ وَالْأَنْدَلِ

انسان ہے ایک مشہود ضریب المثل میں خوب کہا گیا ہے کہ مصلی اللہ علیہ وسلم بشر تو میں مگر ماں بشر کی انسانیتیں ملکاپ یا قوت کی طرح ہیں کہ وہ بھی تھہر تو نہ تھا ہے مرے سے یادوت کہتے ہیں پھر نہیں کہتے مجھے مصلوم نہیں کہ یہ لوگ حضور علیہ السلام سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ بشریت ہی ایکی راست کی تصدیق اور آپ کے معجزات اور خرق عادات کی تصدیق کا سبب ہے کیونکہ انسان سے جب سمجھاتے صادق ہوں یا خرق عادات تو یہی تصدیق رسالت کا سبب بناتے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ فرشتوں سے صادق ہوں یا جن اور شیطان سے پیدا ہو تو کچھ تعجب نہ ہوگا کیونکہ خرق عادت فرشتوں اور شیاطین سے ایک سلاد رعادتی امر ہے بلکہ معجزہ اور خرق عادت کی حقیقت ہی انسان سے تعلق قائم کرنے کے ساتھ پیدا ہوا کرف ہے ردا و سرے انسان اپنی ملیکہ السلام کے بغیر ایسا کرنے سے عاجز ہو اکہتے ہیں اسی بناء پر معجزہ کو خرق عادت کا نام دیا گیا ہے یعنی معجزہ بنی آدم کی روزمرہ عادات کے خلاف ہوتا ہے۔ ورنہ یہ سب نہیں کہ وہ معجزہ فرشتوں یا شیاطین کی طاقت سے بھی باہر ہوتا ہے صوفی یہی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نوہ کیونکہ فتنے فرمایا ہے کہ اسے نوہ اتھارے ہوں اللہ کا نوہ ایسا یا ہے اور روشن کتاب (قرآن مجید) ہا ہے۔ ہستے ایکوڑتہ کہنا صحیح نہیں نہیں کہتا ہوں کہ یہ بزرگی تسلیم ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ نوہ ہیں مکنعد انبیت انسان اور شہر ہی کے لئے تعریف کا سبب نہیں ہے جبکہ وہ کشف بشری سے نکل کر صلی نورانیت کے بلند مراتب پر ترقی کر جائے اور ہب

انسان ولنعم ما قتيل فالمثل السائر
محمد صلى الله عليه وسلم بشر لا كالبشر بل
هو كالماقوت بين الجمر و مما ادرى لا ي
سبب بتفون البشرية عن صلی الله عليه
وسلم فلن البشرية هي سبب لتصديق
رسالته ومحزانة وخوارق عاداته فـ
المعجزات وخوارق العادات تصيب سببا
لتصديق دعوى الرسالة اذا صدرت
من البشر واما ان صدر من الملائكة او
من الجن والشياطين فاي غرابة فيه
فإن خوارق العادات من الملائكة و
الشياطين امر عادي بل مفهوم المعجزة
وخرق العادة يتصور بالنسبة الى
الانسان بان غير الابنياء عليهم الصلة
والسلام يعجزون عن الاتيان بمثله فلذا
سيجيئ المعجزة خرق العادة اي خرق
عادة بقى ادم لا خرق عادة الملائكة و
الشياطين قالوا اذن صلی الله عليه وسلم نوہ
لان الله سبحانه وتعالى قال يا ایها الناس
قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين قلنا
آمنا وسلمنا انه نور لكن العوراني تصرير
سببا للحمل اذا صدر بشر نور با تعقله
من كثافة البشرية الى معاملة
النور الا صلی اما غير البشر

نسن کے بغیر اگر کوئی دشمن افرشہ نورانیت سے مصروف ہو جائے تو اس کی تعریف شماہ نہ ہو گی کیونکہ نورانیت اس میں فطری ہوتی ہے۔ جتنیں حاصل شہریتی چنانچہ خدا غرما میں کہتم نہ جاند کو نور بنایا تو جاند نے تشریف مادہ سے نورانیت کی طرف ترقی نہیں کی بلکہ خدا نے اس سورہ پیدا کیا ہے تو اس کی نورانیت فطری ہو گی۔ جسیں کوئی تعریف مکمل نہ ہے اور نہ قابل قسمح پیدا ہوتی ہے خدا نے فرمایا ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اپنے نو کی رفہ آت کرتا ہے پس اسی بشریت و نفسانی کمودتوں سے صاف ہوا کہ ٹھیک تعریف و معص ہے اور بہت بُرا کمال ہے۔ مجھے اپنے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کیسے کمال کو تصریح کرے ہیں اور کس طرح مدع کہ متعجب ہے میں (ذہنی) مختلف فہرست میں سے غیر الشیک تعلیم بھی ہے جنہیں لوگوں کا خیال کر غیر الشیک تعلیم شرک ہے یا کفر ہے یا بدعت ہے۔ اس میں ان کی رہیں مختلف بیوں بولقد سالمہ اکہتھے اخدا اس امر کی توفیق دے جسے وہ پسند کر رہا ہے) رہیں اس رسالہ پہلے کئی سال ایک کتاب تصنیف کر لکھا ہوں جس کا نام ہے "الاصول" لاربعہ فی تدوید الہابیہ جس میں کثی بابیں اور ایک خاص باب میں عنوان سے مکمل ہے کہ "باب اول غرض ک تعلیم میں" اور وہ کتاب چیپ کر شائع بھی ہو چکی ہے اور جماعت مخالفین کے اہل علم کے باس پہنچ بھی چکی ہے کہ ہم مخالف کہتا ہے کہ غیر الشیک میں بُت اور مورتیاں بھی داخل ہیں اسلئے تم اُنکی بھی تعلیم کیا کر د۔ حال اللہ صحیح ہے کہ بُتوں کی تعلیم شرک ہے اور حوابیں نہیں کہتا ہو کہ میر نہیں کہتا

ان اتصف بالنور فالنور انتیۃ
فیہ طبیعتہ لا کسبیۃ قال اللہ تعالیٰ
والقر نور فالقر ما ارتقی من کثافة
المادیة الى التواریۃ بکسبہ بل
خلقه اللہ تعالیٰ نوراً فیکون نوراً نیتہ
طبعیۃ ولیس فیہ غرابة ومدح معتقد
به قال اللہ تعالیٰ مجددی اللہ لنوراً
من لیشاء فالبسم ربی الصفا فیہ من
الکدرات النفسانیۃ مذاخ و ایت
مذاخ و کمال ایت کمال والعجب من القوم
کیف نزعموا الکمال نقصاً والمذاخ ذم
انہی۔ وَمَنْ تَلَدَّتِ الْمَسَائلُ مَسْأَلَةٌ أَعْظَمُ
لغير الله تعالى قال قوم التعظیم لغير الله
شرک او کفر او بدعتہ علیه خلوا اراکم
قال المؤلف دفعہ ربہ لما یحب یوصی
انی افت کتابا قبل هذاباعوام ہمیۃ
بالاصول الاربعہ فی تدوید الہابیہ متوبہ
و فتحت فیہ بابا عنوانہ الباب
الاول فی جواز المتعظیم لغير الله تعالیٰ
و شاع الكتاب بعد الہبیہ ووصل
الی هن یدی علیمہ من جماعتہم فقال
خیروالله یدخل فیہ لاصنام والاذناث
و تعظیم الاصنام شرک۔
اقول عجیب لہ اذا ما قلت

کہ جمیع عباد اللہ قابل تعظیم ہیں تاکہ ہمیں بتے بھی شامل
ہوں کیا خدا تعالیٰ نے یوں نہیں کہا کہ انسان سرکشی
کرتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ خود مالدار ہے تو کیا تباہ
طیبہم السلام نوع انسانی میں داخل نہیں ہیں؟ اگر
ہیں تو ان پر سرکشی کا حکم کیسے صحیح ہو گا فدائے یہ
بھی کہا ہے کہ اے بنی آدم ہر سجدہ اور نماز کے وقت
اپنی زینت حاصل کرو تو کیا کفار بنی آدم میں داخل
نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ہر ایک نماز میں اُنکی زینت کیسے
ہو گی۔ غرضیکہ اس فسم کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں
چنانچہ یہ ایک اور مثال ہے کہ فدائے کہا ہے کہ انسان
بڑا کافر ہے جس سے مراد تمام انسان نہیں۔ اس سے
سو اور بھی کجھی ایک مثالیں ہیں پس اگر غیر اللہ کے عام
نفط میں بستے داخل ہیں تو انہیاً مخصوص بھی ہمیں
میں داخل کرنے پڑے ہیں اور کفار بھی انکے خیال ہیں بلکہ
صلوٰۃ ہوں گے تو جو حساب مددگار ہو گے وہی جواب ہم دیکھے
مگر ہاں بعض غیر اللہ وہ بھی ہیں جن کی تعظیم کا حکم خود
نے دیا ہے اسلئے انکی تعظیم واجب ہو گے۔ کیا فدائے
یہ نہیں کہا کہ جو خداوندی یا فدائیں کی تعظیم کرتا ہے تو
تعظیم انکے دل کے تقویٰ کی ملامت ہے کوہ صفا و
کوہ مروہ بھی اللہ کی یاد کا ہیں۔ چنانچہ صاف نفلوں میں
خدائے کہا ہے کہ بیٹھ کر صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں
جو کہ حرم مکہ کے قریب و وچھوئی چھوٹی پہاڑیاں ہیں
بھی کہا ہے کہ بُرے جائز را دونٹ اور گائے خدائے
تمہارے لیے اپنی یادگاریاں ہیں بزرگ فداء منی جی شعائر اللہ

جمعیم عباد اللہ حق یہ دخل فیہ الا صنم
اما قال تعالیٰ ان الانسات یعطی
ان دا ۱ استغفی اکا ددخل الابنیاء علمہم
السلام فذع الامسان وکیف یحکم
علیہم بالطعنان اما قال تعالیٰ یا
بھی ادم خذ و اسر ینتکم عن دکل مسجد
الا ددخل الكفاس فی بھی ادم وکیف یکون
من ینتکم عن دکل مسجد و امثال ذلك
کثیر ف القرآن کما ف قوله تعالیٰ قتل
الانسان ما اکفره و غيره ذلك فان
دخل الا صنم فی هوم غیر الله یدخل
الابنیاء المحسوسون فی الطعنان العذاب
فی المساجد بزعمہم فما کا د جوابهم
کان جوانبنا نعم بعض خبراء الله الذی
اصر الله بتعظیمہم یجب تعظیمہما
قال الله تعالیٰ و من یعظی شعائر الله
فانہا من تقوی القلوب و اصفاء
المردة من شعائر الله قال الله
تعالیٰ ان اصفاء المردة من
شعائر الله و هما جبلان بقرب
المرسم المکنی و قال تعالیٰ والبدن
جعلنا احالے کے و من شعائر
الله والمرد لفة و المغز
من شعائر الله قال الله

ہیں چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ مشرح رام امر و نعمتی
 میں اللہ کا ذکر کرو۔ ارے یہ تربتا و رسول خدا علی اللہ
 علیہ وسلم حجر سود کو کیا نہیں بوسہ دیا کرتے تھے؟ تو کیا
 بوسہ دینے میں تعظیم نہیں ہے؟ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے تو خود والدین کی تعظیم کا حکم دیا ہے، در خدا تعالیٰ
 نے بھی کہا ہے کہ اے انسان تو اپنے ماں باپ کو ان
 سے حجابت میں یہ بھی نہ کہو کہ (اُف) میں تمہارے کہنے
 سے بیزار ہوں بلکہ ان پر آواز نہ کسنا، ادمان سے بات
 کہنی ہو تو انسانیت سے کہنا بھر کہا کہ اے انسان میرا
 شکر کرو، باپ ماں باپ کا بھی مشکریہ ادا کر۔ اب بتاؤ کہ
 کیا ان دونوں آیتوں میں والدین کی تعظیم کا حکم نہیں؟ ہے
 بھی کہا ہے، قرآن مجید کو پاک بھی اتحاد لگائیں تو کیا
 میں قرآن کی تعظیم نہیں؟ پھر کہا کہ الشداد رسول اور
 مؤمنین کے لئے عزت ہے تو کیا اس آیت میں سُرُل اور
 مؤمنین کی تعظیم نہیں تباہی کی؟ پھر خدا تعالیٰ نے تھا
 کہ بنی اسرائیل کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور کوئی بات بھی
 سے کہنی ہو تو گستاخی سے اونچی آواز کیساتھ مت ہنبوبلہ
 کر تم ایک دمرے کو کہہ لیتے ہو۔ وہ تمہارے نیک علیل
 سہ سنبھالو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ کچھ سمجھا تو
 کیا اس آیت میں رسول خدا علیہ اللہ علیہ وسلم کی تعظیم
 نہ کہدی ہے؟ اس فقرہ کی اونچی تہیت آیات میں اور
 احادیث میں اس مضمون کے تعلق بہت ہیں بہیں اگر
 تم ذکر الحمد و الحلو ق کی تعظیم کا وجوب قبول کرتے ہو تو
 تمہارے اس قول کا کوئی مطلب نہ ہو گا کہ غیر اللہ کی تعظیم

تعالیٰ فاذکروا اللہ عند المشعر
 الحرام واما كان النبي صلى الله
 عليه وسلم يستلم الحجر الاسود
 ليس في الاعتلام معنى التعظيم و
 أمر النبي صلى الله عليه وسلم بتعظيم
 الوالدين قال الله تعالى في حقهما ولا
 تقل لهم اف ولا تهز هما وقل لهم
 قول لا كلاما و قال إن اشتكرني و
 لوالديكليس في الآياتين إلا من
 بتعظيمهم الوالدين قال الله تعالى لا
 يمسه إلا المطهر منليس فيه تعظيم العرش
 قال الله تعالى والله العزة ولرسوله
 للمؤمنين السيف الأية التعظيم للرسول
 وللمؤمنين قال الله تعالى لا تردضوا
 أصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا
 بالقول كلاما بعضاكم لم يعن ان تحيط
 اعمالكم وانتم لا تشعرون باليس
 في الآية التعظيم لرسول الله
 صلى الله عليه وسلم ا لم
 غير ذلك من الآيات والاحاديث
 في هذا الباب فان سلطنتكم
 وجوب التعظيم لشوكا ع
 المذاكرين فيما معنى قوله
 التعظيم لغير الله حرام

وَإِنْ أَنْكَرُوكُمْ فَنَّا مَعْنَى الْأَيَاتِ
 الْمَذَكُورَةِ وَمَا مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَ
 تَعْزِيزُهُ وَتَوْقِيرُهُ وَإِنْ أَصْرَرُوكُمْ عَلَى
 ضَلَالِكُمْ فَنَقُولُ حَجَاجًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 إِنَّ رَأْيَتِي مِنْ اتَّخِذَ اللَّهَ هُوَاهُ وَ
 اضْلَلَهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى مَعْرِفَةٍ وَ
 قَلْبَهُ وَجَعَلَ عَلَى بَعْرَةِ غَشَاوَةٍ فَنَّ
 يَهْدِي مِنْ بَعْدِ اللَّهِ فَإِذَا كَانَتِ الْأُمَّةُ
 وَالْجَمَائِلُ وَالدُّوَابُ وَاجِبُ التَّعْظِيمِ
 بِحُكْمِ الْقُرْآنِ فَلَامَشَكَ انْ اوْلَيَاءُ
 اللَّهِ تَعَالَى اَحْيَاءً وَاهْوَاتَاهُنَّ
 عِبَادُ اللَّهِ الْمُؤْمِنُينَ الصَّالِحُونَ كَلَامٌ
 وَاجِبُ التَّعْظِيمِ وَقَدْ مُرِّتَ مَا قَالَ
 اللَّهُ تَعَالَى وَلَلَّهِ الْعَزَّةُ دَلَسُولَهُ
 وَلِلْمُؤْمِنِينَ الْيَسُرُ الْوَيْمَاءُ وَ
 الصَّلَوةُ دَخْلُكُمْ فِي زَمَرَةِ الْمُؤْمِنِينَ
 وَهُنَّ الَّذِي قَالَ نَّئِنْ سَرَجَعْنَا إِلَى
 الْمَدِينَةِ لِيَخْرُجَنَا لَا نَخْرُمُهَا الْأَذْلُ
 اَسْرَادُ وَاحْقَارُهُمْ مِنْ عَظَمَةِ اللَّهِ تَعَالَى
 فَرَأَى اللَّهُ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِ وَلَلَّهِ الْعَزَّةُ
 دَلَسُولَهُ دَلَسُولَهُ الْمُؤْمِنُونَ
 وَتَحْقِيقُهُمْ مِنْ عَظَمَةِ اللَّهِ تَعَالَى
 دَسِيدَنْ اَيْتَ فَرِيقَ
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ آمَاسِمَعَا

حِرَمٌ هُوَيْتَ هُوَيْتَ بِإِنْفِرْضَ اَرْقَمَ اَسْتَسْلِيمَ نَهِيْنَ كَرَتَهُ تَوَآپَ
 نَهِيْنَ آيَاتَ نَكْرَهُهُ بِالْاَكَامَطْلَبِ سَمْجَهَا دِيْنَ كَيْيَا هُوَيْتَ هُوَيْتَ اَوْرَ
 اَسْ آيَتَ كَامَطْلَبِ بِهِيْ بَتَادِيْنَ كَيْيَا هُوَيْتَ هُوَيْتَ دَهْ آيَتَ هُوَيْتَ
 هُوَيْتَ كَهْ تَمَ اَسْنَبَهُ بَنْيَهُ كَيْ عَزَّتْ دَتَوْقِيرَ كَيْلَكَهُ اوْلَمْرَمَهُ اَيْ
 هُوَيْتَ مَغْرَاهِيْ بِهِيْ اَهْتَهُ، هُوَيْتَ تَوْهِمَ تَهَارَهِ مَسْعَلَنَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ
 بِهِيْ دَبَّهُ دَبَّهُ كَيْيَا تَمَ اَيْيَهُ لَوْكَ نَهِيْنَ بِسَكَهُهُ هُوَيْتَ هُوَيْتَ
 هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ
 هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ
 جَانُورِبِيِّ قَرَآنِيِّ حَكْمَ سَهُ دَاجِبَتَعْظِيمَهُ بِهِيْرَهُ
 تَوَاهِيْ مِنْ كُوئِيِّ شَبَهَ نَهِيْنَ كَهْ اوْلَيَا مَزْنَهُ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ
 دَهْ سَارَهُ خَدَاهُ کَيْ نِيكَهُ اِيْمَانَهُ بَندَهُ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ هُوَيْتَ
 دَاجِبَتَعْظِيمَهُ مِنْ جَنَانِجَنَچَهَ مِنْ سَهِلَهُ يَآيَتَ كَهُهُ جَنَکَا هُوَيْتَ
 كَهْ مَزْنَتَ اَسْكَهُ بَهْ اوْرُسَ کَهُهُ رَسُولَ کَيْ اوْرُسُ کَهُهُ کَهُهُ
 مَانَنَهُ وَالْوَنَهُ کَيْ تَوْكِيَا اوْلَيَا مَالَهُ دَصْلَهُهُ اوْرُسُنَهُ
 کَيْ جَمَاعَتَهُ مِنْ دَأْخَلَهُ؟ بَحْلَاهُ بَتَادُهُ کَسَنَهُ کَيْ کَهُهُ
 تَحَاكَهُ اَكَرَهُهُ بَهْ مِنْ دَهْ اَسْنَنَهُ کَيْنَهُ کَيْ تَوْسِعَهُ عَزَّتْ لِلَّهِ
 کَوْهَايَهُ نَهِيْنَ دَبَّيَگَا؟ بَهْ بَتَادُهُ، يَهْ مَنَافِعُونَ نَهِيْنَ
 کَهَايَهُ اَدَرَوْهُ اَسْ سَهُ بَهْ سَهُلَ عَلَيْهِ سَلَامَ کَيْ تَوْهِنَ پَاهَتَهُ
 تَهُهُ جَسَنَهُ کَهْ دَخَلَهُ دَاجِبَتَعْظِيمَ قَرَارَ دَيَا تَهَا. سَلَئَهُ خَدَاهُ
 نَهِيْنَ اَنْکَيْ تَهِيْهُ مِنْ کَهَا کَهُهُ عَزَّتْ تَوَالَهُ دَرَسُولَ کَيْ بَهْ اَهْ
 مَهِيْنَ بِهِيْ ذَهَبَهُ مِنْ اَبَدُ کَمْجَهُنَ کَوْنَهُ کَلَتَهُ هُوَيْتَ
 پَجَعَ بَتَادُهُ جَسَنَهُ کَهْ دَخَلَ دَاجِبَتَعْظِيمَهُ بِهِيْرَهُ هُوَيْتَ هُوَيْتَ

کس سلام کا کام ہے۔ کیا تم مخالفین نے رسول علیہ السلام
کا یہ حکم مجھی نہیں سنا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
لڑائی سے واپس آئے تھے تو آپ نے انسداد سے کہا تھا کہ پتے
صداد کا کھڑے ہو کر استقبال کرو تو یہ قیام تعظیمی تھا۔ اگر تو
سوال کیا جاتے کہ یہ حکم اس لئے تھا کہ آپ بیان کرنے تک گھوڑے
سے آپ کو ہارہم آتا رہیں۔ درستہ تعظیم کے لئے یہ حکم نہ تھا تو
ہم کہیں کے کہ اس واقعہ کے متصل سلام اس کے
خلاف ہے۔ کیونکہ اگر حکم دے پرستے آتا رہا تو ادھیار کو
کہنا مناسب تھا کہ اسے فلاں آدمی انہو اور ان کو
محظوظ سے آتا رہے۔ یا یہ حکم ہوتا کہ اسے فلاں و فلاں
تم رونا انہو اور سعد کو محظوظ سے آتا رہے۔ مگر یہاں تو
جماعت کو فحاطہ کیا ہے اور سعد کو تیکھا ہے اور
یہ سید کا لفظ سعد رضی اللہ عنہ کے حق میں با فائز بند پکھاتا
ہے کہ آپ نے جو فرمایا تھا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے
ہو جاؤ۔ اس سے مراد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر تھی
پھر کیا مخالفین کو یہ معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام کے دیباں
میں صحابہ رضی اللہ عنہم یا یہ متواضع ہو کر بیٹھتے تھے کہ
گھریاں کے سر پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب خدا
جسے پا ہے۔ وہ راست کی بدایت کرے۔ مختلف فیہ
سائل میں سے سمع موقی کا مسئلہ بھی ہے۔ مخالف کہتے ہیں
ہیں کہ مردی نہیں سختہ اور ثابت یہ دیتے ہیں کہ فرنہ
حضرت علیہ السلام سے کہا ہے کہ آپ مردی کو نہیں ساختے
اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ ان مردوں کو نہیں سنائے
جو قبروں میں پڑے ہیں۔ اور یہم جا بھی یوں کہتے ہیں

تولہ صلی اللہ علیہ وسلم لے انصاصا
حین جاء معاذ بن معاذ رضی
الله عنہ قومو المسید کو فاجر
بالقیام تعظیمالہ فآن قتل الامر
بالقیام کان لنزوله عن الدابة
لانکاف مریضا فتنا سوق اکلام
یشید بخلاف ذلک لامة اسکان
المراد بالامر نزوله عن الدابة
فالمناسب ان يقول قدر ما فلان
دانزل سعد او قدر ما فلان و يا
فلان دانزل سعدا لكن الامر
بلغظا الجمجم ولغظا استید في
حقه رضي الله عنہ یناذی با على
افتبوت ان المراد بما مریقا المسید کو
التعظیم والتوقیر آما علموا ان
الصحابۃ رضی الله عنہم كانوا اخاخین
في مجلس الشریف کان على سر و سرہم
الطیر و ایشہ محمدی من بنی شاء الی صراط
مستقیم۔ و مر بتلك المسائل مثل
سماع الموقی قالوا الموقی لا يسمع
مستدلين بقوله تعالى انك
لا تسمع الموقی و قوله تعالى
وما انت بسمع من في القبور
قلنا المراد بالموقی ومن في القبور

کہ مردوں اور قبروں سے مراد بیہاں کفایت میں اور
سُننے سے مراد تصدیقی سننا ہے اور اس امر کا ثبوت
نہ بیہاں سُننے سے مراد تصدیقی سننا ہے یہ ہے کہ کفار
کے کافر میں بہا پن نہ تھا کہ حنود طیبہ السلام کا کلام وہی
سکتے۔ پس وہ اگرچہ بغاہر سنتے تھے بلکن تصدیقی سننے
سے محروم تھے۔ اسی محاورہ کے مقابلے ہے نمازی کا پول
کہنا کہ صلح اللہ من حمد، خدا اس کی بات ان لیتا ہے
جو اسکی تعریف کہا ہے۔ یہاں بھی تصدیقی سننا مراد،
اسی طرح یہ محاورہ بھی ہے کہ میں نے ہیر کو اپنی حاجت
روائی کئئے پکارا، مگر اس نے دیکھ لیا، یعنی ہیر کی
پکار کو منفوہ نہیں کیا۔ پس دونوں آیتوں میں مردوں کے
نہ سُننے کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ ان میں سماں محل کا
ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ بیہاں کفدر کو مردوں سے مساوی
نامہ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سُننے تھے اور وہ نہیں سننے تھے
تو یہ مساوات کہسے ہو گئی؟ تشبیہ تب ہی صحیح ہو گئی
کہ دونوں بغاہر سنتے تسلیم کئے جائیں تو حقیقت یہ ہے
کہ جس طرح کفار بغاہر سنتے ہیں تو مردے بھی بغاہر سنتے
ہیں مگر تصدیقی سننا دونوں میں نہیں کیونکہ کفار ایک کام
قلبی کی وجہ سے اس سے محروم ہیں اور مرد حصہ اس
اس لئے محروم ہیں کہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو گواہ
وہ بھی نہیں سنتے اب دونوں آیت کا نہیم ہے۔
کہ آپ تو ان کو نہیں سن سکتے۔ مگر خدا ان کو سادھا
بھیسا کر اشادہ ہے کہ آپ تو اسے ہبایت نہیں دے
سکتے جسے آپ پسند کریں بلکن خدا ہجھے چڑھے ہیں۔

الكافار والمراد من السماع
سماط قبول والدليل على ان المراد
من السماع سماع قبول ان الكافار
ما كان في اذائهم صهم حتى لا يسمعوا
كلامه على الله عليه وسلم فانهم ان
كما وافق معون في الظاهر لكنهم كانوا
محرومين من سمع القبول ومن هنا
الباهب قول المصلى صهم الله من حمد،
فإن المراد من السماع سماع قبول كما
يقلل ناديت الامير حاجت فما سمع
يعني ما سمعه بسم القبول فليس في
الأيتين دليل على عدم سماع الموق
بل فيه دليل على سماع الموق لأن
المشتبه وهو الكافار يسمعون فكيف
يشتبهون لا يسمعون فكما ان الكافار
يسمعون في الظاهر كذلك الموق يسمون
في الظاهر داما سماع القبول فالكافار
محرومون عند الارتكاب القلبى الموق
محرومون عنه لعدم قدرتهم على الجواب
فكان لهم ما سمعوا ومعنى الأيتين
انك لا تسمع الموق ولا تسمع من
في القبور انك لا تسمعهم بل الله تعالى
يسمعهم على حد قوله تعالى انك لا تهلك
من أحببت ولكن الله يهدى من يشاء

دے دیتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی تصریح بھی موجود ہے کہ خدا جسے چاہئے سنا دیتا ہے اور آپ اپلے قبور کو نہیں سنا سکتے۔ اب ہم اصل مسئلہ سماں موت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتھے ہیں کہ سُننا، دیکھنا، بولنا، حمل کرنا، پلانا اور تمام خود انفیادی فعل روح انسانی کا فرض ہیں کہ جب تک انسان زندہ رہے اس کی وجہ حواس اور بیردنی اعضا مکی امداد ملے۔ فرانسیس ہم پہنچائے اور موت کے بعد اس کا فرض ہے کہ بغیر امداد حواس اور بیردنی اعضا کے یہ سب کام کر سکے اس کو شالہ میندہ ہے کیونکہ سنید کی حالت میں تمام حواس عمل ہو جاتے ہیں، خواہ خطا ہری ہوں یا ہٹنی اور بیردنی اعضا بھی کام سے رہ جلتے ہیں مگر روح حسب دستور حلقتی ہے اور اتنی ہے، رجحتی ہے، بلوتی ہے جملہ کرنی ہے، لذیذ چیزوں سے لذت بھی اٹھاتی ہے اور موذی اشیاء سے تکلیف بھی پاتی ہے۔ پڑا بت ہوا کہ زندہ کی روح بحالیت نوم اگرچہ جسم میں متین ہے سب کچھ کر لیتی ہے تو مردہ کی روح جو جسمانی قیمت سے رہا ہو چکی ہے کیسے ان افعال پر قادر نہ ہوگی۔ جن پر کہ تعیین حسبانی قادر تھی۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ نیند موت کے پر امر ہے اور ارواح کفار کے جو دوزخ کے پیدغافلی میتھے ہیں وہ ان امور کے دریافت کرنے سے محروم رہتے ہیں اور اپنی بد عمل کے پیشواع میں مبتلا رہتے ہیں۔ اسی طرح گنة گناہ دن کی صیصیں بھی جنتیک کے غذا ان پر جنم نہیں کرتا۔ اپنے عذاب

و قد نعم فی القرآن ان اللہ سبیع من
یشاء و ما انت بمسمع هن فی القیو
مرا جعلنا الی لکلام فی اصل السماع
فمن قول ان السماع والنظر والكلام
والبعشق والمشق و جمیع الاعمال
الارادیة وظیفۃ الروح بمعاونة
الحواس والجوارح هادام فی حالة الجبوبة
وبدون معاونة الحواس والجوارح بعد
الممات ومقدار ذالک حالة النوم
فإن النوم يعطى فيه الحواس ظاهره
والباطنة والجوارح من العمل والروح
يسکر وسمم وینظر وینتکل وینجاش
ویلمت بالمستلزمات ویأله بالمؤلمات
فاصدح الاحیاء مع جسمها فی البدن
تفعل جمیع ما ذکر فی النوم فارجوا
الاموات المطلقات من جسم البدن
كيف لا تقدر على ما تقدر
عليه فی حالة حبس البدن
فلذ اقیل النوم اخ الموت نعم
اسرداح الكفار المحبوسين
ف الدہم کات حرب دموں عن
الا دہم اکات مشغولون بنتاج
سوء اعمالہم و کذا الفساق
ان لم ير حرم ربهم

میں معروف و مبتلا رہتے ہیں متنازع فہرست
 میں سے ایک توسل کا مسئلہ بھی ہے کہ آیا اللہ کے
 نیک بندوں کی روحوں کا خواہ و مذنه ہوں یا
 مردہ خدا کی بارگاہیں دیے بنا جائے؟ اور اس
 مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ انسان خدا کو پکھائے
 اور بارگاہ الہی کے صالح بندوں میں سے کسی ایک
 کو اپنا دیلہ بنائے بثلاں کہے کہ یا التیری
 بارگاہ میں حضرت مسیح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بروح ببارک کا دیلہ لاتا ہوں۔ بایوں کہے کہ نبی
 شیخ کی روح کا دیلہ لاتا ہوں۔ یہ صورت بلاشبہ جائز
 ہے تمام امت محمدیہ کے نزدیک۔ ہاں اسکا وہ فنا
 ہے جس کے دل کو فدائے اذھار کیا ہوا ہے اور اس کے
 کام اور آنکھ پر فخر کردی ہے اور ہمیں خدائے تعالیٰ
 نے اس آیت سے ہایت کا راستہ بتا دیا ہے کہ لوگوں
 جو ایمان لائے ہو، خدا کے مذاب سے ٹھہراو اور اس کی
 طرف دیلہ نجات طلب کرو۔ اس آیت میں دیلہ
 طلب کرنے سے پہلے یہ نفظ ہے کہ اللہ کے مذاب سے
 ڈرو۔ اس میں یہ اشادہ ہے کہ خدا کی مقدس بارگاہ
 میں دیلہ طلب کرنے پر شوق دلیا گیا ہے اور اسے
 واجب قرار دیا گیا ہے اور بہادر اللہ کے دیلہ پیش کرنے
 سے ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ دینا وی اکابر
 سے عموماً اپنی حاجت طلب کرنا یوں ہی ہوتا ہے کہ جتنے
 یا تھنہ کو دیلہ بنایا جائے یا کسی متقرب کی سفارش
 پیش کی جائے جس کی عزت اُس بزرگ کے دل میں جو

وَمَنْ تَلِكَ الْمَسَائلُ مَسْأَلَةُ التَّوْسِلَةِ
 عَنْ اللَّهِ تَعَالَى بِالرَّوَاحِ الْعَلِيِّ
 حِنْ عِبَادَةُ أَحْيَا وَأَمْوَاتًا وَهَذِهِ
 الْمَسَائلُ لَهَا فَرَدْعُ الْفَرَعِ الْأَوَّلِ
 بَانِيَادِي سَرَبَّهُ وَيَتَوَسَّلُ
 بِرُوحِ الْصَّالِحِ مِنْ عِبَادَةِ الْمُقْرَبِ بِ
 لِبَابِهِ بِخُوبِ قَوْلَنَا التَّهَمَّهُ افِي تَوْسِلَةِ
 الْيَمِّ بِرُوحِ سَيِّدِنَا وَرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادِبِرُهُ لِشَيْخِ
 الْفَلَوْنِي وَهَذِهِ النَّوْعُ جَائِزٌ لَا عِنْدَهُ
 عَلَيْهِ عَنْدَ كَافَةِ الْإِمَامَةِ الْمَرْجُوَةَ
 الْأَمْنِيْنِ أَعْنَى اللَّهُ قَلْبَهُ وَخَتَمَ عَلَى
 سَمْعِهِ دِبْرَهُ وَقَدْ هَدَى اللَّهُ
 تَعَالَى إِلَى هَذَا بِقَوْلِهِ بِاِيمَانِهِ الَّذِينَ
 اَمْنَوْا اَتَقْوَا اللَّهَ وَابْتَغُوا اِلِيَّهَ
 الْوَسِيلَةَ فَلِفَطْلِهِ اَتَقْوَا اللَّهَ قَبْلَ
 الْاَمْرِ بِاِبْتَغَاءِ الْوَسِيلَةِ تَشِيرُ إِلَى
 الْحَثْ وَاللَّزَوْمَ بِاِبْتَغَاءِ الْوَسِيلَةِ إِلَى
 حَضْرَةِ قَدِسَسَعَانِي وَتَعْلِيمِ الْاَدَبِ
 لِعِبَادَةِ بِتَقْدِيمِ الْوَسِيلَةِ لَا انْ طَلَبَ
 الْمَسْؤُلُ مِنْ اَكَا بِرِ الْوَقْتِ
 عَالِبًا لَا يَكُونُ بِدُونِ تَقْدِيمِ
 الْوَسِيلَةِ هُنَ الْمُهْدَى اِيَّاهُ وَشَفَاعَةُ
 سَقَرَابِ عَنْدَهُ كَذَلِكَ طَلَبُ

علیہ القياس عالمہ امیب خداہا دشاد کے بعد باریں
بھی اپنی حاجت طلب کرنا سوائے وسیلہ پیش کرنے کے
انکوئی نچتہ ذریعہ ملاش کرنے کے بغیر صحیح نہ ہوگا۔ اور
اس سختی لا پیداہ خدا کے درباریں بہترین تحفہ یہ ہے
کہ ارادات عباد انشو صاحبین کو وسیلہ بنایا جائے مگر
مخالف کہتے ہیں کہ جس وسیلہ پیش کرنے کا حکم قرآن
بجید ہیں ہے اس سے مراد صرف اعمال صاحب ہی کی
کسی کی شخصیت و سبلہ نہیں ہو سکتی اور ثبوت میں وہ
حدیث پیش کرتے ہیں کہ تین آدمی غار میں ہپس گئے
خنوں ملیلہ اسلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے
اعمال حسنہ کو پیش کر کے دعا مانگی تھی اور وہ وعاظہ
بھی ہو گئی تھی اور ہم جو اب کہتے ہیں کہ توسل جس طرح اعمال
سے جائز ہے۔ اسی طرح خدا کے نیک بندوں سے بھی
صحیح ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں
قہا پڑ گیا تھا تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ
سے توسل کیا تھا۔ درحقیقت کسی نیک بندے کا توسل
پیش کرنا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے نیک
مل پیش کئے جاتے ہیں۔ ورنہ ٹھا ہری جسم پیش نہیں
کیا جاتا تو اس لیے اذ شیخی توسل می توسل بالاعمال
بن چاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان خدا کے
نیک بندوں میں سے کسی ایک کی روح کو بچا رے اور
یہیں کہ کہ اے بیرے ماںک رسول تھا اصل اسلام
بیری فریاد رسی فرمائے یا نؤں کہے کہ اے بیرے آقا
نڈا شیخ بیری مد کر جئے۔ تو اس کی تشریع پوں ہے

المسئل من الملائكة العلام لا يصلح
لابتقديم الوسيلة و اوثق الذرا
واحسن الحمد يا الى الغنى المتعما
التوسل باسر و اهم الصالحين
من عباده قالوا التوسل الماموس
في القرآن اهنا يكذن بالاعمال
لا بالبدان مستدللين بحديث
الثلاثة الذين حبسوا في الغاء
قدنا كما يجوز التوسل بالاعمال
لذلك يجوز بالبدان كما
توسل سيدنا اغفار و ق
رضي الله عنه عام قحط المطر
بسيدنا العباس رضي الله عنه
وللان التوسل بالأشخاص
حقيقة هو التوسل بالاعمال
ذلك الشخص لا بجسمه
اظاهر فصادر التوسل
بالأشخاص توسل بالاعمال
الفرع الثاني من التوسل
بان ينادي الى سروح احد
من عباد الله الصالحين بان
يقول يا سيدى رسول الله
اغتنى او يا سيدى الشيخ
الفلاني اصدق ففيه تفصيل

کہ اگر اس کی مدد مجاہد ہے یعنی جب وہ نیک بندے کو پچاہتا ہے تو بخوبی طریق پر پچاہتا ہے۔ ورنہ وہ بھی جانتا ہے کہ خدا ہی دیتا ہے یا رہ کرتا ہے گمّ عرب صاحع دیمیان میں وسید ہے کیونکہ وہ ضدا کی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں اس امر کے لائق نہیں کہ خدا سے کوئی نانکی بات کہو تو یہ صوت جائز ہو گی کیونکہ اعمال کی بنیاد نیت پر ہوتی ہے اور انسان کو نیت کا چیل ملتا ہے خدا دینے والا ہے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا عظیّہ تقسیم کرنے والے ہیں اور یہ دستور چلا آیا ہے کہ فقیر اور محتاج تقسیم کر زیوں کے پاس اپنی ضرورت پڑی کیا کرتے ہیں اور اصل سننی کی خدمت میں پڑیں نہیں کرتے۔ اسی بحث سے ایک اور مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غائب کو پچاہنا صحیح ہے یا ناجائز، مخالف ہے یہ کہ ناجائز ہے کہ غائب کو پچاہنا مجاز ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے بلکہ ہم پوچھے ہیں کہ غائب کے نقطے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ آیا وہ آدنی بونظر سے غائب ہو یا دل سے غائب ہو؟ اگر تم نظر سے غائب مراد یتھے ہو تو خدا ہمیں نظر سے غائب ہے کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ خدا کو نظر دریافت نہیں کر سکتی اور وہ بندوں کی نظر کو دریافت کر لیتا ہے۔ تو کسی مخالف کو بھی یہ کہنا ہائے ہو کا کہ وہ کہتے اے اللہ "اگر مخالف کی مراد اس نقطے سے وہ غائب ہے جو دل سے پوشیدہ ہو تو خدا تعالیٰ توہ ایک کے قلب میں حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب نہیں ہوتا اور رسول خواصی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ایک مومن کے قلب میں

ان کا ن مراد القائل العقوبة عن عذابه
للعبد الصالح بطريق المحاجز ديعظم
ان المعطى والمانع ه هو الله تعالى و
والعبد المصالحه و مسيلة الى حضرة قدسه
ديعد نفسه احقر من ان ينماجي
ربه فذلك جائز لان الاعمال بالنيات
ولكل امر هي مأوى فالله تعالى هو
المعطى والتبيعي على الله عليه وسلم
هو القاسم وقد جررت العادة للعقلاء
والمحتجين باظها فقرهم للعاقدين
لا المعطى و يتفرع على هذا المبحث
مسئلة جواز نداء الغائب وعدم جوازه
قالوا لا يجوز نداء الغائب و من
اعتقد فقد اشرك بالله تعالى قلنا
ما مرادهم بالغائب الغائب من النظر
ام الغائب عن القلب فات كان ما اد
الغائب عن النظر فالله تعالى
غائب عن النظر قال الله تعالى
لا تدرس كه الا بتصادر وهو
يدرك الا بتصادر فلا يجوز لا حده
ان يقول يا الله و ان كان مرادهم
الغائب عن القلب فالله تعالى حضر
في قد بيكل حؤمن به وليس بغايب و
رسول الله عليه وسلم ايضا حاضر في قلب

حاضر ہوتے ہیں اور غائب نہیں ہوتے پس ہون چکا
 ہی کو پکارتا ہے جو اس کے دل میں حاضر ہوتا ہے اور
 دل کا حاضر نظر کے حاضر سے بلذات اور مرغوب تر ہوتا ہے
 تو کوئی ایسا غائب نہ رہا جس کو پکانا وہ ناجائز ہجت
 ہیں اور نحافین کا یہ کھا کر خدا توستا ہے مگر رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی پکار نہیں سنتے، قابل
 غود ہے۔ یہ مقام اس پر بحث کرنے کا نہیں اہم سلسلہ
 سماع معنی ہیں اس کی کچھ تفصیل گند بھی چکی ہے اگر
 بالفرض تسلیم بھی کیا جاوے کہ حضور علیہ السلام کسی کی
 پکار نہیں سنتے تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتا دکر یا رسول اللہ
 اعلیٰ کا فقرہ خدا سنتا ہے یا نہیں؟ وہ تو نامکن ہے
 کہ خدا نہ سنتے۔ تو چب وہ سنتا ہے کہ اس کا ایک بندہ
 اس کے میب اور بگنیدہ نبی علیہ السلام کو پکار دے،
 اور اس کے اس رسول علیہ السلام سے فرماد کر دے
 ہے جو مومنین پر کمال طور پر حمل ہے تو کیا خدا کا
 فضل یہ روانہ رکھیگا کہ اس کی مراد پیدی کرے۔ پس
 اگر تم اسے انتہ ہو تو ہمدا مطلب بھی بھی ہے۔ اگر
 لکھا کر تے ہو تو کوئی صحیح دلیل پیش کرو۔ دیکھو
 ایک حدیث ہیں آیا ہے جو امام بخاری نے اپنی کتاب
 میں درج کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے ہیں کہ
 حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ
 جو شخص ہیرے مقرب دوست سے عدادت کرے،
 میں اُسے رڑائی کا اعلان کروں گا۔ اور ہیری بائگا
 میں انسان کے لئے تقریب کا دستیہ اس ہے بڑھ کر

کل مؤمن بمردی پر بغاٹب فہو
 ینا دی الی من فی قلبہ و حاضر
 القلب اعلیٰ والحلی هر حاضر الفنظر
 فما بقی للغاٹب محل یعنی عنون
 الہد اعالمیہ داعاً قولہ هم
 فائلہ تعالیٰ یسمع والنبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کا یسمع ذفیہ بحث
 لیس هذلا محل نشرہ و فند
 سبق فی مسئلۃ سماع الموتی
 نبیز اهنه و لئن ستران النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کا یسمع
 نخقول فائلہ تعالیٰ یسمع قول المتعامل
 یا رسول اللہ اغثتو اوه ماسمع لا
 سبیل الی الثاني فاذ اسمع من عبدہ
 الہد ارجیب و صفتی و استغاثۃ
 بر سرہ الذی ہو بالمؤمنین رَدْف
 حَمِيمَ الْيَسِّرِ مَقْتَصِيَ كَرْمِهِ اَبْحَاجَ مَطْلُوَة
 فان قلت نعم فهو المطلوب ان قلت
 لا فعليك بالبرهان و ايمنا في الحديث
 الذا اخرجه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة
 ان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لي ولیتَا
 فقد آذنته بالحرب و ما
 تقرب الی عبدا بشی

نہیں کہ جو میرے فرائض ہیں ان کو وہ ادا کرے۔
 اسی طرح میرا بندہ کو اپنے سے میرا مقرب بنتا چلا جاتا
 ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں
 تو پھر میں خود اس کی قوت ساعت بن جاتا ہوں تو
 وہ میرے ذریعہ سے سنتا ہے اور اس کی بصارت
 بن جاتا ہوں تو وہ مجھ سے دیکھتا ہے اخن بتاؤ خدا
 کا بڑا مقرب اس کے جیسا کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے تو تابت ہٹاؤ کر حضور
 علیہ السلام خدا کی ساعت سے سنتے ہیں اور اسی کی
 بصارت سے دیکھتے ہیں تو پکارنے والا خواہ قریب ہو
 یا بعید، آپ اس کی پکار کیوں نہ سنیں گے؟ کیونکہ قرب
 و بعد کا فرق تمہارے متعلق ہوتا ہے جحضور علیہ السلام
 کے متعلق نہیں ہوتا۔ اس کا مشاہدہ وہ شخص کریکٹ ہے
 جس کی دونوں انکھوں میں نورِ الہی کا سرمه لگا ہوا ہو۔
 منازع فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ قبور انبیاء اور ائمما
 کی زیارت کا ہے۔ بخافین کہتے ہیں کہ زیارت
 قبور کے لئے سفر کرنا بادعت ہے۔ اگرچہ وہ قبر رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہو بعض کہتے ہیں وہ شرک
 ہے۔ بہ حال ان کا آپس میں بڑا اختلاف ہے مجھے معلوم
 نہیں ہوتا کہ وہ کیسے تمام ہمت محمدیہ کو مشرک بنانے کی
 جرأت کر لیتے ہیں جو ہمید رسالت سے لیکر اب تک پڑی
 آئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری
 امت گمراہی پتفق نہ ہوگی اور اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے
 اور یہ معلوم ہے کہ جو شخص کسی مومن کو یہ لفظ کہتے ہے فہر

احب الی حما افتراضتہ غلیہ کیا زوال
 العید پتقرب الی بالنوائل حتی
 الحبیتہ فاذا حبیتہ کنت سمع الذی
 یسمع به و بصر الذی یبصر به المحدث
 دایی اقرب الیه تعالیٰ من جنبیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ثم اذا صمع بسمع
 تعالیٰ و بصر بصره تعالیٰ فكيف
 لا یسمع من يناديہ من قریب او
 بعيد فان ذلك الغرب والبعد اغا
 هو باعتبارنا لا باعتباره صلی اللہ
 علیہ وسلم و هذَا مشاهدہ من اکتفیت
 عیناً بصیرتہ بالتوسر الالھی انتہی
 و هن تلک المسائل هشیة زیارة
 قبور الانبیاء والادیماء قالوا
 السفر لزیارة القبور و انکان
 قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بدعا و شرک باختلاف اقوالهم
 دعا دری کیف یحترمون علیہ شرک
 جمیع الامم من لدن نہ مرتدہ صلی
 اللہ علیہ وسلم الى هذَا الوقت و
 قد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لا یجتمع امّتی ملی الصنلالۃ
 و میں اللہ علی الجماعۃ و معلم ان
 هن قال لاخیر المؤمن یا کافر

تو ان دونوں میں سے ایک نہ وہ کفر لیکر مرتبا ہے وہی اللہ
اس سے قطع نظر کر کے کہ زیارت قبور کے متعلق کئی ایک
احادیث وارد ہیں اور اہل علم کے تحقیقی قول بھی موجود ہیں
ہم کہتے ہیں کہ کیا خدا نے پس نہیں کہا کہ اے ہی جن لوگوں
نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آ جاتے تو
اللہ سے معافی مانگتے اور آپ خدا کے رسول بھی ان کے لئے
مغفرت طلب کرتے تو وہ مزدوفدا کو مہربان اور قبول
کرنے والا پاتے۔ اب تم ہیاؤ کیا اس آیت میں خدا نے
رسول کی زندگی کی شرط لگائی ہے؟ جیسا کہ اس کی
تاویل کرتے ہو۔ یا یہ شرط لگائی ہے کہ آنے والادوام ہو یا
نzdیک جیسا کہ تمہارا اچھال ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ آیت
عام مفہوم رکھتی ہے۔ خواہ زندگی میں کھلی آئے یا آپ کی
وفات کے بعد۔ پھر وہ خواہ قریب ہو یا بعید قدم اور
موجودہ امت کا اتفاق ہے کہ زیارت قبور جائز ہے اور
قبور صلحی اور کی ترغیب دینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ زیارت
قبور میں میت کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے (کیونکہ اس
کے لئے دعا نے مغفرت کی جاتی ہے اور قرآن کا ثابت
دیا جاتا ہے اسی درجہ کو) اور زائر کو بھی فائدہ ہوتا
ہے کہ وہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور روت کی تیاری کرنا ہے
اور خدا کے نیک بندوں کی رویں ہار کا ہاں الہی ہیں اسکی
شفاعت کرتی ہیں۔ مگر جو کچھ جاہل ہوں جا کر کرتے ہیں
شلاق بر کو سجدہ کرنا یا اس کا طواف کرنا۔ تو وہ بہر حال ۱۰
ہوتا ہے اور اہل علم کا فرض ہے کہ ان کو آداب زیارت
کی تعلیم دیں اور اہل زیارت سے مخالفت نہ کریں۔ کیا

فقد باع به احد هما فالي الله المشتكى
فقط بعض المتصدقين بالآحاديث في باب
زيارة القبور و اقوال العلماء نقول
اما قال الله تعالى ولو انهم ذظموا
أنفسهم جاؤك فاستغفرونا اللهم
استغفر لهم الرسول لوجه الله
توا بآر حيما فهل قيد سبحانه تعالى
بحيئتهم في حال الحيوة كما اذ لوها و حل
قيد بحبيتهم من قریب او بعيداً كما فرر
بل هي عام الدلاله في حياته وبعد مماته
من قريب او بعيد اجمم ألا تقد بعجا
و حد بيته بجوانزه زيارة القبور و
ترغيب نرا با مرق قبور الصالحة فهى
زيارة القبور نفع للميت بالذعاء له
بالمعفرة واهداء تواب القراءة لعمد
ونفع للتراء بالتقدير والتهيئ للموت
و شفاعة اصحاب الصالحة في حق
تراثهم وكا عبرة بفعل بعض المجهل
من السجود لقبور الا ولقاء او
الطواف بالقبور فان كل منها
حرام واللازم على اهل
البصرة ان يعلمونهم
أدب الترمذية ولا يمنعون
من اصل الترمذية الا تزي

تم نہیں دیکھتے کہ جب نا بینا مسجد میں آ کر نماز پڑھتا ہے اور قبلہ مُرخ نہیں ہوتا۔ تو دیکھنے والے کا کیا فرض ہوتا ہے کہ اُسے بتائے اور اس کا رُخ قبّہ کی طرف کرے یا یہ فرض ہو گا کہ وہاں اسے نماز سے روک دیں۔ مگر ان کی یہ دلیل کہ حدیث ہیں ہے کہ تین مسجدوں کے بغیر کسی اور مقام کی طرف سوانح پر سفر نہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مساجد سے مخصوص ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کی بعض روایات میں مسجد کا نام لفظ موجود ہے۔ چنانچہ ہب پ نے فرمایا ہے کہ کسی مسجد کی طرف شمدھال یعنی سفر نہ کیا جائے سوئے تین مساجد کے اور تجھدت اور جہاد وغیرہ کی طرف سفر کرنا خود شرعاً شریف میں فرمایا گیا ہے جس کا امکان ہے ہرم ہوتا ہے کوئی نہیں کر سکتا۔ دیکھو خدا کا حکم ہے کہ مقام ابراهیم علیہ السلام کو اپنی نماز کی جگہ بناؤ اور مقام ابراهیم صاحبین کے آثار میں سبے۔ تو جب ایسے آثار صاحبین میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے تو ان کے مزارات سے تعلق نہیں امامت کے لئے کیا جمال ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے مزارات شریف نمازی کے قبلہ کی طرف نہ ہوں۔ سنانع فہر مسائل میں سے ایک مسئلہ شفاعت کا بھی ہے۔ بخاری و مسلم کہتے ہیں کہ شفاعت نامکن ہے کیونکہ شفاعت آسی صورت میں ہو سکتی کہ شافع ہو۔ یا خدا کا محبوب ہو اور یہ دونوں امر فدا کے پہاڑ محال ہیں۔ تیسری صورت شفاعت بالاذن کی ہے اور یہ گونجی شفاعت کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ تو

لوان ضریباً فاقد البعمر دخل مسجد
وصلى الى غير القبلة فالذریم على
أهل البصیرة ان یعلموا و یحولوا
وجهمه نحو القبلة او یمنعونه من الصلوة
اصل و اها استدلالهم بحدیث لا
تشد الرجال الا الى ثلاثة مساجد
فانه مخصوص بالمساجد كما ورد في
بعض روايات الحديث لفظ المسجد
بقوله عليه الصلوة والسلام لا
تشد الرجال الى مسجد الا الى
ثلاثة مساجد فان شد الرجال
الى التجارب والغروات و نحوها
اما موسى الشريم الشريف دلائل
الابحاذه الغبي قال الله تعالى ا د
امتحنوا ماقام ابراهيم مصلى و
مقام ابراهيم هن اثار اصحاب
فاذ كانت الا ثارها موسى بالصلوة
فيها فاظنك بضر احدهم الشريف
اذ المرتكن القبور محاذية القبلة
و هن ملك المسائل مسئلة الشفاعة
قالوا الشفاعة غير ممكنة فانها لا تكون
الابان يكون الشفيع و جيهما عند الله
تعالى او يكون محبوبا بالله تعالى دهن
عالي في حق الله تعالى والثانية الشفاعة

کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی نہ صیغہ گناہ پر اصرار کرنے والوں کے لئے ہوگی اور چند صیغہ گناہ دالوں پر خدا خود ہی رحم کر دے گا جبکہ تو یہ اور نہ امت ان کے ساتھ ہوگی۔ تو خدا بھی کسی سبکے بغیر ان کو معاف نہیں کر گیا بلکن جسے چاہے معاشر کر دیگا اور جسے چاہے گا شفاعت کی اجازت دیگا (ان کا عقیدہ یہاں ختم ہوا) مگر نہیں پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ وجیہ اور محظوظ کی شفاعت محال نہیں ہے خدا کے نزدیک بلکہ ضروری ہے نہ اس لئے کہ خدا شفیع سے ڈریگا اور نہ اس لئے کہ خدا اپنے محظوظ کو نار افر کرنے سے درد مند ہو گا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے محظوظ اور اپنے خاص بندوں پر خاص فضل و کرم کر گیا۔ (دوم) بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت بارگاہ الہی میں از روئے قرآن ثابت ہے اور آپ کی محبویت بھی ثابت ہے۔ ارشاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا و آخرت میں وجیہ ہیں اور مقربین بارگاہ الہی میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے کہ جو الزم مخالفین دیتے تھے۔ اس سے خدلنے آپ کو بڑی کردیا اور آپ خدا کے دربار میں دبیتے تھے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ اور مقرب بارگاہ و الہی ٹھیکرے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ واحق مذکور قال اللہ تعالیٰ وکان فضل اللہ علیکم علیهم و قال تعالیٰ

بلا ذن فمیکلا شفاعة لا تكون الا هل الكبار لا لمصرین على الصعائر
و بعض الصعائر ان قاتلها التوبة والندامة في محمد ربہ ولا يستطیع العفو بلا سبب فیاذن من يشاء
بشفاعته ويفسره برحمته اتهما عقیداً
اقول اولاً نسلم ان شفاعة المؤمن
والمحبوب عالان على الله تعالیٰ الحقيقة
من الشفیع ولا لام من عدم رضاء
محبوبه بل بحص و عنده وکره على
رسوله و خواص عباده و قاتلها
ثبتت وجاهة النبي صلی اللہ علیہ
و مسلم في حضرة ربہ الاعلى و
محبته له قال اللہ تعالیٰ في حق
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام و جهیما
فی الدنیا والآخرة و هو المقربین فقال
الله تعالیٰ في حق سیدنا موسیٰ علیہ السلام
فارعده اللہ عما قالوا و کان عند اللہ
وجیرها فاذکان سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
وسیدنا موسیٰ علیہ السلام وجیہین و
هن المقربین فسید ما رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ واحق
بذا لك قال اللہ تعالیٰ وکان
فضل اللہ علیکم علیهم و قال تعالیٰ

اپ فرمادیں کہ اے مونین اگر قم خدا کے محبوب بننا چاہئے ہو تو میری تابع داری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تم کو بھی اپنا محبوب بنالے گا۔ خیال کرد کہ جب تابع محبوبِ الہی ہوا تو تب وہ کیوں محبوبِ الہی نہ ہو گا۔ حالانکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا خطاب محبوبِ الہی ہے۔ تو جب تکی دجاءست خدا کے دربار میں ثابت ہے اور خدا کی محبت بھی ثابت ہے تو آپ کی شفاعت کے منظور ہونے میں کیا کسر باقی ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھے خاص طور پر شفاعت کرنے کا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عنقریب خدا آپ کو مقام محمود پر پہنچا دیجاتا۔ اور تمام مفسرین کا اس پر تفاہ ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت کبریٰ اور عالم شفاعت کا مرتبہ ہے۔ اب رہی شفاعت کی تیری قسم تو اس کے ستعلقہ ہم پوچھتے ہیں کہ شفاعت کا مطلب بھی ہے کہ کسی کے لئے استغفار اور مطلب مغفرت کی جائے اور یہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود اپنے انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا ہوا ہے کہ اپنی اپنی امت کے لئے خدا سے مغفرت طلب کریں۔ چنانچہ حسب الحکم خداوندی حضرت ابراہیم علیہ السلام دست بہ عاہو کر فرمتے ہیں کہ اے ہما۔ سے رب مجھے بخشن۔ میرے والدین بخشن اور مونین کو بخشن چس دن کہ حساب کا محکم قائم ہو گا۔

قُلْ أَنْكَنْتُمْ تَحْبُّونَ اللَّهَ فَإِذَا كَانَ الْتَّابُعُ لَهُ
يُحِبِّبُكُمْ اللَّهُ فَإِذَا كَانَ الْتَّابُعُ لَهُ
يُحِبُّهُ بِأَعْنَدِ اللَّهِ تَعَالَى إِفْلَاحٌ يَكُونُ
الْمُتَبَعُ مُحِبًّا بِأَعْنَدِ اللَّهِ تَعَالَى دَقَالَ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى حِلْمَهُ وَسَلَّمَ وَإِنَّا
حَبِيبَ اللَّهِ فَإِذَا ثَبَتَ دِجَاهَتَهُ
عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى دِجَاهَتَهُ
مُوْلَاهُ لَهُ فَإِنَّ مَالَعَ مِنْ قَبْولِ
شَفَاعَتَهُ دَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اعْطَيْتَ الشَّفَاعَةَ فَاللَّهُ
تَعَالَى عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ مِنْ رَاتِبِكَ
مَقَامًا حَمْوَدًا وَاجْمَعُ الْمُفَسِّرُونَ
بِأَنَّ الْمَرَادَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ هُوَ الشَّفَاعَةُ
الْكَبِيرُ رَجَعْنَا إِلَى الْقِسْمِ الْثَالِثِ
مِنَ الْمُشْفَاعَةِ فَقُولُ أَوْلَأَنَّ الْمُشْفَاعَةَ
وَظْلَبَ الْمَغْفِرَةَ لَا حَدُّهُ الشَّفَاعَةُ
وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى لِلنَّبِيِّ مَوْلَاهُ
عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
بِظْلَبِ الْمَغْفِرَةِ لَا مَهْمَهَهُ
قَالَ سَيِّدُنَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ
بَيْتَنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ رَبُّنَا
أَغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيْتَ وَ
لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ
الْحِسَابُ وَقَالَ سَيِّدُنَا

جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا اللہ تو ہی
ہمارا سرپست ہے ہماری مغفرت کراو رہ پر عمر کر
اور تو ہم مغفرت کرنے والوں سے بہتر ہے اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یا اللہ اگر
میری امت کو تو عذاب کرے تو کوئی چارہ نہیں۔
کیونکہ وہ تیرے بننے ہیں اور اگر تو ان کو عاف
کر دے تو یہ تیری شان کے شایان ہے کیونکہ تو
عزتِ حکومت کا ماکا ہے دیکھو آپ نے کن نرم
نفشوں میں مغفرت طلب کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے
نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد
کیا ہے کہ اپنی امت پر نماز جنازہ اور دعائے خیر
کر د کیونکہ آپ کی دعائے خیر ان کے لئے باعث
تسکین ہے پس یہی حکم امرا و ماذن بالشفاعة
ہے۔ پھر ارشاد ہے کہ جب انہوں نے اپنی جان
پر ظلم کیا ہے پس اگر آپ کے پاس آ جاتے۔
اور خدا نے معاافی مانگتے اور آپ بھی بھیثیت
رسول اللہ ہونے کے ان کے داسٹے معاافی مانگتے
تو وہ ضرور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ بڑا ہر بان اور
تو یہ قبول کرنے والا ہے پس انبیاء و ملیکیم السلام
کے استغفار کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنی امت کے
لئے شفاعت کریں۔ پھر انہوں نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا ہے کہ اپنی کوتا ہیوں کی
پردہ پوشی طلب کر د اور زن و مرد اہل ایمان
کے لئے مغفرت طلب کر د کیونکہ خدا تو تمہارے

موسیٰ علیہ السلام رانت
ولیستنا فاغفر لنا و ارحمنا
دانست خيرا الغافرین
وقال سيدنا عيسى علية السلام
ان تعذّبهم فائزهم عبادك
وان تغفر لهم فائزك انت
العزيز الحكيم فطلب لهم
المغفرة بالطفت الافتاظ
قد امر الله تعالى حبيبه بقوله
وصليل عليهم ان صلواتك
سكن لهم فهذا هو
الامر والا ذن بالشفاعة
وقال تعالى ولو انهم
اذ ظلموا افسرهم جاؤك
فاستغفر لهم و الله
استغفر لهم الرسول
لو جد والله توابا
رسحبيها - فهل
لاستغفار ارسل
معف الا الشفاعة
وقال تعالى
واستغفر لذنبك و
للمؤمنين والمؤمنات
والله يعلم

حرکات و سکنات سے خوب واقف ہے پس امر بالاستغفاری اذن بالشکاۃ ہے اور اذن بھی بڑے زور کا ہے۔ یکوں کہ امر کرنا اپنے دینے سے زیادہ زوردار ہوتا۔ سرف یہی نہیں بلکہ یہی دیکھو کخدانے ان مسلمانوں کی تعریف بھی کی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ جواہل ایمان بعد میں آئے وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ میں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخشے یا جو ہم پہلے ایمان لا پہنچیں پیر ارشاد ہے کہ اب بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا آپ کو اتنا دیکھا کہ آپ رحمتی ہو جائیں گے اور خدا کا وہ سچا ہے اسیں خدا فرم دے کی تجھاش نہیں کیونکہ اس نے خود کہا ہے کہ اللہ اپنے رسول سے وعدہ خلائقی نہیں کرتا۔ ہمی دعہ پڑھ دے کہتے ہوئے حضور مولیٰ اسلام نے فرمایا ہے (فضل ماضی) کے نظروں میں کچھی شفاعت کا عطیہ ہے یا جا پھر ہے جسم بھی پوچھتے ہیں کہ اسے اہل ایمان کیا تم اپنی نازیں یا دھانیں کی کرتے کہ یا اللہ مجھے بخشی، میرے والیں کو بخشی اور قیامت کے دن مسلمانوں کو بھی بخشی۔ اب بتاؤ تم کو دعا کے مغفرت بنتے کسی اجازت دی ہے کہ تم والیں اور مسلمانوں کیلئے دعا کے مغفرت کرتے ہو؟ یہ بھی بتاؤ کہ کیا یہی طلب بخوبت شرعاً ہے؟ پس اگر تم یوں کہو رہے ہیں اجازت بخشی سے تو ہم پوچھیں گے کہ یہ موسکا ہے کہ مکروہ شفاعت کی اجازت ہوتا کہ اہل ایمان کے لئے طلب بخوبت کریا اور خدا نے اپنے جیسا بگزیدہ نبھا اس طبق مسلم و اجازت بخشی؟ اگر تمہارے پاس کچھ مسافت ہے تو اسی دعویٰ کی کوئی دلیل پیش کر دے۔ بہ نکا یہ قول کا اہل کہا تو کیلئے شفاعت نہ ہوئی اور نہ ان کیلئے

متقلبکم و مثوا کم غلیم کلام بالاستغفار
الا الاذن بالشفاعة با وکد الوجوه
لان الامر وکد من الاذن بل مدحه
تعالى عن اعم المؤمنين بالاستغفار
الاخوان من المؤمنين بقوله تعالى و
الذين جاؤ امن بعدهم يعلومنا ربنا
اغفونا و لا خوانا الذين سبقوتنا
بالإيمان وقال تعالى و سوق يعطيك
مرتبك فترضي و وعد الله حق لا يمكن
الخلف ولن يخلف الله وعده رسوله
فاعمل بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم على
و قد يرتفع كالاعظیم الشفاعة
بلفظ المأْمُن و نقول لهم اما تقولون
فصلاحكم ربنا اغفر لك ولوالديك و
للمؤمنين يوم يقعهم الحساب فعن اذن
نكر في دعاء المغفرة للوالدين و
للمسؤلين اليسر هذا الدعاء شفاعة
فإن قلتم اذن لنا اشاروا فنقول
اذن الشارع بالشفاعة لكافة المؤمنين
ولورياذن لجبيبه و صدقته صلی اللہ
عليه وسلم هاتوا برهانکم
ان كنتم صادقين و آما
قولهم الشفاعة لا تكون
لاهل الکتاب اولا للمصريين

جو گناہ صیغہ پر مادوت کرتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہیے
 قل خنا پر بہتان اور زبردستی کا حکم ہے۔ کیا خدا نے یوں
 نہیں کہا کہ بیشک خدا تمام گناہ بخشد یتیہ۔ ہاں خدا تعالیٰ
 ہے گناہ نہیں بخشد یکار اسکا کسی کو شرک نہایا جائے اور اس
 کے بغیر جسے چلے، جو گناہ بھی ہوں سب بخشد یکار اور شرعاً
 کبھی قیامت کے دن وہی ہو گی جو تمام مخلوق کی ہوگی۔ اسی
 کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ اے بنی اسرائیل تعالیٰ عنتم
 آپ کو مقام محو پر پہنچا دیج کا اور یہ شفاعت کبریٰ ہاڑی نبی کلم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حصے میں ہے اور آپ سے محض جس
 پس مخالفین کا یکلام کہا ذنوبی کے بغیر کوئی شفاعت نہیں
 کر سکتا اور ان کا اس آیت سے دلیل پکڑنا کہ کون وہ ہے کہ بلا
 احانت خداوندی اللہ کے پاس کسی کی شفاعت کرے۔
 ہے دونوں صحیح بین اہمان میں ذرہ بھر شک نہیں مگر یہ یاد
 سمجھ کر ہمارے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن بخشادت
 ہو چکا ہوا ہے بلکہ اس سے بڑھ کار با شفاعة بھی ناہ ہو چکا ہے
 چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ آپ ان کے نئے دعائیں غیر کریں
 کیونکہ آپ کی دعائی خیر ان کے واسطے تسلیم ہے چنانچہ پس
 ٹھنڈا چکا ہے۔ یہی ارشاد ہے کہ نک و مرد اہل ایمان کے لئے
 آپ دعائی مغفرت کریں۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا ہے
 کہ مجھے شفاعت کبریٰ کا عطا ہے دیجا چکا ہے اور اس حدیث
 کے باقی اجزاء میں کہجھے پانچ عطا ہوئے ہیں اور مجھ
 سے پہلے کسی کو نہیں دیجئے۔ اول میرے رہبی کے میری
 امداد کی تھی ہے۔ دوم یہ کہ تمام سطح زمین میرے لئے وضو اور
 نہد کی جگہ مقرر کر دی گئی ہے۔ سوم فاص میجھے غیرت کا مال
 حلال

عَلَى الصَّاغِرِ فَذَلِكَ تَحْكُمُ دِيْنَهَا
 عَلَى اللَّهِ تَعَالَى أَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَإِنَّ اللَّهَ
 لَا يَغْفِرُ إِنْ يَشْرُكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ
 ذَلِكَ مِنْ لِيَشَاءُ وَالشَّفَاعَةُ الظَّنِيْ
 الَّتِي تَكُونُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِكَافِرَةِ الْعَلَمَ
 الْمُشَارِ عَلَيْهَا بِقُولَهِ تَعَالَى عَسَوْنَ
 وَبِعَثْتَ رَبِّكَ مَعَكَ مَحْمُودًا
 مَحْصُصًا بِسَبِيلِ نَاسِ سَوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَوْلُهُمْ لَا يَسْتَعْنُ اَحَدٌ
 اَلْأَبَادَنَهُ مَسْدِلِينَ بِقُولَهِ تَعَالَى
 مِنْ ذَا الَّذِي يُشْفَعُ عَنْدَهُ اَلْأَبَادَنَهُ
 صَحِيحٌ لَا شَكٌ فِيهِ وَقَدْ اَنْذَنَ اللَّهُ
 تَعَالَى لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِلِ اَمْرِكَ بِالشَّفَاعَةِ بِقُولَهِ تَعَالَى وَ
 صَلَّى عَلَيْهِمْ اَنْ صَلَوَاتُكَ سَكَنَ لَهُمْ
 وَقُولَهِ تَعَالَى وَاسْتَغْفِرَلِلْمُؤْمِنِينَ
 وَالْمُؤْمِنَاتِ كَمَا رَفَدَنَا قَالَ
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اعْطِيَتِ
 الشَّفَاعَةُ دَحْمَ الْمَدِيْنَةِ عَنْهُ
 خَمْسًا لَهُمْ يُعْطَهُمْ اَحَدٌ قَبْلِي
 نَصْرَتَ بِالرَّهْبَبِ وَجَعَلَتَ لَى الْأَرْضِ
 مَسْجِدًا وَطَهَوْرًا وَاحْلَتَ
 لَى الْغَنَامَ وَلَمْ يَحِلْ

کو دیا گیا ہے ورنہ مجھ سے پہلے کسی بی کو اسکا استعمال جائز تھا چنانچہ عام شفاعت کا حق دیا گیا ہے پنج یہ میں تمام مخلوقات کی طرف سول بنا کر جیا گیا ہوں (یہ حدیث بخاسی و سلطنتی ہے) مخالفین کا یہ قول کہ خدا تعالیٰ بل اس عافیتیں دے سکتا با مکمل غلط ہے اور ہم کہتے ہیں کہ پہلے تو یہ قول اُن عیسائیوں کے کلام سے ہبھی بُرھکر جو یہ چہنوں نے حضرت پیغمبر ﷺ سے کہا تھا کیا تیراب آسمان سے ہمارے یہ کہانا تاریخ سکتا ہے؟ کیونکہ عیسائیوں نے خدا کی قیمت میں شک پُر تھا سلسلہ نہوں نے سوالیہ فقرہ پیش کیا وہ ان لوگوں نے یقین کر رہا ہے کہ خدا کو قدرت ہی نہیں کہ اپنا حق بھی بڑا وجہ صاف کر دے۔ وہم یہ کہ بنہ ہ اپنا حق بناؤ جو معاشر سکتا ہے بلکہ صرف کرم اور بہرمانی سے صاف کر سکتا ہے اور ان سکنند دیکھ دا کو یہ طاقت نہیں۔ حالانکہ وہ جو چاہیے کرتے ہیں، اس سے کوئی چون وچرانہیں۔ دیکھو یہ اُن کی توجیہ کا میتوحہ ہے اور یہ پھر بھی تعبیر کا ثمرہ ہے نہیں نہیں بلکہ وہ گمراہ ہو گئے۔ یا اللہ تو ہمارے دل کو راہ راست سے نہ پھرایا بعد اس کے بُرے بُرے ہم کو سیدھی راہ دکھانی ہے۔ مختلف فیہ مسائل میں سے مر منشی اور میلاد نبوی کا مسئلہ بھی ہے جو مقرر یہ ادفات میں مٹاٹے جاتے ہیں۔ مخالفین کہتے ہیں یہ حرام ہیں بوجوہین وقت کے اور بجا اس میلاد فعل بیوہ سے مشاپہ ہیں مگر ہم کہتے ہیں راگر اصل حقیقت عرض کو من nouع ہیں متنی مساکین اور حاجتمندوں کو کھانا کھلانا تاریخصال ڈب

لاغد عقبی واعظیت الشفاعة
وبعثت للناس عاصمة متفق عليه۔
وآما قولهم لا يستطيع تعالى شانه
العفو بلا مسبب فنقول أولاً لهذه
القول أشنع من قول المضارى
هل يستطيع ربك أن ينزل علينا
مائدة تهن السماء لأن المضارى
تعود في الاستطاعة لجهاز ابلغ منه
هل وهو قادر على إيقنوا في عدم
الاستطاعة فقالوا لا يستطيع العفو
بل مسبب وثانياً إن العباء يستطيع
العفو بلا مسبب بل بجز الرحم والله
بسنانه و تعالى لا يستطيعه هو
تعالى فعال لما يريد لا يستغل عما
يفعل فعله يتبعه توحيدهم وأدبهم
مع ربهم بل نرا غواقاً زراع الله
فلو هم ربنا لا زرع قلوبنا بعد
أنحدريتنا. إنهمي و همن طلاق الماء
مسئلة الحرام المشاعم و مولد النبي صلى الله عليه
 وسلم في الأوقات المعلومة قالوا حرام
 بتعين الأوقات والمواليد بل يشبه
 فعل المعنود فقول إن منعو النفس إلا
 يعني افعلاً الطعام للمساكين وذوى
 الحاجة بنية تصال الثواب

ہو۔ تو یہ کچھ بھی ہو گی اور شرع کا خلاف ہو گا کیونکہ خدا نہ دخالت کرے گا۔ حکم دیتا ہے کہ سوالی اور غیر سوالی حاجت نہ دل کو کھانا لکھلا دے پسی فرمایا کہ جو مال ہم نے تکریہ یا ہے۔ ہس سے خرچ کرو اللہ کی ماہ میں مشیرہ اس کے کہ دو دن آئے جس میں زخیرہ فرد ہو گئی نہ دوست کام آئی کا اور تمہارے کسی دوست کی سفارت کام آئے گی۔ یہی فرمایا کہ جو کچھ تم اشکنی را ہیں خرچ کرتے ہو یا نہ رہیتے ہو خدا اسے جانتا ہے۔ یہی رشاد ہے کہ نماز بلا نافہ ادا کرو اور زکوٰۃ دیا رہو اور انہ کو قرض منہ دو اور جو خیرات تم پڑھ لئے پہلی جیجو گئے اسے فدا کے پہاڑ بہتر پاؤ گے اور اسہا ثواب بہت یاد کے۔ یہی فرمایا کہ مون کھانا کھلاتے ہیں سکینوں اور قبیلوں اور قبیلے یوں کو اگرچہ ان کو خود اس کھانے کی خواہ ہو۔ اگر مخالفین تعین و کی وجہ سے عرس کو حرام کہتے ہیں تو غلط ہے کیونکہ تعین وقت امور مباحہ الائمه ان الشارع عليه الرسل صلواتہ اللہ علیہ السلام امر اعلمه بصویں یوم عاشورہ و ۱۰ صفر صویوم ست من شوال و اخر بالتهجد فی اللیل و صلواتہ الائمه والضحی فی الاوقات المعيته و امسو بالعقيقة فی اليوم السابع من ولادة المولود و غيرها فی العین للامور المباحة اوقات معيته دال مقصود من تعین الایام للاعین اجتماع الناس عن النوافی بلا كلفة لا غير و ان سعوها لعدم ایصال الشوائب فدللت باطل عقولا و نقلأ و یعنی فی المقصود

فذا لك مکابرہ و مخالفۃ للشرع
قال الله تعالى واطعموا القائم
المعترد قال تعالى انفقوا مما رزقناكم
من قبل ان ياتي يوم لا بيع فيه ولا
خلة ولا شفاعة وقال تعالى وما نفقتم
هن نفقة ادنى من نذر من نذر فار الله
يعذر و قال تعالى واقيموا الصلوة و
اتوا الزکوة واقرءوا الله قرآن لنا
وما تقدمو لا نفسك من خير تجده و
عند الله هو خيرا واعظم اجر و قال
تعالى و يطعمون الطعام على جبهة
ويتھروا مسيرا و آن من عوها التعین
الاوقيات فتعین وقت لا يضرف
الامور لمباحۃ الائمه ان الشارع
عليه الرسل صلواتہ اللہ علیہ السلام امر اعلمه بصویں
یوم عاشورہ و ۱۰ صفر صویوم ست من شوال
و اخر بالتهجد فی اللیل و صلواتہ الائمه
والضحی فی الاوقات المعيته و امسو
بالعقيقة فی اليوم السابع من ولادة المولود
و غيرها فی العین للامور المباحة اوقات
معیته دال مقصود من تعین الایام للاعین
اجتماع الناس عن النوافی بلا كلفة
لا غير و ان سعوها لعدم ایصال الشوائب
فدللت باطل عقولا و نقلأ و یعنی فی المقصود

اس مقصد (الیحال ثواب) کیئے ام سعید کے کنوئیں کی صدیت کافی ہے کیونکہ غیر کے عمل کا ثواب ہبھپانا بھی حیات و موت و دونوں صورتوں میں جائز ہوتا ہے بلکہ اسکا حکم ہو چکا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ قدرت نہ ہوتا غیر سے حج کرنے میں شرعی حکم وارد ہے چنانچہ حضور علیہ السلام
جذبۃ الوداع میں مقام فردیت سے واپس تشریف لائی ہے تو ایک عورت نے بھی سوال کیا تھا اور مجalis میلاد نبی مسیح موعود ششکل میں خیر القرون کے وقت موجودہ تھیں جس میں شک نہیں کہ فعل مسخر ہے اور تمام اہل اسلام کا مشرق و مغرب میں معمول ہے سوائے فرقہ نجدیہ غیر مقلدین کے اور یہ ہمول ہے جس امر بیان کو مسلمان مسخر کر جیں وہ خدا کے نزدیک بھی مسخر قرار پاتا ہے اور مجلس میلاد نبی ہوتا ہے کہنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ذکر کر جاتی ہے یا آپ کی مدح میں خعر پڑھے جاتے ہیں اور محدث اشعار کا پڑھناستہ صحابہ ہے بلکہ سنت نبوی ہے کیونکہ وہ آپ سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت سے اپنے اشعار مدحیہ سنایا کرتے تھے اور کعب بن زؤیر سواد بن قارب وغیرہ سے بھی آپنے اشعار مدحیہ خیس لئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ذکر میلاد اور مدحیہ اشعار کا پڑھ منوع یا ہر اے اور فعل ہیو دے شخص خود براہے اور ائمہ درگاہ و نبوی ہے اب بھی معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہون سے ذکر میلاد کو منع کرتے ہیں اور مجalis میلاد کے علاوہ کہ نہ پیسا امور کو کیوں منع نہیں کرتے مثلاً مسافر خانوں کا بنانا یا ساجدہ کا سجناء میل بوجے سے یا قرآن مجید کو سہری ہر دن

حدیث بیلام سعد رضی خان احمد، ثواب العمل للغير حثاً و مقتضاها تزيل ما هو
بما لا ترى ان الجح عن الغير عند عدم
القدرة وره بدر الشرع كذا اهم الشارع
عليه الصلوة والسلام امرأة المسائلة
عند انصرافه من مرض لفترة عام حجة الوداع
اما المواليد بريئتها لكنها ميبة فانها
وان لم تكن في زمان خير القرن لكتنه
امر مستحسن، معمول كافة المسلمين شرعا
وعربا الا في الفرقة المحدثة الغير مقلدة
ومماراة المسلمين هنا فهو عند الله حسن
وليس في قراءة المواليد الامدح لبني
صلی اللہ علیہ وسلم وانشا وشعر وملح
صلی اللہ علیہ وسلم وقراءة ملح
سنة الاصحاب بل سنة النبي صلی اللہ علیہ وسلم
وسلی ماری ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم
كان يسمع الاستعلام المحدثة من حسان
بن ثابت وكعب بن زهير وسوا ابن قارب
وغيره فعن يقول ان قراءة المولود
محظوظ ادمي وفعل يشبه المهد فصو
بنفسه مذموم ومطرد واما درعه لاي
سبب بمنعون قراءة المولود ما يمنعون
الامور المستحبة غير المولود كبناء المباطل
ترميم المساجد بالنقوش وكتابات المقصى المزينة

سے لکھنا یا علم عقليہ رجھ کا تعلیم دینا یا عربی ملوم کی
مشائیر، نحو، فلسفہ، اریاضی وغیرہ یا زمانہ حال کے درج
بیان کا استعمال یا مختلف قسم کے محلے تناول کرنا جب
محل میں یہ سب مبلغ ہیں وہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتے
گرذ کریں بلکہ جیسی نبی کی مصلی اسلامیہ وسلم کی ولادت کا ذکر
ہوتا ہے یا معجزات اور خرق عادات بیان ہوتے ہیں جو
آنکی ولادات کے وقت رذخا ہوئے تھے تو اسے حرام یا بدعت
 بتاتے ہیں۔ شاید مانعت کی وجہ صرف یہی معلوم ہوگی کہ ہم
علیہ السلام سے اطمینان بحث کرتے ہیں اور یہ، خوب! آنے
سائل ہیں سے حضور علیہ السلام کے تصویر کا بھی مسئلہ ہے جو نماز
میں بلا اختیار آجائے ہے۔ بخالین کے ۱۲ کا قول ہے کہ نماز
میں حضور علیہ السلام کا خیال اک جانا نامی کھلنپے جانلوں کے
خیال سے بھی پڑتے ہے اس مقام پر اس نے یہی بتیریں
جالو کہ اُر کیا ہے۔ مگر من جرأت نہیں کر سکتا کہ اس میں بھجوں
کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم بسا کر کے مقابلہ پر
ادب کو بخوضاً و رکھتے ہوئے ذکر کروں۔ اور انکا یہ عقیدہ بتیریں
عقائد میں سے ہے۔ ایسے عقائد سخدا بچانے تعجب ہے کہ
پھر یہ حضور علیہ السلام کو خوب عالم بھی کہتے ہیں۔ مگر تم سوچو کہ جب
خوب عالم کا نکے نزد کی یہ حلل ہے تو وہ دمرے انہیاً و صافیاً
کا کیا حال ہو گا۔ جو آپ سے باہگاہ الہی میں کم درجہ پر خوب ہے
وہ بتائیں کہ جب وہ نماز میں داتخن اللہ اور اہم خلیل
پڑھتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تصویر کو کیا سمجھتے ہیں
یا جب کلئے اللہ موصیٰ تکلیفاً پڑھتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ
کے تصویر کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب حضرت موسیٰ علیہ

بالذهب تعلیم العلوم العقلیة
والعرفیة کا اعراف والمعنى والحكمة والرياضيات
ولبعض ثوابات وجرائم واجر وال وقت والكلاء والاطلاق
المتعلقة فكل ذلك مباح لا اعتراض عليه
لكن قراءة المولى الذي فيه ذكر ولا دلاة لبعض
صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر معجزاته و خواصی
عاداته عند ولادته حرام او بدرعه ولا ينظر
لمنه سبب الاجتہام له صلی اللہ علیہ وسلم
و هن مدلیل المسائل مسئلة تصویر صلی
الله علیہ وسلم في الصلوٰۃ قال امام اہم
تصویر علیہ الصلوٰۃ والسلام في الصلوٰۃ
اسوء من تصویر بہام الصعل و سموا
اخس انواع البہام وانا لا اقدر ذکر
ما سموا من البہام فمقابلة اسهم
الشرفیف تأدیباً وهذه العقیدۃ من اشتع
عقائدہم اعادنا اللہ تعالیٰ منہا دعہ
یسمونہ بغير العالد فذا کان هذاحلال
خر العالم فما ذا یکون حلہن کان ددونہ
فی القراءہ من الانباء واصح الحجیف و یکف
یتصویرون سیدنا الحنبل علیہ السلام
حین یقرؤن قوله تعالیٰ فی الصلوٰۃ و آخذ
الله ابراهیم خلیل و یکف یتصویرون
سیدنا موسیٰ علیہ السلام حین یقرؤن و کل
الله موسیٰ تکلیفاً و یکف یتصویرون سیدنا عیسیٰ

کے متعلق یہ آیت پڑھتے ہیں کہ کان و جسم اف الدنیا و
الآخرہ و من المقربین تو پہکے تصور کو کس قدر قمیت
میں جانتے ہیں۔ اپر ایکی صیحت یہ بھی ہے کہ سارا قرآن کے
حضور علیہ السلام کی تعریف سے پڑھئے اور آپ کی تعریف بیان کرنا
ہے یا آپ کا قربانی اور محبت الہی طاہر کریم ہے چنانچہ ارشاد
ہے کہ تم الشکی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو
جو رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے وہی خدا کی اطاعت کرتا ہے۔
آپؐ کہدیں کہ انہم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو یہی تبعیع
کرو اور یہی فرمایا کہ سببی ہم نے آپکو امت کا نگذرن حوالہ
مبشر اور نذیر ہیا کر رہی ہے اور خدا کی طرف بلا نیوال اور رونش
چراغ بنائیں مسحوت کیا جائے یہ بھی فرمایا کہ تم رسولؐ علیہ السلام
بلاؤ اپنے باہمی ایک دوسرے کے بلاؤ سے کی مانندہ بناو۔
یہی فرمایا کہ تم رسولؐ کی عزت و تقدیر کرو تو اس وہی سچا ہو
کیا کرے اور کیسے آکے تضاد کرو گو سکتا ہے سخت ہوسے
کہ خدا کو تحریف کرے اور قوم آپکی یعززت کرئی ہے کہ نمازیک
آپکے تھہر کو بھی منوع فواردیتی ہے اور جالوروں کے
تصور سے بھی پتر جانشی ہے۔ پھر اس قوم نے اپنا نام
کیا دکھا ہے؟ اہل حدیث! انکلادہ و انکلادہ مراجون۔
جب حضور علیہ السلام کے شلف الرشید حضرت ابریشم علیہ السلام
کا وصال ہوا تھا تو مشرک کہتے تھے کہ آپ اپنے بوکھے میں
تو خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ اپنے بیس بلکہ آپ کے
دشمن اپنے ہی۔ ایک دفعہ آپ نے کوہ حصہ پر پسلیغ
اسلام کئے تھے اور اس کو بلا یا تھا۔ تو ابو ہب لے خیر و عظیم
پر کہا تھا کہ اسی کام کے لئے آپ نے ہیں دعوت

علیہ السلام حین یقرئُن فی الصلوٰة و
کان و جسم اف الدنیا و الآخرہ و من
المقربین و جمیع القرآن مقصہ بمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم و قربہ و محبتہ قال
اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و
قولہ تعالیٰ قل انکنتم محبون اللہ
فاتبعوں و قال تعالیٰ یا ایہما البنی
اما ارسلناك شاهد او هبسا او
نذیرا و داعیما الى اللہ با ذنبہ و صراحتا
ھنیروا و قال تعالیٰ لا تجعلوا دعا
الرسول یکم کرد عاء بعضکم بعضنا و قال
تعالیٰ و تعریفہ و تقریبہ وهذا
تقریبہ علیہ السلام عند القوم حتی
جعلوا تصویرہ اسوء من تصویر الہرام
و معدلک سمو الفسحہم اهل الحديث
فاما اللہ و اذالیہ مراجون
ولما مات ولدہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال المشرکون
صادر ابتر فاجلد اللہ سبحانہ
هن حبیبہ ان شانشیک هشو
الا بتر و لما قال ابوالله
للنبي صلی اللہ علیہ وسلم
تبالک الہذا دعوتنا

۶۳

دی تھی۔ فدا کرے تم جلد تباہ ہو جاؤ۔ اس پر خدا نار من
ہوا اور اپنے جبیب کی رفے کے جواب میا کر ابو ہبکے دلوں تھے
تباہ ہونگے اور وہ خود بھی تباہ ہو گی۔ اب الصافی پسند
جلد تھے سمجھے امید ہے کہ وہ خود قولِ دہبیہ اور قولِ ابو ہب
کا باہمی موازنہ کریں گے (قولِ دہبیہ ہے کہ نماز میں حضور
علیہ السلام کا تصویر خلاں پر تین جانور کے تصویر سے بھی
زیادہ بڑا ہے اور ابو ہب کا قول یہ ہے کہ نبی تو تباہ ہو جائے
اور تباہیں گے کہ کس کا قول زیادہ بڑا اور بنام کرنوں والے
اوکس کا نہیں؛ ابو ہب کو تو یہ نہ ایسا حل کی کہ تبلات کی بزرگی
ہو گیا مگر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جنہوں نے ایسے لندے
نظر کئے ہیں۔ افسوس وحی بند ہو چکی ہے ورنہ ابھی فیصلہ
ہو جاتا۔ اب نکامتہ کون قوڑ کتا ہے؟ یہ لوگوں بھی جتنے
ہیں کہ نمازی کو تشریفیں یوں کہنا جائز نہیں کہ لنبی آپ
پر سلام ہوا، آپ پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو بلکہ یہ
فائب سمجھ کر کہ جاریے نبی پر سلام ہو۔ تاکہ حاضری اور خطاب
کے نظر سے پچ جائے۔ کیونکہ اس میں پاشارہ ہے کہ آپ کی
روح بمارک حاضر ہو جاتی ہے جنم کہتے ہیں کہ جب غائب کا
لغای اختیار کرتے سے آپ کی حاضری نہ ہو گی تو تباہ کر جیسا نی
السلام علی النبی کہہ گا اور غائبانہ لغظ سے آپ پر سلام و
دُو دُلھجی گا تو آپ کا تعظیم و تقدیر کی موتیں یا
معاذ اللہ امانت و تحقیر کی شعلہ ہیں پس اگر وہ تصویر عزت و تقدیر
کے ساتھ ہو گا تو وہ بیوں کا گھول ٹوٹ جائیں گا کہ جو شروع مسئلہ
میں مقرر کیا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا تصویر مغضوب علیہ ہے اور
اور گدھ کے تصویر سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر معاذ اللہ

غضوب اللہ علیہ واجاہ عرب جمیعہ
بعقوله تبتت یہ ابی لهب و تبت
والمرجو من المعنیین تو اذن قول
الوہا بیتہ ان تصویرہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الصلوة اصول من تصویر
البهیۃ الفلاحیۃ بقول ابی لهب
تبالک دیر تحر استغیر و افحص جعل
ابو لهب جھنمیتا بقوله تبالک
فكيف یکون حال من تفوہ بمثل
ما قالوا لكن او جی قد انقطع فمن
الذی یرد علیہ قوله دقالوا لا یجوز
للصلی ان یقول فی تشهدۃ السلام
علیک ایها النبی و سرحدہ اللہ و برکاتہ
بل یقول السلام علی النبی انتقامیا
من لفظ المخلب المشیر الی حضور
روحہ علیہ الصلوة والسلام ملناد
لئن سلم بذلك فلیک نصویرہ عند
قراءۃ السلام علی النبی در حمد اللہ
و یوکا ترا نصویر بالتجھیل والموقیر
ام بالاھانۃ والتحقیر عیا ذا باشد
ان صور فاہ بالتوقیر بطلت قاعدۃ
المقریرۃ فی اول المسئلة وان
صورناہ با التحقیر عیا ذا
باشد هد منا بناء الاسلام

تحیر کے ساتھ اسے تصور کریں تو اسلام کی بیاد ہی کھاڑ کو اکٹھ جائے۔ خدا تعالیٰ مناسبوں سے سئی ہمیں بیان کرے ابھی، اور ان مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ آیا بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پہلے سیدنا کا لفظ بڑھانا چاہئے ہے یا نہیں؟ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ بادقی بدعوت کے نزدیک افراد کے وقت نہ تھی مگر میں کہتا ہوں کہ زمانہ تبدیلی کے حوالے پر بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تم خود بتاؤ کہ کیا مولانا اور شیخنا حضرتنا وغیرہ کے لفظ خداوندان میں مستعمل تھے؟ حالانکہ موجودہ وقت میں جس ذی علم و صرف نام سے پکارا جاتا ہے اور کوئی تعظیمی لفظ نہ بڑھایا جائے تو آنحضرت کے حوالے میں اسے اپنی ہتھ کھڑت جانے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر عزت و توفیر کے بعد ہیں۔ کیا غلط اعلان نے حضرت صحیح علیہ السلام کے حق میں پہلے فرمایا کہ آپ سید پاک دامن متعال اور ربی صالح تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نبی آدم کا سید ہوں اور سید کا لفظ مولیٰ کے معنے میں ہے بلکہ مولیٰ کا لفظ سید سے بھی علیٰ ہے کیونکہ سید کا لفظ خدا پر استعمال نہیں ہوتا اور مولیٰ کا لفظ خدا پر بھی کہ تعالیٰ ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مالک رہوں ہیں جو ایمان لائیں اور یہ بھی ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ بہترین مالک اور بہترین مدحگر ہیں۔ آن مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ آیا فعل خداوندی میں غیر اللہ کو شرک کرنا چاہئے یا نہیں؟ شکر کسی داتے کو یوں کہنا کہ یہ اللہ کی اور تمہاری ہے زندگی ہے۔ یا یوں کہنا کہ یہ چیز مجھے خدا اور فدا کے رسول نہ دیکھے۔

اُس شد و نا ای اہون البیلدتین۔ ہتھی۔
وَمِنْ تَلْكَ الْمَسَأَلَ هَسْنَةٌ لِعَظَمِ السَّيِّدِ
بَلْ ۖ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَا
هَذَا بَدْعَةٌ وَمَا كَانَ مَصْطَلِحًا فِي زَمَانِ
حِيرَةِ الْقَرْدَنِ أَقْوَلُ الْأَصْطَلْاحَ تَقْيِيرًا
بِتَغْيِيرِ الزَّمَانِ وَهُنَّ كَافِتُ لِعَظَمَةِ مَنْ
وَبِتَغْيِيرِ حَصْرِهِ تَنَاوِيْلًا فَلَكَ مَصْطَلِحٌ
فِي زَمَانِ حِيرَةِ الْقَرْدَنِ دَفِيْهِ هَذَا الزَّمَانِ
يَسْتَكْفِيْلُ كُلُّ هُنَّ ادْعَى الْعُلَمَاءِ بِيَخْاصِبِ
بِجَرْدِ اسْمِهِ وَيَحْسِبُهُ هَتَّاكا حُرْمَةً فَإِنَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّ الْحُرْمَةِ وَالْعَظَمِ
مِنْ سَأْلَةِ النَّاسِ اهْمَالِ اللَّهِ تَعَالَى فِي
حَقِّ سَيِّدِنَا يَحْيَى عَلَيْهِ سَلَامٌ وَسَيِّدِ الدُّ
حْسُونِ وَبَنِيَّا مِنْ الصَّالِحِينَ وَقَالَ
الْبَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ الْوَلَدِ
نَاهِمَ فَلَقَظَ السَّيِّدُ مَرْادِفًا فِي الْمَعْنَى لِلْفَاظِ
الْمَوْلَى بَلِ الْمَوْلَى اَعْلَى مَنْهُ لَا نَهْ
يَطْلُقُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
ذَلِكَ بَانِ اللَّهِ مَوْلَى الَّذِينَ اَمْنَوْا
وَقَوْلُهُ تَعَالَى نَعَمَ الْمَوْلَى وَنَعَم
النَّصِيرُ۔ وَمِنْ تَلْكَ الْمَسَأَلَ هَسْنَةٌ
اَمْتَرَالِكَ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى مَعْدُوفُ الْفَعْلِ
كَا يَقَالُ لِلْمَعْنَى هَذَا هُنَّ فَصَنْلُ اللَّهِ
وَصَلَّكُوا وَاعْطَافِي اللَّهِ وَرَسُولِهِ

تو جواب یوں ہے کہ یہ محاورہ میں مجازی طریقہ سطل
ہوتا ہے اور حقیقی بھی۔ تو فقرہ مذکورہ کا یہ سئی مجاز کا صاف
طور پر تو فصل نے دیا ہے مگر بظاہر تم نے دیا ہے اور جواب
سچی اللہ عنہم سے جب بُنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سوچ
پر پہنچتے تھے اور صحابی جواب دینا ستائی تسمیت تھے تو تو
یوں کہتے تھے کہ اس کا جواب خدا اور خدا کا رسول ہتھ
چانسا ہے اور اپنے اس جواب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے علم میں شریک کر دیتے تھے اور
اس جوابی فقرہ کو کسی نے پہاڑیں منایا۔ دیکھئے ارشاد
ہے کہ اللہ و اللہ کے رسول کی مشکلین سے بیزاری ۴
یہی فرمایا کہ انکو یہ مناسب تھا کہ خدا اور خدا کے رسول کو
رضی کرتے اور یہ یہی فرمایا کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول
کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ بڑی کامیابی پائیگا۔ یہی ارشاد
ہے کہ مخالفین کیا یہی بُرا منعاتے ہیں کہ اللہ نے اور اللہ کے
رسول نے اہلی ہدیۃ اور جہاں بریں کو غنی کر دیا ہے اس قسم کی
آیات اور بھی بہت یہی مگر خلاصہ جواب یہ ہے کہ
ایسے اشتراکی لفغوں سے عوام کو پچنا چاہئے کیونکہ
وہ حقیقت و مجاز میں امتیاز نہیں کرتے۔ آہ ران
مسئل میں ایک مسئلہ یہ ہی ہے کہ معاذ اللہ کیا خدا جو
بول سکتا ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں کہ عذاب اللہ
میں جھوٹ بول سکتا ہے اور اس مسئلہ کا نام ممختنی ہے۔
امکان کذب کھا ہوا ہے یہم جواب دیتے ہیں کہ ذات
خداوندی کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا ہی تاجائز ہے
اور وہ دہدہ گر کے سفرانہ دینا اسے وعدہ خلافی نہیں کہتے

فقیہ الحقیقتہ والمجاز ای اعطاقی
الله حقیقتہ واعطیتستی ظاہر
وکانت الصحابة رضی اللہ عنہم
حین یلیقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عینہم سؤالاً یقولون اللہ و رسوله
اعلم فکا نوا یشترکون بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی الاعلمیة مع اللہ تعالیٰ
دلا ینكرون عینہم احد و قال اللہ تعالیٰ
براءة هنّ اللہ و رسوله و قال تعالیٰ
فان اللہ و رسوله احق ان یوصوا و من
یطع اللہ و رسوله و قال تعالیٰ و ما
نقوا عنہم الا ان اغتابهم اللہ و رسوله
من فعلہ الى غير ذلک من الآيات
لکن لا حتو اسر عن امثال
هذه الكلمات احسن بعد
تمیز العوام بین الحقیقتہ و
المجاز و من تلک المسائل مسئلۃ
امکان الكذب علی اللہ تعالیٰ
قالوا خلف الوعید جائز دسموا
امکان الكذب قلنا لا یجوز
نسیۃ الکذب ب ا لے اللہ
تعالیٰ و خلف الوعید مکرمة
ولا یسی کذ با لان الكذب
وناءۃ قبیحة یستنکف منها

بلکہ وہ جعل اختیاری کی تبدیلی ہے اور اس اختیاری
تبدیلی کو کوئی محبوب نہیں کہتا۔ یونگر محبوب ایک عنست ہے
جس سے انسان بھی نفرت کرتے ہیں تو بھلا خدا تعالیٰ ہی
سے نفرت کیوں نہ کرے گے؟ ہس قیامت کے دن عذاب
کی وجہ سے مغفرت کا استعمال کرنا خدا کا رحم اور رہبانی
ہوگی۔ اسے کذب نہیں کہا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ کافر کی
قرآن کی تکذیب کرتے ہیں جسے وہ خود پر سے طور پر
نہیں سمجھ سکے۔ پھر ارشاد ہے کہ وہ جلتے ہیں اور جان
بوجھ کر خدا پر افتخار کرتے ہیں۔ ان آیات میں محبوب کی لفظ
کہ خدا تعالیٰ نے کفار کے حق میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ نبی
عادت ہے پس مسلمان کیسے گوارا کر سکتے ہے کہ الحست
کو اپنے خدا سے نسبت فی تجربہ شاہد ہے کہ جرائم پیش
گرفتاروں کو حاکم جس ام باقتل کی صزادیتے ہیں
گرگسی خاص مفترب کی سفاهی سے یا اپنی خاص حلما
سے یارِ رحم کی درخواست پر انکو معافی بھی دیدیتے ہیں۔
اور ہمارا کردیتے ہیں تو کیا اس صورت میں ان حکام کو وہ
خلاف یا جھوٹا کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس فتنہ
نام ذاتی اختیار کا استعمال ہے اور احسان اور کمال
مربباتی ہے پس حال یہ ہے کہ شخص اس جماعت سلوک
خداوندی کو وجودہ اپنے ہم برسوں کے حق میں استعمال کر جائے
کذب کا عنوان دیتا ہے۔ وہ خود خدا پر محبوب باندھتا
ہے۔ تم خود ہمی بتاؤ کہ اس شخص سے ٹرھکرا اور کون زیادہ
ظلہ ہو سکتا ہے جو ضمائر محبوب باندھے یا اسکی آیات کی
تکذیب کرے۔ چل ہا یہ ہے کہ ظالموں کی نیجات نہ ہوگی

الْعَبَادُ فَكَيْفَ بَرَبُ الْعَبَادَ
وَمَغْفِرَةُ الْعَاصِي يَوْمَ
الْقِيمَةِ عَفْوٌ وَمَكْرَهَةٌ لَا
يُسْتَحْيِي كَذْنَبًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
بَلْ كَذْنَبًا بِمَا لَمْ يَحْيِطُوا
بِعِلْمِهِ وَقَالَ تَعَالَى وَيَقُولُونَ
عَلَى اللَّهِ الْمَذْبُدُ وَهُمْ
يَعْلَمُونَ فَالْخَصْلَةُ الرَّدِئَةُ
الَّتِي ذُكِرَهَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ
عَادَاتِ الْكُفَّارِ كَيْفَ يَحْوِنُ
مُسْلِمَانَ يَنْسِبُهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
فَالْحَاكِمَانَ أَوْ عَدَا هُنَّ الْجَرَائِمُ
بِالْحَبْسِ وَالْقَتْلِ مُثْلِثٌ فَظُفْرٌ
عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَفْتُ عَنْهُمْ بِشَفَاعَةٍ
أَحَدُ مِنْ خَوَاصِهِ أَوْ بِلَطْفٍ
مِنْهُ وَأَطْلَقْتُهُمْ هُنَّ يُسْتَحْيِي
ذَلِكُ الْحَاكِمُ كَذْنَبًا كَلَّا بَلْ
عَفْوَهُ لَهُمْ أَحْسَانٌ وَمَكْرَهَةٌ
فَمَنْ سَمِّيَ فَضْلَ اللَّهِ تَعَالَى
وَرَحْمَتَهُ عَلَى عِبَادَةِ الْمُجْرِمِينَ
كَذْنَبًا قَدْ كَذَبَ عَلَى
اللَّهِ تَعَالَى وَهُنَّ أَطْلَدُ
مِنْ كَلْبٍ عَلَى اللَّهِ أَوْ
كَذْنَبٍ بِأَيَّاهُمْ لَا يَفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ

مخالف اور امن کیا کرتے ہیں کیا خدا ہر شے پر قادر ہیں تو
جھوٹ پر کیوں قادر ہوگا (رجواں) بیشک صحیح ہے
میکن قدرت الہینا ممکن اور نامناسب امع رکیف توجہ
نہیں ہوا کری۔ چنانچہ خدا اپنا شرک پیدا نہیں کرتا۔
اور اسی طرح کے اور ہادا جبکہ نہیں کرتا پس یہ
بکو اتنا سے انسان کافر ہے کہ اپنی دبان کو دک
ر کرے۔ آن مسائل میں سے استہاد کا مسئلہ بھی ہے جو
صلحا کی روشنی کی جاتی ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ
تا جائز ہے اللہ کے سوا اور جو اللہ کے سوا کسی اور
استہاد کرتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے یہ کہتا ہو
کہ اپر د طریق سے سمجھت ہے اول ہر ف استہاد اور
عدم استہاد پر دوم استہاد سے انج یا عدم نفع پر پس
نفس استہاد یعنی کسی سے امداد طلب کرنا۔ وہ نہ دو
مئے عام طور پر عالی کیجا تی ہے اور کثیر الاستعمال اور
مشہور ہے چنانچہ مخالف بھی دنیاوی امور میں (مثلاً
تعیر مدارس، تبلیغ ذہبیتی بیہ اور اجرائے اجراءات)
میں انکے ہاں بھی پائی جاتی ہے تو اگر صرف استہاد
ہر طریق سے شرک ہے تو مخالف خود شرک کرتے ہیں میں
نفس استہاد میں ہمارے اور انکے درمیان کوئی فرق
نہیں گھری۔ فرق ضرور ہے کہ وہ فانی جسموں کے استہاد
کرتے ہیں اور ہم پاک اور فیروانی اور لع سے استہاد
کرتے ہیں۔ بعد ہ استہاد سے لفظ تو اللہ تعالیٰ کہ
اما دہ اگر چاہے تو ہم کو اڑاں طبیہ نفع دیتے ہیں۔
ان کو فانی جسم نفع دیتے ہیں اگر وہ نہ چاہے

قالوا ایس اللہ علی کل شیوٰ قدیر
قلنا بلى و نکن قدر کا اللہ تعالیٰ لا
تتوجہ الی الحالات کثیر بیکابی
و غیرہ هن الحالات فکف اللسان عن
امثال هذه الكلمات واجب علی العباد
و من تلذ المسائل مسئلة الاستهاد
من امر و اوح الصالحة قالوا لا يجوز
الاستهاد ادا لا عن اللہ تعالیٰ و من
استهاد عن غير اللہ تعالیٰ فقد اشرأ
باللہ تعالیٰ قلت الكلام في هذه المسئلة
من وجوهين جواز نفس الاستهاد و
عدمه والنفع من الاستهاد عدمه
فتفس الاستهاد يعني طلب المعونة
شائع ذائع عند هدم من الا جماع في
مقاصد هم الدینوية من تعبر المراد
وتبلیغ المذاهب واجراء الجمائد
كان نفس الاستهاد مثلما اخذها شرعا
باليه تعالیٰ فلا فرق بيننا وبينهم
في نفس الاستهاد ادعير افهم
يستخدمون من الاستباح العافية و
خن يستخدمون الامرواح الطيبة الباية
واما النفع من الاستهاد ادبنا اراده
الله تعالیٰ ان اراد نفعنا الامرواح الطيبة
ونفعهم الاستباح العافية وان لم يريده ما

تو نہ ہم کو ان سے لفڑ ہوتا ہے نہ انکو۔ اب اگر وہ یوں
کہیں کہ ہم تو زندوں کے بدن سے استمداد کرتے ہیں اور تم
مُردوں کی روتوں سے استمداد کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ
دھیل تم بھی اذواج سے ہی استماد کرتے ہو۔ کیونکہ در
حقیقت دینے والا بارو کئے دالا روح ہی ہے خواہ
دھیم سے خاچ ہو یا اسمیں داخل ہو۔ انتہی۔ آن
سائل ہیں یہ مسئلہ بھی ہے کہ کچھ لوگ اپنے بھوپ کے
نام انبیاء علیہم السلام یا صلحائے امت کی طرف
منسوب کر دیتے ہیں مگر مخالف اس شخص پر شرک کا
نتوئے لگا دیتے ہیں جو اپنے بھوپ کا نام نبھی سخن،
رسول سخن با غلام محمد یا غلام صدیق یا اسی تسمہ کا
اور نامہ کچھ کیونکہ اولاد دینے والا فدائی ہے
اور یہ جائز نہ ہو گا کہ اپنے سچے کو نام غیر اللہ کی طرف منسوب
ہو اور غلام عبد کے معنے میں ہے اور ہم سب مدعا
اللہ ہیں اور عبدت کی نسبت غیر اللہ کی طرف جائز
نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مان بیا کہ معطی اور مانع درحقیقت
خدای ہی ہے مگر ما ہم عطا یہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا
مجازی طور پر جائز ہوتا ہے کیونکہ حضرت جبریل نے
حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آ کریوں کہا تھا
کہ میں تکلو پار سارے کا سختی آیا ہوں اور یوں نہیں
کہا تھا کہ اسلئے آیا ہوں کہ خدا تکلوڑ کا سختی جو
پار سا ہو گا۔ توجہ جبریل علیہ السلام رڑ کا دیکھتے
ہیں تو کیوں حضور علیہ السلام کی طرف پر عطا یہ منسوب
کرنا مجازی طور پر جائز نہ ہو گا۔ اگر یہ افترض کیا جائے

و ما نفعہم و ان قالوا نحن نستمد
من ابدان الاحياء و انتم تستمدون
من امر واح الاموات نقول انتم
كذاك تستمدون من الامر واح
لان المعنى المانع هو الروح في
جسد كان او خارجا من الجسد
انتهی۔ وَمَنْ تَلَكَ الْمَسَائلَ فِي
تَسْمِيَةِ بَعْضِ النَّاسِ أَوْ لَادَهُمْ
مَنْسُوبِينَ إِلَى الْأَبْنِيَاءِ وَالصَّلَحَاءِ
فَهُمْ عَلَمُونَ بِالشَّرِيفِ عَلَى هُنْ سَمِّيَ وَلَدَهُ
بَنِي بَعْثَةٍ أَوْ رَسُولٍ بَعْثَةٍ أَوْ غَلَامٌ مُحْمَدٌ
أَوْ غَلَامٌ الصَّدِيقٌ رَاشِيَةَ ذَلِكَ
قالوا مَعْطِيُ الْأَوْلَادُ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى
لَا يَجُوزُ لِأَهْدَانِ يَصْنَافَ أَهْمَ وَلَدَهُ
إِلَى غَيْرِهِ تَعَالَى وَالغَلَامُ بِمَعْنَى الْعَبْدِ
وَكُلُّنَا عِبَادُ اللَّهِ لَا يَجُوزُ اضْنَافُهُ الْعَبْدُ
إِلَى غَيْرِهِ تَعَالَى قَلَّنَا سَلَّنَا إِنَّ الْمَعْطِيَ
وَالْمَانعُ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى حَقِيقَةٌ لَكِنْ
اضْنَافُ الْعَطَاءِ إِلَى غَيْرِهِ تَعَالَى
جَازٌ مَحْازًا كَمَا قَالَ جَبَرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لِرَوْمَ العَزِيزِ لَا هُبَّ لَكَ غَلَامًا ذَكَرًا
وَمَا قَالَ لِيَهُبَّ اللَّهُ تَعَالَى لَكَ غَلَامًا مَازِيَافًا فَلَمَّا
جَازَنَ يَهُبَّ جَبَرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَلَامًا
لَا يَجُوزُ لَكَ بَعْهَادُ لِلَّبِنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ

کہ قول جبریل تو امر الہی تھا اور کوئی نہ عکم دی
 ہے تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بثیب
 قول جبریل امر الہی تھا۔ مگر اس نے ہمارے واسطے جو ان
 کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اب رہ لفڑا غلام تو اُرچ
 وہ فارسی معاورہ میں عبد کے معنے میں ہے۔ تاہم اپنے
 بچوں کو صلحاء کے غلاموں کے ساتھ شبیہ یعنی میں
 کیا قباحت ہو گئی اور صلحاء سے مراد بھی ہی اور معاورہ
 اور امت محمدیہ کے نیک بندے۔ کیا انکے پاس خود
 اپنے غلام نہ ہوتے تھے یا انکو اپنی ذات سے منسوب
 کرتے تھے؟ اور یوں نہ کہتے تھے کہ اے میرے بندے
 اور اے میری لذتی کیا خدا نے انکو ان سے منسوب
 نہیں کیا کہ تم اپنے بندوں اور اپنے بندیوں کے بخواج
 کرادیا کرو پس حقیقت میں تمام نلام اور تمام آزادگی
 خدا کے بندے ہیں اور غلام اپنے آقاؤں کے مجازی
 طور پر بندے ہیں چنانچہ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں
 قرآن مجید میں کثرت کیسا تھا حقیقت و مجاہد کا استعمال
 ذکر کر دیا ہٹا ہے۔ علی ہذا القیاس لوگوں کے پختے
 حقیقت میں اللہ کے بندے ہیں اور صلحاء میتے امت
 کے مجازی طور پر بندے ہیں۔ امّتی یہ ہماری تحریر
 کا آخری مقام ہے جس کا ہمنے ارادہ کیا تھا۔ یا ائمّۃ
 میں نے اس تحریر سے دور کوئی ارادہ نہیں کیا تو اس
 اس کے کہ مسلمانوں کے عقائد کجردی اور گمراہی سے
 درست ہوں پس اگر بتحریر تیری طرف حصہ ہے تو اسی
 تیرا احسان اور فضل مانتا ہوں۔ تو اس سے اپنے

مجاز افان قیل ذلک کان با مریم
 تعالیٰ قلنا سلیتا انہ کان با مریم
 تعالیٰ کند فتح لنا باب الجوانز
 و آما الغلام و ان کان بمعنى
 العبد في اصطلاح الفرس
 فاي قباحت في تشبيهه الاولاد
 بعيد العملاء من الانبياء
 والصحابه والصالحين اما كان
 لهم عبيد اما كانوا ينسبون
 عبيد هم لا نفسهم يقول لهم
 عبيدى و امته اما قال الله تعالیٰ
 هن عبادكم و اما شرككم فالعبيد
 والناس جميعا عباد الله حقیقت
 والعبيد عبيد لما لك لهم
 مجازا كما بينا كثرة استعمال
 المجاز في القرآن في اول الكتاب
 كذلك اولاد الناس عبيد الله
 حقیقت و عبيد للصلحاء مجازا
 انتحى۔ ولیکن هذا اخر ما
 اردنا تحريفه في هذا المقام
 الهمدانك تعلق تعذر افي ما
 اردت بهذا التحرير الاصياء
 عقائد المسلمين عن الزريم وبضلال
 فان كان صوابا فذلك ولد الملة

مومن بندوں کو نفع دے اور اگر پتھر پر فلمہ ہے
 تو پلٹی پیرے نفس سے سرد ہوتی ہے۔ اس لئے
 میں تجوہ سے معافی اور مغفرت طلب کرتا ہوں۔ یا
 اللہ ہمیں حق بات کو حق کر کے دکھلا اور حق کی
 اپیل ہماری قسمت میں کراؤ رباطل کو ہمیں بھی
 باطل کر دکھلا اور ہمیں اس سے پرہیز بخش
 وصلی اللہ علیٰ صَلَاتُ اللہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَلِفَةٍ وَ
 نور عرضہ و علیٰ الہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَحَابِہٖ وَ اٰمَانِہٖ وَ
 صَالِحِی اهْتَمَ اجْعَلِیں۔ امین یارب العالمین
 پتھر پر سالہ ہذا پروزہ دشنبہ ۳۱ محرم الحرام

۱۳۴۰
شمسہ ہجری

فانفع به عبادك المؤمنين وان
كان خطأ فهون نفسى وامثلك
العقو والغفران التهمارنا
الحق حقا واسرقنا اتبعه و
امرنا الباطل باطل واسرقنا
اجتنا به وصلى الله على سيدنا
محمد خير خلقه ونور عرشه
وعلى آلله واصحابه واتبعه و
صالحي امهه اجمعين امين يا
رب العلمين و كان الفراع من تحرير
الراحلة يوم الاثنين الرابع عشر شهر شعبو
نحر المحرم سنة مسيئ بعده لاف ملثا

احناف کی تدبیشیں ضروری گئیں
اور

اہل بُرْعَت سے اچھتاں

ہندوستان میں حکومت برتائیجہ سے قائم ہوئی ہے۔ نہ بھی صلاح کے دعوے پر اسی کا بیان بھی کیا۔
صلحیں وقت لے پہلی صلاح یعنی طریق نماز پر حمل کیا کہ یہ طریق قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اسکے
بعد صدقة و خیرات اور ایصال ثواب کے مختلف مردوچہ طریقوں پر مشتمل رسم کا فتوی لگادیا کہ یہ کچھ
ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ان دو حملوں کا تبیخ یہ ہوا کہ آج مسلمان ایسے بدکام ہو گئے ہیں کہ صدقة و خیرات
نام بھی لینا شرک چلتے ہیں اور لفظی عبادات یا تقریب الہی کے محسن امور کے اختیار کرنے سے اپسے محبت پڑ گئے
ہیں کہ عبادات میں اچھے پر نہ بھر بھی بوجھہ دالنا پسند نہیں کرتے۔ پسراحدان لوگوں کے حقاً میرزا جس میں
انہوں نے ناگفتہ پر کسی ایک بدنوامیاں قائم کیں اور خدا درست اور صلحاءٰ اُمّت کی عنت و توغیر کو آنذاذ
ابباب من دون اللہ کہکر کا فرکر دیا۔ مگر ان کی اپنی حالت گرتے رہتے پہاٹک بینچ پہلی ہے کہ پر لے دیجہ کے

گستاخ ہو کے ہیں ممکنہ پر توجیہ اور اتباع سُنت کے لفظ ہیں مگر بخاری علی جملہ ائمہ امت سے بھی بڑھ کر میں عوب ہے۔ بظاہر حنفی نامسلمان بھی بجا تے ہیں اہ صلح مکمل کی چیز زبانی سے دل موہ لختے ہیں مگر ان کا اندر ملی خیال کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ وہ صرف جھوٹے بھائے مسلمانوں کو خپڑ دیا کرتے ہیں وہ درصل وہ خود رائے، صحیب بالنفس، ناتاج ہوا اور بدعت جدیدہ کے پیدا کرنے والے ہیں۔ چنانچہ (۱) انسکے داعظ بظاہر حکما کا امام عظیم رحمۃ کی تعریف ان لفظوں سے کیا کرتے ہیں کہ آپ بڑے زادہ اور پاسا تھے ہیں میں انکا عمل مقصد یہ ہوتا ہے کہ گذوں فیک تھے مگر قرآن دحدیث سے واقعہ نہ تھے (کان یتیحاف المحدث) کوئی کہتا ہے کہ صرف سترہ حدیثیں آپ کو ملی تھیں کبھی کہتے ہیں کہ آپ کا مذہب صحیح احادیث پر قائم نہیں گزرا وہ موصوع احادیث آپ کو ملی تھیں اور مسلم و بخاری کی احادیث سے احادیث سے بے خبر تھے آپ امام ضرور تھے مگر محل تعلیم مبوحی سے بے خبر تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی کہہ کر ایک بادشاہ تھا اور بڑا بادشاہ مگر رات کو سے روئی تھی اور نہ مکان۔ ہنے کو نصیب تھا۔ (۲) ایشیر الحدیث امر سرجو اپنے تقدیس میں امام وقت اور مجدد زمان کا لقب پاپکا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اخلاق پر شرگ فی الرسالۃ کا الزام دیا کرتا ہے اور ایک چوکھٹ بنارکھی ہے کہ جس سے سمجھا یا کرتا ہے کہ ظالم باربعہ راہ رہت پر نہ تھے۔ نکتہ چینی اسکی غذا ہے۔ ایک دن کسی نے اہ شافعی "کامہب میش" کیا کہ وہ بھی میں تراویح کے قائل ہیں۔ تو فوراً آبہدیا کر دوکل کا لونڈا لقا۔ اسے حدیث کب آتی تھی۔ فہقی مسائل کو شریعت ساری ہیکر ہمیشہ اغراض کیا کرتا ہے۔ چنانچہ آجھل بھی اس نے ایک رسائی لکھا ہے۔ جس کا نام سخقولات خفیہ ہے جس میں چند مسائل نقیبیہ پر اور حضرت امام پر جا بجا پھیتی، اتنا اپلا ہی ہے اور اس میں اس نے اپنا اجتہاد یہ میش کیا ہے کہ غیر حاضر شوہر کی بیوی چار ماہ کے بعد اعلان کر سکتی ہے کہ میرا نکاح فتح بھیکیا ہے، اور خاب کو دعویٰ ہے کہ یہ مسئلہ قرآن سے نسبت ہے۔ (۳) صوفیائے کرام کے سخت مخالف ہیں مگر اپنی پری مریدی خوب چلاتے ہیں نہ رانے بُورتے ہیں۔ تعلویہ فروشی اور جنتر منتر کی مہانی سے پرہیز نہیں کرتے (۴) ممبر بہر و دکر کہتے ہیں کہ مسلمان شرک و بدعت میں بلاک ہو سبے ہیں مگر خود بہ عاتِ جدیدہ میں بستا ہیں۔ چنانچہ تعلیم ائمہ کو تلقین کفار کے جا طلتے ہیں۔ انکی مساجد میں بعض جگہ کیدری نظر آتی ہے جس پر عورتیں خادم پڑھی ہیں خلیج جمعہ کو صرف وعدہ سمجھ رکھا ہے۔ اس لئے درمیان مسجد میں قمی کھڑے ہو جلتے ہیں اور مان کے پیال اہل حدیث کا لفڑا ایک قوی نشان بن چکا ہے۔ بخچ پیدا ہوتے ہی امہدیت یا محنت بخا گا ہے۔ ترک نوائل کو اپنا امتیازی نشان جانتے ہیں (۵)، وضع قطع خواہ کسی طریق پر ہو مگر اخاف کو بُرایا کہے تو وہ موحد جنی نہیں ہے اور صاحب آدمی کہلاتا ہے (۶) راگ رنگ، برات کے ہاتے، مہلا دیا تو الی کے اشعار وغیرہ ان کے نزدیک اس قدر زہریلے ہیں کہ اس وقت کا کھانا بھی حرم ہو جاتا ہے۔ مگر گراموفون اور ریڈیو ان کے گھروں میں کوئی اثر نہیں کرتا۔ (۷) تصریح سازی میں عذر کرتے ہیں کہ وہ درف عبادات کیلئے منسوب تھی۔ اب یہ تحریک شاخص بتائیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تصویر نہیں بلکہ فوٹو یا عکس ہے (۸) ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اخاف کے لئے کوئی طریق جاری کیا جائے۔ خواہ اپنا نقصان ہی ہو جائے مثلًا آنحضرت تراویح میں صرف مارش روکا فتوے لہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پڑھ کر تھے تمام مفتہ ہیں اس فعل کو نہاد تجوید بتاتے ہیں اور یہ تجد اسے تراویح سمجھتے ہیں کہ آنحضرت تراویح ہیں اور یہ دو ترکیبیں استدعا ہیں کہ دترکیبی ایک ہی پڑھتے ہیں اور یہ دو ترکیب حکرا پنچی ہی حدیث پشکرده پر مل دیا ہیں ہوتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بخاری میں محل تمام بدعت ہی بدعت ہے اور اپر عمل بالحمدیت کا پردہ دالا ہوا ہے۔ اسلئے حق المقدم ران ہے بخاری وہی ۴

Marfat.com

حضرت شاہ آنگا و حضرت خواجہ غلام علی جانے

متبہ تشریف حضرت خواجہ عبد الرحمن جان حضرت خواجہ شمس تبریز جانے



حضرت شاہ آنگا و حضرت خواجہ غلام علی جانے

متبہ تشریف حضرت خواجہ عبدالرحمن جان حضرت خواجہ شمس تہرسن جان



قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي عَاشَ الْأَلْيَامُ وَرُدِّي إِلَيْكَ الْمُؤْمِنُونَ إِنَّكَ فَيَعْلَمُ
مَا فِي الصُّدُورِ

العقائد الصحيحة



ترجمہ۔ از تصنیف

زیدۃ السالکین عمدة العارفین محقق السنۃ ماہی المبردة ثانی الالف ثانی
حضرت مولانا مرشدنا خواجہ حاجی حافظ محمد حسن جان صاحب
مجدوی نقشبندی فاروقی قدس اللہ سرہ